فضائل اہلبیت علیہم السلام

زیارت جامعہ کبیرہ کی روشنی میں

(18 مجالس کا مجموعہ)

استاد شیخ حسین گنجی حفظہ اللہ

ترجمہ: اسد رضا چانڈیو

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں اس کی فنی طورپر تصحیح اور تنظیم ہوئی ہے

فضائل اہلبیت علیہم السلام

زیارت جامعہ کبیرہ کی روشنی میں

(۱۸ مجالس کا مجموعہ)

استاد شیخ حسین گنجی حفظہ اللہ

ترجمہ: اسد رضا چانڈیو

اس کتاب کے بارے میں چند باتیں

کمال ایمان اور معرفت کیلئے خدا کے مقرب بندوں کی زیارت کا بہت بڑا کردار ہے۔ زیارت، خداوند قدوس کا وہ انمول تحفہ ہے جو اہلبیت سے تمسک اور وابستگی کا سبب بنتا ہے جو کہ خیر، برکت، فیض اور ثواب کا سبب ہیں۔

ان تمام زیارتوں میں سے ایک بہترین زیارت جامعہ کبیرہ ہے جو کہ ائمہ معصومین کی معرفت کامل کا ذریعہ ہے اور اہلبیت کے کمالات اور فضائل سے بھرا سمندر ہے۔

زیارت جامعہ امامت اور ہدایت کا وہ بلند منشور ہے جو امام علی نقی علیہ السلام کے نورانی بیانات سے ظاہر ہوا۔

یہ زیارت حقیقت میں انسانیت کی ائمہ معصومین کے چند فضائل کی طرف رہنمائی ہے ورنہ اہلبیت کے فضائل تو اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

زیارت جامعہ کی شرح اور تبیین کے حوالے سے (نسیم معرفت) کے نام سے یہ حجۃ الاسلام و المسلمین آقای حسین گنجی کی خوبصورت گفتار کا مجموعہ ہے۔ اردو زبان مومنین کے استفادہ کیلئے اس حقیر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ہماری معرفت میں اضافہ ہوگا، اور آخرت میں ہماری شفاعت کا سامان فراہم ہوگا۔ البتہ ترجمہ میں کتنا کامیاب ہو سکا ہوں اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں!

دعا ہے خداوند کریم نسیم معرفت کو ہم سب کے نصیب میں لکھے اور ہم سب کیلئے ائمہ معصومین کی حقیقی معرفت اور شناخت کے دروازے کھول دے!

اسد رضا چانڈیو

حوزہ علمیہ قم المقدسہ

۱۳ رجب ۱۴۳۷

مولف کا مقدمہ

خلقت اورپیدائش کا سبب اور فلسفہ، آگاہی اورمعرفت ہے

(تفسیر صافی، ج ۵، ص ۷۵)

اگرکسی کو درست شناخت اورمعرفت حاصل ہو جائے تو وہ عبودیت کےکمالات کو پا لیتا ہے۔

من عرف ربه فقدتوحد

(غرر الحکم، آٹھویں فصل، کلمه ۱۳)

جس نےبھی اپنےرب کو جانا وہ موحد ہو گیا۔

توحیدکی حقیقت فقط اللہ تعالی کی معرفت کےذریعہ حاصل ہوتی ہےاورمحبت اورایثاربھی اسی معرفت سےحاصل ہوتے ہیں۔

دلیل الحب ایثار المحبوب علی ما سواہ؛

بحار الانوار، ج۷۶، ص۲۲

محبت کی نشانی اپنےمحبوب کو سب پرمقدم رکھنا ہے۔محبت، خوف اور خشیت بھی اسی چشمے سےجاری ہوتے ہیں:

اخوفکم اعرفکم؛

غرر الحکم، ص۱۷۴۔

تم میں سےسب سےزیادہ ڈرنےوالا ہی سب سےبڑا عارف ہے۔

(انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء؛)

سورہ فاطر، ایۃ ۲۷۔

اللہ کےبندوں میں سےصرف اہل علم ہی اس سےڈرتے ہیں۔

رسول اکرم کی ایک بہت ہی خوبصورت حدیث ہے:

من عرف اللہ و عظمہ منع فاہ من الکلام و بطنہ من الطعام و عنی نفسہ بالصیام و القیام؛

کافی، ج۲، ص۲۷۳۔

جو بھی اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرلے اور اس کو عظیم جانے، وہ اپنی زبان کو باطل بولنےسےروکے، اپنےپیٹ کو حرام اور زیادہ کھانےسےبچائے، نماز اور روزہ کےذریعہ اپنےنفس کو کنٹرول کرے۔

اللہ تعالی کی معرفت، اہلبیت کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ اہلبیت ہی اس کی معرفت کا مرکز ہیں۔ علم، حکمت، دانش، دانائی، معرفت اور آگاہی سب یہاں ہیں۔ اہلبیت کے دروازے کو چھوڑ کے یہ چیزیں کہیں نہیں پائی جاتیں!

السَّلَامُ عَلَى مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللَّهِ وَ مَسَاكِنِ بَرَكَةِ اللَّهِ وَ مَعَادِنِ حِكْمَةِ اللَّهِ مَنْ أَرَادَ اللَّهَ بَدَأَ بِكُمْ وَ مَنْ وَحَّدَهُ قَبِلَ عَنْكُمْ وَ مَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ

جو بھی اپنے دل کے ذریعہ دیدار الٰہی کرنا چاہتا ہے اسے اہلبیت کے جمال پر نظر ڈالنی چاہیے کیونکہ یہی خدانما آئینہ ہیں۔

جس دروازے سے تمام افراد انسانیت کو شہر توحید، شہر ایمان، شہر اخلاق اور تمام خوبیوں کے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے وہ اہلبیت ہے۔

نَحْنُ الْبُيُوتُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُؤْتَى مِنْ أَبْوَابِهَا وَ نَحْنُ بَابُ اللَّهِ

بحارالانوار، ج23، ص 329۔

ہم وہ باب اللہ ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے کہ میرے گھر میں اہلبیت کے دروازے سے داخل ہوں یعنی جس گھر میں اسکے دروازے سے آنے کا خدا نے حکم دیا ہے وہ ہم ہیں اور ہم ہی باب اللہ ہیں۔

اسی لئے رئیس مذہب امام صادق ارشاد فرماتے ہیں:

شَرِّقَا وَ غَرِّبَا لَنْ تَجِدَا عِلْماً صَحِيحاً إِلَّا شَيْئاً يَخْرُجُ مِنْ عِنْدِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ ؛

بحار، ج۲، ص۹۲۔

اس عالم کو مشرق اور مغرب تک کو چھان مارو لیکن درست علم تک رسائی نہ ہوگی مگر یہ کہ وہ علم ہم اہلبیت سے جاری ہوا ہوگا۔

جیسا کہ مرزا مہدی اصفہانی سے حالت مکاشفہ میں امام زمانہ نے ارشاد فرمایا:

طلب الهدآيت او المعارف من غيرنا مساوق لانكارنا؛

ہمارے علاوہ کسی اور سے ہدایت اور معرفت کو طلب کرنا ہمارے انکار کے برابر ہے۔

شیعہ اور سنی کے درمیان متفق حدیث، حدیث ثقلین اور اس جیسی بہت ساری احادیث کا مدعی بھی یہی ہے۔

اس مطلب پر اس قدر اصرار کیا گیا ہے کہ امام صادق ارشاد فرماتے ہیں:

ان دعوناهم لم يستجيبوا لنا و ان تركناهم لم يهتدوا بغيرنا؛

اگرہم انہیں حق کی دعوت دیتےہیں تووہ قبول نہیں کرتےاوراگرانہیں انکےحال پرچھوڑتے ہیں تووہ ہمارےبغیرہدایت حاصل نہیں کرپاتےاورگمراہ ہوجاتے ہیں۔

اسی لئےاہلبیت کےسامنےسرِتسلیم خم کرناچاہیےاوران کی اطاعت کرنی چاہیےاسکےعلاوہ ضلالت اورگمراہی سےبچنےکاکوئی راستہ نہیں۔

کسی کےپاس کچھ نیکی اور خیر نہیں اور نہ ہی کسی کو ایسی جگہ کا علم ہےبلکہ تمام نیکی اور خیر ان کےگھر میں ہے۔

إِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ أَوَّلَهُ وَ أَصْلَهُ وَ فَرْعَهُ وَ مَعْدِنَهُ وَ مَأْوَاهُ وَ مُنْتَهَاهُ؛

اگر خیر کا تذکرہ کیا جائے تو آپ اس کی ابتدا اصل اور فرع ہیں۔

اب سوال یہ ہےکہ اہلبیت کو کیسےپہچانیں؟ اہلبیت کی معرفت کیلیۓ کونسا راستہ اختیار کریں؟ اس کےعلاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ان کےہی فرمودات اور اقوال سےاستفادہ کیا جائے۔

اس کا ایک بہت ہی خوبصورت اور جامع نمونہ زیارت جامعہ کبیرہ ہےجو امام علی نقی کی مقدس زبان سےصادر ہوئی ہےاور جس میں اہلبیت کی چار سو بیس صفات کو ذکر کیا ہے۔

اگرہم ان کمالات اورفضائل سےمطلع ہونا چاہتےتوہزاروں کتابوں اورسیکڑوں حدیثوں کی ضرورت پڑتی لیکن آپ حضرت نےچند صفحوں میں بہت خوبصورت اورظریف طریقہ سےفضائل اورکمالات کےدریا سمیٹے ہیں۔یہ ایک ایسی کرامت اورمعجزہ ہےجو غیر معصوم سےبعید ہے۔

اس نکتہ کا بیان بھی ضروری ہےکہ ہم یہ خیال تک نہ کریں کہ ہم نےان کی معرفت ان کےحق کےمطابق حاصل کرلی ہے؛کیونکہ ان فضائل کو بیان کرنےکےباوجود امام دو جگہوں پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ابھی ہم کچھ نہیں جانتے۔

پہلا مورد:

مَوَالِيَّ لا أُحْصِي ثَنَاءَكُمْ وَ لا أَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَ مِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ؛

اے ہمارے پیشوا، آپ کی تعریف کا احصاء نہیں ہو سکتا اور میں مدح میں آپ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔

دوسرا مورد:

كَيْفَ أَصِفُ حُسْنَ ثَنَائِكُمْ؛

میں کیونکر آپ کی بہترین تعریف کر سکتا ہوں۔

اگر ان کے فضائل کا ایک قطرہ بھی آپ نے اس کتاب میں دیکھ لیا تو جان لیں کہ امیر المومنین کی فریاد آج بھی تازہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

ولا یرقی الی الطیر؛

کوئی بھی فکری پرندہ پرواز کے ذریعہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اسی طرح امام رضا خوبصورت ارشاد فرماتے ہیں:

فمن ذالذی یبلغ معرفة الامام او یمکنه اختیاه هیهات! هیهات؛

کون ہے جو امام کو جان سکے؟ یا کون ہے جس کیلئے امام کا انتخاب ممکن ہو؟ کوئی نہیں کوئی نہیں!

یا سب سے خوبصورت جملہ:

اجعلونا مخلوقین و قولوا فی فضلنا ما شئتم و لن تبلغوا؛

ہمیں اللہ کی مخلوق جانو اور پھر ہمارے فضائل میں جو چاہو کہو لیکن تم ہرگز ہماری حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔

ولایت ایک زیور ہے۔ ضروری ہے ان فضائل کو نقل کرنے، لکھنے، بیان کرنے اور سننے سے ہراساں نہ ہوں اور ان کو کم کرنے سے ڈریں کیونکہ اہلبیت کے فضائل زیارت جامعہ سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔

اسی طرح مرحوم آیت اللہ صفوی اصفہانی، آقای مرزا علی شیرازی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے کاش محدث خبیر سید ہاشم بحرانی، مدینۃ المعاجز کو تحریر نہ فرماتے۔ میں نے ان سے اس بات کا سبب پوچھا کہ آپ یہ کیوں فرما رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ کرامتیں ربانی عالموں کے حصے میں ہیں اہلبیت تو اس سے بھی کہیں بلند ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام زمانہ، ماہ مبارک رجب کی دعا میں فرماتے ہیں:

لا فرق بینک و بینها الا انهم عبادک و خلقک فتقها و رتقها بیدک؛

آپ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں سوائے یہ کہ آپ اس کے بندے ہیں لیکن آپ خداوند کریم کی صفات کے مظہر کامل ہیں۔ خدا وند کریم کے ارادہ، علم، قدرت، رحمت کو آپ میں ملاحظہ کرنا چاہیے۔

آئیں ان کی زیارتوں، دعاؤں، مناجاتوں اور کلمات کا مطالعہ کریں تاکہ ہدایت میں خود کو ان کا محتاج نہ جانیں جو خود ہدایت میں دوسروں کے محتاج ہیں۔

پروردگارا! کس طرح تیرا شکر کریں کہ تونے ایسے حق کے امام عطا فرمائے اور ان کی امامت، محبت، اتباع، دفاع اور اسی طرح ان کے فضائل کے سمندروں میں سے قطرہ جتنی معرفت ہمیں بھی عطا فرمائی۔

فَربی اَحمد شیء عندی و احق بحمدی؛

میرا پروردگار، میری پسندیدہ ذات ہے۔ وہی ذات سب سے زیادہ میری حمد کا سزاوار ہے۔

میری جاں! میرے مولا مہدی! محبوں کی آرزو! نور انوار! آپ کی ماں زہرا، میری اس کمترین کوشش کو قبول فرمائے کہ آپ سید اور سردار ہیں۔

حسین گنجی

قم۔ ذیقعدہ۔۱۴۲۵

پہلی مجلس

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ)

سورہ نحل، آیت ۱۶

اور علامات معین کردیں اور لوگ ستاروں سے بھی راستے دریافت کرلیتے ہیں۔

امام علی نقی (ع)زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

مَوَالِيَّ لا أُحْصِي ثَنَاءَكُمْ وَ لا أَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ؛

اے ہمارے پیشوا، آپ کی تعریف کا احصاء نہیں ہو سکتا اور میں مدح میں آپ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ۔

شیعوں کا سب اہم وظیفہ امام معصوم کی پہچان ہےاور یہ صرف شیعوں کا وظیفہ نہیں بلکہ تمام انسانوں کا وظیفہ ہے۔ اس روایت کےمطابق جو رسول اکرم (ص) سےمنقول ہے، جسےتمام شیعہ اور سنی علماء نےبیان کیا، جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ۔ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً؛

بحارالانوار جلد ۳۲، صفحہ ۳۳۱ ینابیع المودہ، جلد ۳ صفحہ ۳۷۲

اگر امام کی معرفت نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

جاہلیت کا زمانہ، خدا کےانکار، نبوت اور رسالت کی نفی، وحشی گری، بت پرستی، بے حیائی اور کفر کا زمانہ تھا ۔

زیارت جامعہ، امام کی معرفت کا درس

اس کےباوجود کہ امام علی نقی(ع) نے۳۴ چونتیس سال امامت کی، امام کا زمانہ انتہائی ظلم و جور کا زمانہ شمار ہوتا ہے۔ امام کےدور میں بنی عباس کےخبیث ترین خلیفہ متوکل عباسی کی حکومت تھی، جس نےامام کو لوگوں سےدور کرنےکیلئے سامرا جلا وطن کیا اور وہاں امام کا محاصرہ کیا، لیکن امام ہادیؑ نےکمال امامت کےساتھ وہ کام کیا کہ ہر شیعہ کو حیرانی اور پریشانی سے نجات بخشی۔

اگر امامت کے موضوع پر کوئی آیت اور روایت نہ ہوتی تو بھی زیارت جامعہ امام کی معرفت کیلئے کافی تھی ۔ امام علی نقی (ع) اس زیارت کے ذریعے قیامت تک کے انسانوں کو امام کی معرفت کا درس دیتے ہیں ۔ مرحوم سید عبد الہادی شیرازی (نجف اشرف کے عظیم مرجع تقلید)اس بارے میں فرماتے ہیں: زیارت جامعہ، امام کا کلام ہونے کی وجہ سے ہمارے افکار کی تصحیح کرتی ہے۔

زیارت جامعہ کی سند

ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی فضائل ائمہ معصومین(ع) والی روایتوں کی سند کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے کہ۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے یا قوی؟ اس لحاظ سے ہم چاہتے ہیں کہ پہلے زیارت جامعہ کی سند پر تحقیق پیش کریں تاکہ اس کی صحت کا اطمنان پیدا ہو جائے اور کوئی بھی اس پر اعتراض نہ کرسکے۔ اس تحقیق میں ہم زیارت جامعہ پر چند زاویوں سے نظر ڈالتے ہیں۔

ا۔ قوت متن

کچھ روایتوں پہ نظر پڑتے ہی ان کی صحت اور صداقت کا یقین ہو جاتا ہے؛ کیونکہ ان کا متن ہی ان کے سچے اور کلام امام ہونے کی تصدیق کرتا ہے ان میں سے ایک زیارت جامعہ ہے۔

ہمارے استاد مرحوم شیخ عبدالکریم حامد فرماتے تھے: بعض لوگ کہتے ہیں: مناجات خمسہ عشر کی سند ضعیف ہے۔ تم سے جو بھی یہ بات کہے اس کو جواب میں کہو: تمہاری عقل ضعیف ہے۔ معصوم کے علاوہ کوئی بھی اللہ تعالی سے اس قسم کی مناجات نہیں کر سکتا کیونکہ معصوم کے علاوہ کوئی ایسی معرفت نہیں رکھتا ۔

جیسے کچھ لوگ حدیث کساء کے بارے میں بحث کرتے ہیں کہ: اسکی صحیح سند موجود ہے یا نہیں؟

جنگ کے زمانے میں آیت اللہ بہاء الدین اپنے چند دوستوں کے ساتھ درود (ایران کا ایک شہر)میں تھے۔ ان کے ساتھ ہمارے استاد حاج آقا سوشتری بھی موجود تھے، جو اس وقت شہر (درود) کے امام جمعہ تھے۔

انہوں نے آیت اللہ بھاء الدین سے سوال کیا: دشمن اس جگہ پر مسلسل بمباری کر رہا ہے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟

آیت اللہ بھاء الدین نے جواب دیا: میری ماں زہرا(س) نے مجھ سے کہا ہے کہ لوگوں سے کہو:حدیث کساء پڑھیں۔

لوگوں نے حدیث کسا پڑھنا شروع کردی اس دن کے بعد درود میں کبھی بم کا دھماکہ نہیں ہوا ۔

وہ فرماتے ہیں: اس وقت ہم نے دشمن کے ایک پائلٹ کو پکڑا۔ اس سے بات چیت کی میں نے خود وہ بات چیت سنی۔ اس سے پوچھا گیا: تمہاری ڈیوٹی کہاں تھی ؟

پائلٹ نے جواب میں کہا: میری ڈیوٹی درود میں تھی۔ جب میں یہاں آیا میں نے شہر (درود) کو دیکھا۔

لیکن جب نزدیک آیا تو مجھے ایک دریا نظر آیا، اس لئے میں نے اس پر بمباری نہیں کی اور کہیں اور بمباری کی۔

جب ہم نے تحقیق کی تو پتا چلا حدیث کساپڑھنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔اس دلیل کے ہوتے ہوئے کوئی اسکی صحت میں شک کر سکتا ہے؟

کیا یہ حدیث من بلغ (کافی، ج۲، ص۸۷) سے کمتر ہے جس پر مستحبات اور مکروہات پر عمل کیا جاتا ہے؟

اسی طرح کچھ لوگ سوال کرتے ہیں جمکران کی سند ہے یا نہیں ؟حالانکہ بہت زیادہ افراد نے وہاں امام زمانہ(ع) کی زیارت کی ہے اور وہاں سے اپنی مرادیں پائی ہیں۔ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ آیت اللہ بھاء الدین کی خدمت میں تھے، جب جمکران کی بات آئی۔

تو انہوں نے فرمایا: کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ جب ہم جمکران کے قریب جاتے ہیں تو ہماری حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔

احادیث من بلغ سے مراد وہ احادیث ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی روایت پہنچے جس میں کسی عمل کا ثواب ذکر ہوا ہو اور تم اطاعت کرتے ہوئے اس پر عمل کرو تو اتنا ثواب تمہیں ملے گا اگرچہ وہ روایت ضعیف ہو، البتہ اس حدیث پر زیادہ تر عمل مستحبات اور مکروہات میں کیا جاتا ہے۔

۲۔ معتبر کتابوں میں نقل ہونا

زیارت جامعہ کو اکثر بزرگوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ شیعوں کے پاس قرآن کے بعد چار کتابیں معتبر ہیں جن کو کتب اربعہ کہا جاتا ہے۔ جو کہ شیعوں کی بنیادی کتابیں ہیں۔ان میں سے ایک کتاب، اصول اور فروع کافی ہے۔ جس کو شیخ کلینی نے لکھا ہے۔ دوسری کتاب من لا یحضر ہ الفقیہ ہے جس کو رئیس المحدثین شیخ صدوق نے لکھا ہے، ج کہ و امام زمانہ (ع)کی دعا سے پیدا ہوئے۔ بعض بزرگان فرماتے ہیں : امام زمانہ(ع) بعض اوقات ان کی قبر پر جاتے ہیں۔تیسری اور چوتھی کتاب تہذیب اور استبصار ہے۔جس کے مصنف شیخ طوسی ہیں ۔

شیخ طوسی تہذیب الاحکام، جلد ۶، صفحہ ۹۵میں اور شیخ صدوق من لا یحضرہ الفقیہ، جلد۲، صفحہ ۶۰۹ میں زیارات کے باب میں اس دعا کو ذکر کرتے ہیں مخصوصا شیخ صدوق اپنی کتاب کی ابتدا میں فرماتے ہیں: میں اس کتاب میں نقل کردہ تمام روایات کی صحت اورصدق کا اعتقاد رکھتا ہوں اور اسکی صحت اور صدق کا فتوی دیتا ہوں۔

آپ لوگو ں نےملاحظہ کیا کہ تین معتبر کتابوں کےدو بزرگوار عالم اپنی کتابوں میں اس زیارت کو نقل کرتے ہیں ۔

ائمہ معصومین(ع)کی تائید

دوسرے علماء بھی جیسےعلامہ محمدتقی مجلسی اپنی کتابوں میں زیارت جامعہ کی تصدیق کرتےہیں اورروضہ المتقین کی پانچویں جلدمیں فرماتے ہیں: مجھے خواب میں امام رضا (ع) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نےدیکھا کہ: جب مجھے امام رضا(ع) کی زیارت نصیب ہوئی تو میں زیارت جامعہ پڑھ رہاتھا۔

امام نےفرمایا : احسنت، احسنت یعنی بہت خوب۔ امام (ع)نےزیارت جامعہ کی تعریف کی اور زیارت جامعہ پڑھنےپرمیری بھی تعریف کی۔

روضۃ المتقین، جلد۵، صفحہ ۴۵۱

اس کےبعد وہ فرماتے ہیں : جب میں امام علی(ع) کی خدمت میں تہذیب اور ریاضت میں مشغول تھا۔ مجھے رواق عمرا ن میں ایک مکاشفہ ہوا۔ میں نےدیکھا کہ: میں سامرا میں امام زمانہ (ع)کی خدمت میں کھڑے ہو کر زیارت جامعہ کی تلاوت میں مشغول ہوں۔ جب زیارت تمام ہوئی امام زمانہ (ع)نےارشاد فرمایا : نعمت الزیارۃ۔ یہ بہترین زیارت ہے۔

اس مکاشفہ کےذکر کےبعد علامہ مجلسی فرماتے ہیں:

والحاصل لا شک لی انه من انشائات امام الهادي(ع)

مجھے یقین ہےکہ زیارت جامعہ، امام علی نقی (ع) سےوارد ہوئی ہے۔ ہم ہمیشہ حرم اور غیر حرم میں جب کسی معصوم (ع) کی زیارت پڑھتے ہیں تو زیارت جامعہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

روضۃ المتقین، جلد۵، صفحہ ۴52

علامہ نےاپنی کتاب روضہ المتقین کی پانچویں جلدمیں زیارت جامعہ کی سند کےسلسلےمیں بحث کی ہےاوراسےقابل اعتمادقراردیاہے۔

علامہ مجلسی کےکلام میں زیارت جامعہ کی خصوصیات

مرحوم علامہ محمدباقر مجلسی، علامہ محمدتقی مجلسی کےفرزند اپنےنورانی کتاب بحارالانوارمیں فرماتے ہیں:

إنما بسطت الكلام في شرح تلك الزيارة قليلا و إن لم أستوف حقها حذرا من الإطالة لأنها أصح الزيارات سندا و أعمها موردا و أفصحها لفظا و أبلغها معنى و أعلاها شأنا۔

بحارالانوار جلد99، صفحہ 144

ہم نےزیارت جامعہ کو کچھ تفصیل سےبیان کیا ہے۔ اگر چہ اس کاحق ادا نہیں کر سکےکیونکہ زیارت جامعہ سند کےلحاظ سے صحیح ترین زیارت ہے، اور لفظ کےلحاظ سے فصیح ترین زیارت ہے، معنی کےلحاظ سےموثر ترین زیارت ہےاور اس زیارت کی شان بہت بلند ہے۔

جب میں نےزیارتوں کو نقل کرنا چاہا اور بات زیارت جامعہ تک پہنچی تو میں نےمندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سےاس کو شرح کی ہے:

الف) زیارت جامعہ شیعوں کی زیارتوں میں سے صحیح ترین زیارت ہے۔ زیارت امین اللہ بھی صحیح ہےاور زیارت امام رضا اور حضرت معصومہ بھی صحیح ہے۔ لیکن صحیح ترین اور سند کےلحاظ سےمحکم ترین زیارت، زیارت جامعہ ہے۔

ب) زیارت جامعہ کےعلاوہ تمام زیارتیں کسی ایک مقام اور کسی ایک امام یا چند مقام اور چند اماموں کےساتھ مخصوص ہیں۔ صرف زیارت جامعہ ہی ہےجو تمام اماموں اورمعصومین کی زیارت میں پڑھی جا سکتی ہے۔

ج)عبارت کےلحاظ سےزیارت جامعہ بہت ہی بلند، فصیح اور خوبصورت ہےکوئی کلام اتنا بلند، فصیح اور خوبصورت نہیں ہو سکتا ۔

د)تمام زیارتیں بلاغت کا نمونہ ہیں۔ لیکن ان زیارتوں میں کچھ عبارتیں بہت مشکل ہیں جو ہر ایک کو اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ لیکن زیارت جامعہ معنی کےلحاظ سےاور مطلب کو پہنچانےمیں عجیب تاثیر رکھتی ہے۔ بلاغت کا بے نظیر نمونہ ہےجس کو ہر ایک آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

ھ)دوسری زیارتوں میں ائمہ معصومین (ع) کےچند ایک فضائل اور منصب ذکر ہوئے ہیں۔ لیکن زیارت جامعہ وہ تنہا زیارت ہے جس میں امامت اور ولایت کےتمام مسائل تفصیل سےبیان ہوئے ہیں ۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں: ان پانچ اسباب کی بنیاد پر میں نےچاہا کہ زیارت جامعہ پر ایک مختصر شرح لکھوں ۔

حکایت سید رشتی

جن بزرگوں نےزیارت جامعہ کو نقل کیا ہےان میں سےایک مرحوم شیخ عباس قمی ہیں۔ وہ اپنی کتاب مفاتیح الجنان میں زیارت جامعہ کےباب میں سیدرشتی کی حکایت کو ذکرکرتے ہوئے فرماتےہیں:مرحوم سیدرشتی اپنےقافلے سےبچھڑ گیا اوربہت پیچھے رہ گیا تو ان کو امام زمانہ(ع)کی زیارت کاشرف نصیب ہوا، امام زمانہ(ع)نےان کوتین چیزوں کی سفارش کی۔

امام زمانہ (ع) فرماتے ہیں: تم لوگ نافلہ نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ نافلہ، نافلہ، نافلہ ۔تم لوگ زیارت عاشورا کیوں نہیں پڑھتے؟ عاشورا، عاشورا، عاشورا۔ تم لوگ زیارت جامعہ کیوں نہیں پڑھتے؟ جامعہ، جامعہ، جامعہ

اس حکایت میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ : بھلا گم ہونے کا زیارت جامعہ سے کیا واسطہ؟ واسطہ یہ ہے کہ: اگر ظاہری چیز گم ہو جائے امام زمانہ(ع) کو پکارو۔ اگر معنوی چیز گم ہو جائے! معنوی مسئلے میں حیران اور پریشان ہوں، اگر تمہیں پتا نہ چلے کہ اللہ تعالی سے کیسے رابطہ رکھیں تو بھی امام زمانہ(ع) کو پکارو۔ اب ہر چیز کیلئے امام زمانہ(ع) کو پکاریں لیکن امام زمانہ(ع) کی معرفت حاصل کرنے کیلئے کیا کریں؟ امام زمانہ کی معرفت کیلئے زیارت جامعہ پڑھیں۔ جس کی معرفت میں اضافہ ہوگا وہی امام کویا اباصالح المہدی کہہ کر بلائے گا اور امام بھی اس کی فریاد کو آئے گا اور اس مسئلہ حل کرے گا ۔

ہمارے ایک استاد عقائد پر درس دے رہے تھے۔ میں بھی پہلے توحید، امامت اور ولایت کے بارے میں وسوسے کا شکار تھا۔ میں آیت اللہ مرعشی نجفی کی خدمت میں گیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: تمہیں چاہیے لگاتار زیارت جامعہ کی تلاوت کرو۔ میں نے اس بات پر عمل کیا نہ صرف وسوسے دور ہوگئے بلکہ مجھے کچھ معنوی مقامات بھی نصیب ہوئے ۔

یہ تمام چیزیں مقدمہ تھیں تاکہ ہم اصل بحث میں داخل ہوسکیں ۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق نصیب ہو کہ ہمارا روزبروز دعاؤں اور زیارتوں سے تعلق گہرا ہوتا جائے۔ انشاء اللہ

دوسری مجلس

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَفِيهَا اسْمُهُ)

سورہ نور، آیت ۳۶۔

یہ چراغ ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔

امام علی نقی(ع) زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

كَيْفَ أَصِفُ حُسْنَ ثَنَائِكُمْ

میں کیونکر آپ کی بہترین تعریف کر سکتا ہوں؟!

زیارت جامعہ کی نظر میں امامت کے مسائل،

اس بحث میں داخل ہونے سے پہلے ہم کچھ نکات بیان کرنا چاہتے ہیں۔

پہلا نکتہ : فضائل کا مجموعہ

زیارت جامعہ حقیقت میں ائمہ معصومین(ع) کے فضائل کا مجموعہ ہے۔جس میں ائمہ معصومین(ع) کے فضائل کی سیکڑوں حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ اگر کوئی ائمہ معصومین(ع) کے فضائل جاننا چاہتا ہے، اسے سالوں لگ جائیں گے ہزاروں کتاب ڈھونڈنے پڑیں گے۔ لیکن امام علی نقی(ع) نے ان تمام فضائل کو جمع کردیا ہے۔

اب کہا جاسکتا ہے: زیارت جامعہ حقیقت میں ائمہ معصومین(ع) کے فضائل کی وہ کتاب ہے جو لاکھوں صفحات پر مشتمل ہے۔ تمام شیعہ اور سنی کتابوں میں موجود ائمہ معصومین(ع) کے فضائل ایک طرف اور زیارت جامعہ دوسری طرف، ان تمام کی برابری کرتی ہے بلکہ ان تمام پر برتری رکھتی ہے۔

دوسرا نکتہ: تکبیر کا فلسفہ

مرحوم محمد تقی مجلسی، مرحوم محمد باقر مجلسی، مرحوم شیخ عباس قمی اور بہت سارے بزرگوں نے فرمایا ہے: زیارت جامعہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ: حرم میں داخل ہو جائیں اور زیارت جامعہ پڑھنے سے پہلے تیس مرتبہ، اللہ اکبر کہیں۔ پھر ضریح کی طرف چند قدم آگے بڑھیں، پھر تیس مرتبہ، اللہ اکبر کہیں۔ پھر ضریح کی طرف چند قدم آگے بڑھیں پھر چالیس مرتبہ، اللہ اکبر کہیں اور ضریح کے بلکل نزدیک ہو جائیں۔ جب ۱۰۰ سو تکبیریں پوری ہو جائیں تو زیارت جامعہ کی تلاوت شروع کریں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: ان تکبیرات کا فلسفہ کیا ہے؟ ان تکبیروں کا فلسفہ یہ ہے کہ: جب انسان زیارت جامعہ کی تلاوت کرے تو ممکن ہے اس کو غلو کی بو آئے اور وہ سوچنے لگے کہ یہ تو خدائی صفات ہیں۔ کیونکہ بعض ضعیف عقیدہ افراد کو زیارت جامعہ غلو لگتی ہے۔ اس لئے پہلے سو بار، اللہ اکبر کہہ کر اعلان کریں کہ اللہ تعالی اس سے بھی بلند ہے۔

مجھ حقیر کی نظر میں، ان تکبیروں کا ایک اور فلسفہ بھی ہوسکتا ہے۔وہ یہ کہ: زیارت جامعہ کی تعلیم امام علی نقی(ع) نے دی ہے۔اگر اس میں غلو ہوتا تو امام تعلیم نہ فرماتے۔بلکہ ائمہ معصومین(ع) کا مقام اس سے بھی بلند ہے۔امام علی نقی(ع) کا منظور ہمیں سمجھانا تھا، اس لئے زیارت جامعہ میں اسان انداز اپنایا۔ اگر ہماری عقلیں سمجھ سکتیں تو ائمہ معصومین(ع) کی معرفت اس سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ امام علی نقی(ع) اس سے بہتر انداز میں بیان کرتے۔

زیارت جامعہ میں تدبر

ہم جب کسی امام (ع) کی خدمت میں زیارت جامعہ کی تلاوت کرتے ہیں تو اس نا آشنا کی طرح ہوتے ہیں جو کسی کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اس لئے ہم سے کہا جاتا ہے ہمیں مخاطب کر کے کلام کرو۔اس لئے ہم کہتے ہیں:

السَّلامُ علیکُمْ یَا أَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ

سلام ہو آپ پر اے نبوت کے اہلبیت!

یہ تمام سلام، اہلبیت(ع) کو مخاطب کر کے ہیں۔ کیونکہ ہم پہلے مہمان کی طرح ہیں۔ اس لئے اہلبیت (ع) نہیں چاہتے کہ کوئی مہمان نا امید ہو۔ اس لئے ہمیں مخاطبانہ کلام کی اجازت دیتے ہیں! پھر جب انسان متوجہ ہوتا ہے کہ وہ کس سے کلام کر رہا ہے؟ تو ارشاد ہوتا ہے: اب دوبارہ پلٹ جاؤ اور غائبانہ طور پر ہم سے کلام کرو اور کہو:

السَّلامُ عَلَى أَئِمَّةِ الْهُدَى وَ مَصَابِیحِ الدُّجَى وَ

سلام ہو ہدایت کے ائمہ پر اور تاریکیوں کے چراغ پر!

اس حصے میں زائر، ائمہ معصومین(ع) سے غائبانہ کلام کرتا ہے تو اہلبیت(ع) فرماتے ہیں: ہم سے غائبانہ کلام کر چکے اور ہمیں کسی حد تک پہچان لیا۔ اس لئے ہم سے دوبارہ مخاطبانہ کلام کرو۔ زائر کہتا ہے:

أَشْهَدُأَنَّكُمُ الْأَئِمَّةُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِیُّونَ

اورمیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سب ائمہ ہادی اور مہدی ہیں۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ:آپ ائمہ معصومین، آپ اہلبیت (ع) ہدایت کرنےوالے ہیں!

غائبانہ کلام سے مخاطبانہ کلام کی طرف آنے کو بلاغت میں التفات کہتے ہیں۔ زیارت جامعہ میں یہ انداز کس لئے ہے؟ اس انداز کا مطلب یہ سمجھانا ہے کہ حقیقت میں اہلبیت(ع) اس سے بھی بہت زیادہ بلند ہیں۔ یہ زیارت جامعہ میں بیان شدہ صفتیں تو کچھ بھی نہیں۔ اہلبیت (ع) ان صفتوں کے علاوہ بھی ہزاروں عظیم صفتوں کے مالک ہیں ۔ آپ لوگ صرف یہ نہ سمجھیں کہ: اللہ تعالی نے اہلبیت(ع) کو پیدا کیا اور فقط یہ فضائل اور کمالات ان کے نام کردئے۔ نہیں! اہلبیت(ع) کی ایک اور صفت بھی ہے۔ جو زیارت جامعہ میں بیان نہیں ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ: اہلبیت (ع) کا وہ بلند مقام ہے کہ: جس کو سمجھنا ممکن نہیں۔ کیونکہ ہماری عقلیں اتنی سمجھ نہیں رکھتیں۔ اس لئے اس نورانی مقام کو بیان نہیں کیا گیا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں: اہلبیت(ع) کےمقام کو ایک لطیف نکتے کےذریعے سمجھنےکی کوشش کی جاسکتی ہے۔ وہ نکتہ یہ ہےکہ: اللہ تعالی نےقرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ)

سورہ ذاریات، آیت 56۔

اورمیں نےجنات اورانسانوں کوصرف اپنی عبادت کےلئے پیداکیاہے۔

عبادت کی بہت فضیلت ہے۔ لیکن معرفت کا درجہ اس سےبھی بلند ہے۔ تو اللہ تعالی نےیہ کیوں نہیں فرمایا کہ: انسانوں اور جنوں کو معرفت کیلئے پیدا کیا گیا ہے؟ وہ بزرگ فرماتے ہیں: عبادت بندے کا کام ہےاور معرفت اللہ تعالی کا کام ہے۔ معرفت بندے کےبس کی بات نہیں کہ اللہ تعالی مقصد خلقت، معرفت کو قرار دے۔ معرفت ایسی بلند چیز ہےجس کو انسان خود حاصل نہیں کرسکتا بلکہ معرفت دینا اللہ تعالی کا کام ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

أَنَّ الْمَعْرِفَةَ مِنْ صُنْعِ اللَّه

کافی، ج۲، ص۲۱۲۔

معرفت دینا اللہ تعالی کاکام ہے۔ اس لئے اللہ تعالی انسانوں اور جنوں کی خلقت کیلئے عبادت کو مقصد قرار دیتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ دینا اللھ تعالی کا کام ہے۔ اس لئے ہم پڑھتے ہیں:

اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ رَسُولَكَ اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِ

(حوالہ:مفاتیح الجنان، غیبت کےدورمیں امام زمانہ (ع)کی دعاکاایک حصہ) ۔

پروردگارامجھےاپنی معرفت عطا فرما۔اگرتومجھےاپنی معرفت عطانہ کرےگاتومیں تیرےرسول کی معرفت حاصل نہ کرپاؤنگا۔

پروردگارا مجھے اپنےرسول کی معرفت عطافرما؛ کیونکہ اگر تو نےمجھے اپنےرسول کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہ کر پاؤں گا۔ پروردگارا! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو نےمجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کی تو میں اپنےدین سے گمراہ ہوجاؤں گا۔

تیسرا نکتہ: بے انتہا فضائل

ائمہ معصومین (ع)کی زندگی، ائمہ معصومین(ع)کی خصوصیتیں، ائمہ معصومین(ع)کےاخلاق حسنہ کابیان ایک زاویہ یادس زاویوں یاسوزاویوں میں محدودنہیں ہو سکتا۔ہماری تعبیرکےمطابق ائمہ معصومین(ع) اللہ تعالی کی نسبت متناہی اورمحدود ہیں۔لیکن ہم انسانوں کی نسبت نا متناہی اورغیر محدود ہیں۔ اب جب ائمہ معصومین(ع) غیر متناہی صفتوں کےمالک ہیں تو کیسےممکن ہےہم ائمہ معصومین(ع) کےبارے میں مکمل گفتگو کر سکیں !

زیارت جامعہ میں بھی دو مقامات پر اس نکتے کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

پہلا مقام: اس عبارت میں

مَوَالِيَّ لا أُحْصِي ثَنَاءَكُمْ وَ لا أَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَ مِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ

دوسرا مقام:

كَيْفَ أَصِفُ حُسْنَ ثَنَائِكُمْ

میں کیونکر آپ کی بہترین تعریف کر سکتا ہوں۔

یہ سچی بات ہےکہ ہم زیارت جامعہ کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں لیکن ائمہ معصومین (ع) کی ذات کو اور خصوصیات کو کوئی شمار نہیں کر سکتا ۔ رسول اکرم(ص) امام علی(ع) کےبارے میں فرماتے ہیں :

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ لِأَخِي على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع فَضَائِلَ لَا تُحْصَى كَثْرَةً ؛

بحار، ج۲٦، ص۲۲۹۔

اللہ تعالی نےمیرے بھائی علی کیلئے اتنی فضیلتیں رکھی ہیں کہ جن کی تعداد کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

بحارالانوار، ج۲٦، و۲۲۹۔

ممکن ہےیہاں کوئی اعتراض کرے کہ : حضرت علی (ع) کی فضیلتیں ایک فرد شمار نہ کر سکتا ہو یہ ممکن ہے لیکن کیسےممکن ہےتمام مخلوقات مل کر بھی حضرت علی (ع) کی فضیلتیں شمار نہ کر سکیں؟

رسول اکرم(ص) ایک اور روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

لَوْ أَنَّ الرِّيَاضَ أَقْلَامٌ وَ الْبَحْرَ مِدَادٌ وَ الْجِنَّ حُسَّابٌ وَ الْإِنْسَ كُتَّابٌ مَا أَحْصَوْا فَضَائِلَ على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؛

بحار، ج۳۸، ص۱۹۷۔

اگرتمام درخت قلم بن جائیں اور تمام دریا سیاہی بن جائیں اورتمام جن شمارکرنے بیٹھیں اورتمام انسان لکھنے بیٹھیں تو بھی امام علی (ع) کے فضائل نہیں لکھ سکتے۔

بحار، ج۳۸، ص۱۹۷۔

امام صادق (ع) ایک روایت میں فرماتے ہیں :
لَا يَقْدِرُ الْخَلَائِقُ عَلَى كُنْهِ صِفَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَ؛

تمام مخلوقات جس طرح اللہ تعالی کاحق ہےاللہ تعالی کی ایسی معرفت حاصل نہیں کرسکتیں۔

بحار، ج۶۴، ص۶۵۔

جیسا کہ یہ قرآنی آیت بھی اسی مضمون کو بیان کر رہی ہے:
(وَ ما قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ؛)

سورہ انعام، آیت ۲۱۔

اس کےبعد امام (ع) نےارشاد فرمایا :
فَكَمَا لَا يَقْدِرُ عَلَى كُنْهِ صِفَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَذَلِكَ لَا يَقْدِرُ عَلَى كُنْهِ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ؛

جس طرح تمام مخلوقات اللہ تعالی کی معرفت حاصل نہیں کرسکتیں اسی طرح تمام مخلوقات رسول اکرم(ص) کی صفتوں کو شمار نہیں کر سکتیں اور رسول اکرم(ص) کی معرفت حاصل نہیں کر سکتیں۔

اس کےبعد امام (ع) نےفرمایا : جس طرح تمام مخلوقات رسول اکرم(ص) کی معرفت حاصل نہیں کر سکتیں اسی طرح ائمہ معصومیں (ع) کی بھی معرفت حاصل نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح ایک حقیقی مومن کی معرفت بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اس لئے اللہ تعالی نےارشاد فرمایا ہے:
(وَ ما أُوتيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَليلا)

سورہ اسرا، آیت ۸۵۔

یعنی اللہ تعالی کےبارے میں، امامت اور ائمہ معصومین (ع) کی فضیلتوں کےبارے میں تمہارا علم بہت کم ہے۔

چوتھا نکتہ: ائمہ معصومین (ع) کی توصیف سے انسان کی عاجزی

اگر ہم ائمہ معصومین (ع) کی چند صفتیں جانتے بھی ہیں تو بھی اس طرح نہیں جانتے جیسے جاننے کا حق ہے یعنی ائمہ معصومین (ع) کی بے شمار صفتیں ہیں اور ہر صفت کے بے شمار پہلو ہیں۔

امام رضا (ع) اپنے عظیم الشان خطبہ میں ۔ جو انہوں نے امامت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :

ضَلَّتِ الْعُقُولُ وَ تَاهَتِ الْحُلُومُ وَ حَارَتِ الْأَلْبَابُ وَ حَسَرَتِ الْعُيُونُ وَ تَصَاغَرَتِ الْعُظَمَاءُ وَ تَحَيَّرَتِ الْحُكَمَاءُ وَ تَقَاصَرَتِ الْحُلَمَاءُ وَ حَصِرَتِ الْخُطَبَاءُ وَ جَهِلَتِ الْأَلِبَّاءُ وَ كَلَّتِ الشُّعَرَاءُ وَ عَجَزَتِ الْأُدَبَاءُ وَ عَيِيَتِ الْبُلَغَاءُ عَنْ وَصْفِ شَأْنٍ مِنْ شَأْنِهِ أَوْ فَضِيلَةٍ مِنْ فَضَائِلِهِ؛

کافی، ج۱، ص۲۰۱۔

لوگوں کی عقلیں گمراہ ہو گئیں ہیں، فہم اور ادراک سرگشتہ اور پریشان ہیں، عقل حیران ہیں، آنکھیں ادراک سے قاصر ہیں، عظیم المرتبت لوگ اس امر میں حقیر ثابت ہوئے، حکماء حیران ہو گئے، ذی عقل چکرا گئے، خطیب لوگ عاجز ہو گئے، عقول پر جہالت کا پردہ پڑ گیا، شعرا تھک کر رہ گئے، اہل ادب عاجز ہوگئے، صاحبان بلاغت عاجز آگئے، امام کی کسی ایک شان کو بیان نہ کر سکے اور اس کی ایک فضیلت کی تعریف نہ کر سکے۔

یعنی اگر کائنات کی تمام عقلیں اتحاد کریں، تمام علماء اور دانشمند مل بیٹھیں، تمام تاریخ دان اور لکھنے والے جمع ہوں اور ائمہ معصومین (ع) کی کسی ایک صفت کو کماحقہ بیان کرنے کی کوشش کریں تو اس ایک صفت کو بھی کما حقہ بیان نہیں کر سکتے۔

کافی، ج۱، ص۲۰۱۔

مثال کے طور پر زیارت جامعہ میں ائمہ معصومین (ع) کی ایک صفت خزان العلم بیان ہوئی ہے۔ کیا ہم اپنی عقل، فکر اور دانش کی بنیاد پر ائمہ معصومین (ع) کے علم کو جان سکتے ہیں؟ کیا ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ائمہ معصومین (ع) کے علم کی حد کیا ہے؟

اگر کوئی تاجر اپنا پورا کاروبار کسی کے حوالے کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ سامنے والا بھی اس کاروبار سے واقف ہو تاکہ اس کاروبار کو مناسب طریقے سے چلا سکے۔ یا اگر کسی کے حوالے پورا ملک کرنا ہو تو ضروری کہ وہ جانتا ہو کہ اس ملک میں کیا ہے اور اس ملک کو کیسے چلایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے علم کا خزانچی اہلبیت کو قرار دیا ہے لیکن اللہ تعالی کا علم، قدرت اور صفتیں غیر محدود ہیں :

لَيْسَ لِصِفَتِهِ حَدٌّ مَحْدُودٌ وَ لَا نَعْتٌ مَوْجُود

نہج البلاغہ، خطبہ اول۔

اس کی ذات کیلئے نہ کوئی معین حد ہےاور نہ توصیفی کلمات۔

اس بنا پر کوئی کیسے جان سکتا ہے کہ ائمہ معصومین (ع) کا علم کتنا ہے؟ کیونکہ ائمہ معصومین (ع) اللہ تعالی کے علم کے خزانچی ہیں اس بنا پر ائمہ معصومین (ع) کا علم بھی غیر محدود ہوا۔

ابن عباس فرماتے ہیں : میں ایک رات امیرالمومنین (ع) کی خدمت میں تھا امیرالمومنین (ع) سورج کے غروب ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک الحمد للہ کی الف کے بارے میں بتاتے رہے لیکن میں زیادہ مطالب کو فراموش کر چکا ہوں اور مجھے یاد نہیں رہے اور آخر میں ارشاد فرمایا : اے ابن عباس! اگر میں چاہوں تو سورہ حمد کی تفسیر میں اتنا بیان کروں کہ ستر اونٹ بھی اس وزن کو نہ اٹھا سکیں۔

بحار، ج۴۰، ص۱۵۷۔

اللہ تعالی سے دعاءہے کہ اہلبیت علیہم السلام کے متعلق ہماری معرفت میں روزبروزاضافہ فرمائےانشاءاللہ۔

تیسری مجلس

اہلبیت نبوت

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا)

سورہ حشر، آیت ۷۔

اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دیدے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردے اس سے رک جاؤ۔

امام علی نقی (ع) زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

السَّلامُ عليكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ

سلام ہو آپ پر اے نبوت کےاہلبیت!

ہماراموضوع زیارت جامعہ کی نظرمیں ائمہ معصومین (ع) کامقام ہے ہم اپنی بحث کی ابتدا میں مقام امامت اورائمہ معصومین(ع) کا مقام نبوت اورانبیاء سے مقایسہ کریں گے ۔

زیارت جامعہ کا سب سے پہلا جملہ یہ ہے:

السَّلامُ عليكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ

یہاں اہلبیت نبوت کہا گیا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا :
السَّلامُ عليكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النبی

اس جملے سے سمجھ میں آتاہے کہ رسول اکرم(ص) کےدوگھر ہیں: ایک ظاہری اورمادی گھردوسراباطنی، روحانی اورمعنوی گھر،ظاہری اورنسبی لحاظ سےتو بحث کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ سب جانتے ہیں حضرت زہرا(ع)اورائمہ معصومین(ع)، رسول اکرم(ص) کے نسبی فرزند ہیں۔

رسول اکرم(ص) کےدوسرے گھر سےمراد مقام نبوت اور مقام خاتمیت ہےکہ جس گھر کا سامان اللہ تعالی کےنام اور صفتیں ہیں یعنی نبوت کا گھر اللہ تعالی کی قدرت مطلقہ، حیات مطلقہ اور اللہ تعالی کی ملکوتی اور جبروتی صفتوں سےبنایا گیا ہے۔ ایک بزرگ نےاس بارے میں بہترین تعبیر استعمال کی ہےوہ فرماتے ہیں : نبوت کےگھر کےدو، دروازے ہیں ایک دروازہ عالم وحدت، عالم توحید اور اللہ تعالی کی طرف کھلتا ہےاور دوسرا دروازہ عالم کثرت اور عالم خلق کی طرف کھلا ہو ا ہے۔ رسول اکرم(ص) عالم توحید سےعلم، رحمت، حیات، اور تمام کمالات لیتے ہیں اور دوسرے دروازے سےرسول اکرم(ص) وہ علم، رحمت، حیات، اور تمام کمالات، پوری مخلوق کےحوالے کرتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء اور فرشتوں کو بھی فیض آپ کےدروازے سےملتا ہے۔

شرح زیارت جامعہ فخر المحققین، شیخ الاسلام شیرازی، ج۱، ص۲۶۔

مثال کےطورپر،ہمارےپاس بجلی کا ایک آلہ ہےجسےہم فیوزکہتے ہیں اسکاکام یہ ہےکہ وہ آگے سےبجلی لیتاہےاورگھرکےتمام بجلی والےسامان کوجیسےلائٹیں وغیرہ سب کو ان کےحساب اورظرفیت جتنی بجلی دیتا ہے۔ اسی طرح رسول اکرم(ص) بھی اللہ تعالی سےبرکتوں اور رحمتوں کولیتےہیں اورہرانسان اورہر موجود کواس کی ظرفیت کےلحاظ سےدیتے ہیں۔

قرآن میں بھی اس کی مثال موجود ہےجو گذشتہ مثال سےبھی بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:
(وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا)

سورہ آل عمران، آیہ ۱۰۳۔

اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سےپکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو ۔

یعنی قرآن نےحضرت علی(ع) اور ائمہ معصومین(ع) کو ایک رسی سےتشبیہ دی ہے۔

تفسیر صافی، ج۱، ص۳۶۵۔

اب سوال یہ پیداہوتاہے کہ قرآن نےحضرت علی(ع)اورائمہ معصومین(ع)کورسی سےتشبیہ کیوں دی ہے؟ہم اس سوال کےچند جواب دیتے ہیں :

پہلا:

کیونکہ رسی اوپر سےنیچے کی طرف لٹکتی ہے۔ اللہ تعالی بھی یہی سمجھانا چاہتا ہےکہ جیسےہم نےقرآن کو اوپر سےتمہاری طرف نازل کیا ہےاسی طرح اہلبیت(ع) کوبھی عالم بالا اور عالم معنی سےتمہاری ہدایت کیلئے تمہاری طرف بھیجا ہے۔

دسرا:

رسی کےدو، سرے ہوتے ہیں ایک سرانیچے کی طرف اور دوسرا، سرا، اوپر کی طرف ہوتا ہےائمہ معصومین(ع) بھی اسی طرح دو شخصیتوں کےمالک ہیں : ایک شخصیت بشری اور دوسری شخصیت نور الاہی والی ہے۔ ائمہ معصومین(ع) رسی کےاوپر والے حصے کےذریعے، اپنی نور والی شخصیت کےذریعے اللہ تعالی سےمتصل ہیں اور عالم وحدت اور عالم توحید سےرازونیاز کرتے ہیں۔ اور رسی کےدوسرے حصے کےذریعے، یعنی اپنی بشری شخصیت کےذریعے اس دنیا میں ائے ہیں تاکہ ہم دنیا تک اللہ تعالی کا پیغام پہنچا سکیں اورہمیں دنیاکےکنویں، پستی اور تہ سےاللہ تعالی کی بارگاہ تک پہنچائیں۔

ائمہ معصومین(ع) میں رسول اکرم(ص)کی خوبیاں

اس بناپرکہ ائمہ معصومین(ع)، اہل بیت نبوت ہیں تووہ نہ صرف نبی کےگھروالےہیں بلکہ نبوت کےگھروالےبھی ہیں۔وہ تمام صفات جورسول اکرم(ص) کےباطنی اورمعنوی گھرمیں ہیں وہ اہل بیت بھی میں پائی جا تی ہیں۔اس مطلب کی تائیدکیلئےہم چندروایتوں کی طرف اشارہ کرتےہیں :

پہلی روایت:

امام صادق(ع) فرماتے ہیں :

مَاجَاءَ بِهِ علی ع آخُذُ بِهِ وَمَا نَهَى عَنْهُ أَنْتَهِي عَنْهُ جَرَى لَهُ مِنَ الْفَضْلِ مَاجَرَى لِمُحَمَّدٍ ص وَ لِمُحَمَّدٍ ص الْفَضْلُ عَلَى جَمِيعِ مَنْ خَلَقَ اللَّهُ؛

جس کا حضرت علی(ع) حکم دیتے ہیں ہم انجام دیتے ہیں اور جس سےحضرت علی(ع) روکتے ہیں ہم رک جاتے ہیں ۔ کیوں ؟ کیونکہ جتنےفضائل اور کمالات کےمالک رسول اکرم(ص) ہیں اتنےفضائل اور کمالات حضرت علی(ع) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

اس بنا پر جب قرآن فرماتا ہے:

(وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا)

سورہ حشر، آیت7۔

اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دیدے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردے اس سے رک جاؤ۔

یعنی جو رسول اکرم(ص) دے دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاو یہ روایت اس کے ساتھ لگائیں تو اس طرح ہو جائے گا :

وَمَا آتَاكُمُ علی فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

سورہ حشر، آیت ۷۔

اور جو کچھ بھی حضرت علی(ع) تمہیں دیدے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردے اس سے رک جاؤ۔ کیونکہ رسول اکرم(ص) اور حضرت علی(ع) دونوں کے فضائل اور کمالات برابر ہیں۔ رسول اکرم(ص) تمام مخلوق سے افضل ہیں حضرت علی(ع)، رسول اکرم(ص) کے برابر ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت علی(ع) بھی رسول اکرم(ص) کی طرح تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ روایت اس سے آگے بڑھتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ :

و كذلک یجری لائمة الهدی واحد بعد واحد؛

یہ رسول اکرم(ص) کی برابری والا حکم اور تمام مخلوق سے افضلیت والا حکم ایک کے بعد دوسرے تمام ائمہ معصومین(ع) میں پایا جاتا ہے۔

ہم یہاں پر ایک دلچسپ نکتہ بیان کرنے کیلئے ایک سوال پیش کرتے ہیں : اللہ تعالی نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں مباہلہ والی آیت

سورہ آل عمران، آیت ۶۱۔

میں جمع کا صیغہ کیوں ارشاد فرمایا ہے؟ حالانکہ اس سے مراد صرف حضرت علی(ع) ہیں جو اکیلے ہیں ۔ یا جب

(الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ)

سورہ مائدہ، آیت ۵۵۔

وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے مسجد میں نماز کے اندر حالت رکوع میں حضرت علی(ع) کی سخاوت کا تذکرہ کیا ہے تو جمع کا صیغہ کیوں ارشاد فرماتا ہے؟ حالانکہ اس سے مراد صرف حضرت

علی(ع) ہیں جو اکیلے ہیں ؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کہ جب ان تمام آیتوں میں حضرت علی(ع) اکیلے مراد ہیں تو قرآن نے جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہے؟

زمخشری جو کہ اہلسنت کے علماء میں سے ہیں فرماتے ہیں : یہ آیت درس دینے کیلئے ہے تربیت کرنے کیلئے ہے کہ آپ لوگ بھی اس کام کوانجام دیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ دوسرے افراد لاکھوں انگوٹھیاں بھی دیں تو بھی کوئی آیت نازل نہ ہوگی۔ یہ واقعہ مخصوص ہے شان امامت کے ساتھ کہ اللہ تعالی ان کے ہر کام کیلئے آیت نازل کرتا ہے۔

یا جہاں قرآن نے حضرت علی(ع) کے رسول اکرم(ص) کے بستر پر سونے کا اور اپنی جان کو رسول اکرم(ص) کی جان پر فدا کرنے کا تذکرہ کیا ہے تو جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیاہے؟

سورہ بقرہ، آیت۲۰۷۔

حالانکہ اس سے مراد صرف حضرت علی(ع) ہیں جو اکیلے ہیں ؟ تو ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ : ان آیتوں کے مصداق تمام ائمہ معصومین(ع) ہیں کیونکہ تمام ائمہ معصومین(ع) کی حقیقت ایک ہے اللہ تعالی نے چاہا کہ تمام ائمہ معصومین(ع) کو ایک ساتھ بیان کرے ۔ اس لئے اللہ تعالی نے قرآن میں جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

اب دوسرا سوال یہ وجود میں آتا ہے کیسے ممکن ہے حضرت علی(ع) کے کام کو اللہ تعالی تمام ائمہ معصومین(ع) کی طرف نسبت دے؟ تو اس بات کا جواب خود قرآن مجید میں موجود ہے جہاں اللہ تعالی نے حضرت علی(ع) کو رسول اکرم(ص) کا نفس قرار دیا ہے اور حضرت علی(ع) کے فعل کو رسول اکرم(ص) کا فعل قرار دیاہے۔ اب جب ان کا نفس ایک ہے تو اس بات سے ان کا اتحاد ثابت ہوگا اور ان کا فعل بھی ایک ہوگا اب یہ صرف حضرت علی(ع) کا فعل شمار نہ ہوگا بلکہ تمام ائمہ معصومین(ع) کا فعل ہوگا مثلا اگر حضرت علی (ع) نے انگو ٹھی دی تو ہم کہہ سکتے ہیں امام صادق(ع) نے نماز کی حالت رکوع میں انگوٹھی دی۔

ہم اس بات کی تائید کیلئے ایک مطلب کو بیان کرتے ہیں جو امام صادق(ع) نے ارشاد فرمایا، جس کو مفضل نے نقل کیا ہے جو بہت تفصیلی روایت ہے تقریبا تیس صفحوں کی روایت ہے۔ اس میں امام(ع) ارشاد فرماتے ہیں : جب امام زمانہ(ع) ظہور فرمائیں گے پہلے اور دوسرے کو ان کی قبروں سے باہر نکالیں گے اور ان کو تازیانے ماریں گے۔

نوائب الدھور، ج۳، ص۱۳۲۔

دوسری طرف امام محمد تقی(ع) جب تین یاچار سال کے تھے تو انہوں نےارشاد فرمایا :اللہ تعالی کی قسم میں پہلے اور دوسرے کو ان کی قبروں سےنکال کر جلاؤں گا اور ان کی مٹی کو ہوا میں اڑاؤں گا۔

بیت الاحزان، ص۱۴۴۔

اب ان دو روایتوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ اب اس کام کو کون انجام دے گا امام زمانہ(ع) یا امام محمد تقی(ع) ؟ اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہےکہ : ان دونوں میں کوئی فرق نہیں امام زمانہ(ع) انجام دیں یا امام محمد تقی(ع) بات ایک ہی ہےکیونکہ ان کی حقیقت ایک ہےتوان کا فعل بھی ایک ہےاسلئے ایک کےکام کو دوسرے کا کام کہا جا سکتا ہے۔

دوسری روایت

امام علی(ع) فرماتے ہیں :

إِنِّي وَ إِيَّاهُ لَعَلَى سَبِيلٍ وَاحِدٍ إِلَّا أَنَّهُ هُوَ الْمَدْعُوُّ بِاسْمِهِ

بحار، ج۲۵، ص۳۵۴۔

میں اور رسول اکرم(ص) ایک راستے پر ہیں فرق صرف یہ ہےرسول اکرم(ص) کو ان کےنام سےپکا را جاتا ہے۔

یعنی ہم میں کوئی فرق نہیں فرق صرف یہ ہےمیرا نام علی (ع) ہےاور رسول اکرم(ص) کا نام محمد ہےمجھے نبی نہیں کہا جاتا اور ان کو نبی کہا جاتا ہےوہ نبی ہیں اور میں وصی ہوں۔ حضرت علی(ع) فرمانا چاہتے ہیں کہ : مجھے بنی نہیں پکار ا جاتا لیکن نفس نبوت اور حقیقت نبوت میرے اندرموجود ہے۔

لقمان اورنبوت

حضرت لقمان کا قصہ بھی ایسا ہےاللہ تعالی نےحضرت لقمان کی طرف فرشتے کو پیغام دے کر بھیجا لقمان سےپوچھو کیا میں تمہیں لوگوں کی ہدایت کیلئے نبی مقرر کروں ؟ لقمان نےفرشتے سےپوچھا : یہ حکم ہےیا میری مرضی پر ہے؟ اللہ تعالی کا جواب آیا : تیری مرضی پر ہے۔ تو لقمان نےعرض کیا : پروردگارا ! اگر میری مرضی پر ہےتو میں اس ذمیداری کو اٹھانا نہیں چاہتا۔

تفسیر صافی، ج۴، ص۱۴۱

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ :اگر لقمان نبوت کی صلاحیت نہیں رکھتے تو کیا اللہ تعالی اس پر ابلاغ نہیں کرتا ؟ اس واقعے کی بنیاد پر حضرت لقمان نبی نہیں تھے۔ لیکن شان نبوت رکھتے تھے اور کئی نبیوں سے افضل تھے ۔ قرآن مجید میں بہت سارے نبیوں کے نام پر سورتیں ہیں جیسے آدم، ابراہیم، یوسف، نوح اور تمام نبیوں کے نام پہ ایک سورت، سورت انبیاء آئی ہے اور حضرت لقمان کے نام پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اس سے حضرت لقمان کی منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس بناپر ممکن ہے کوئی ظاہرا نبی اور رسول نہ ہو لیکن نبوت اور رسالت والا مرتبہ، صلاحیت اور شان رکھتا ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے رسول اکرم(ص) کی امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں سے افضل ہیں۔

المزار شیخ مفید، ص٦۔

اس بات پر تعجب نہ کریں کیونکہ اس دور میں نبوت نہیں ہے ورنہ بہت سارے افراد نبوت والی شان رکھتے ہیں (لیکن کوئی بھی نہ رسول اکرم(ص) جتنی شان رکھتا ہے نہ ائمہ معصومین(ع) جتنی لیاقت)

تیسری روایت :

ایک دن ابوذر، سلمان کے پاس آئے اور عرض کیا : اے سلمان! امیرالمومنین(ع) کی معرفت کیسی ہے؟ سلمان بھی ہوشیار آدمی تھا ۔ اس نے جواب میں کہا : خود امیرالمومنین(ع) سے پوچھتے ہیں ؟ وہ دونوں امیرالمومنین(ع) کی خدمت میں آئے اور سوال کیا مولا آپ کی معرفت کیسی ہے؟ حضرت علی(ع) نے جواب میں فرمایا :

مَعْرِفَتِي بِالنُّورَانِيَّةِ مَعْرِفَةُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَعْرِفَةُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَعْرِفَتِي بِالنُّورَانِيَّة

بحارالانوار، ج26، ص 2

جس نے ہماری نورانی معرفت کو سمجھا اسے اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہوئی اور جسے اللہ تعالی کی معرفت ملی اسے ہماری نورانی معرفت حاصل ہوگی۔

اب یہاں دو چیزیں نہیں بلکہ ایک چیز ہے۔ ہماری معرفت، اللہ تعالی کی معرفت ہے اور اللہ تعالی کی معرفت، ہماری معرفت ہے۔ اس کے بعد امیرالمومنین نے فرمایا :

أَنَا مُحَمَّدٌ وَ مُحَمَّدٌ أَنَا وَ أَنَا مِنْ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدٌ مِنِّي؛

میں، محمد ہوں اور محمد، علی ہے۔ میں محمد میں سے ہوں اور محمد، مجھ سے ہے۔ اس کے بعد امیرالمومنین(ع) نے فرمایا:

أَنَا الَّذِي حَمَلْتُ نُوحاً فِي السَّفِينَةِ بِأَمْرِ رَبِّي وَ أَنَا الَّذِي أَخْرَجْتُ يُونُسَ مِنْ بَطْنِ الْحُوتِ بِإِذْنِ رَبِّي وَ أَنَا الَّذِي أَخْرَجْتُ إِبْرَاهِيمَ مِنَ النَّارِ بِإِذْنِ رَبِّيَ نَا أُحْيِي وَ أُمِيتُ بِإِذْنِ رَبِّي وَ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَ مَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ بِإِذْنِ رَبِّي وَ أَنَا عَالِمٌ بِضَمَائِرِ قُلُوبِكُم؛

نوح(ع)، کو غرق ہونے سے بچانے والا میں ہوں ۔ یونس(ع)، کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دینے والے میں ہوں ۔ ابراہیم(ع)، کو فرعون کی آگ سے بچانے والا ۔اللہ تعالی کے حکم سے۔ میں ہوں ۔ میں اللہ تعالی کے حکم سے زندہ کرتا ہوں، میں اللہ تعالی کے حکم سے مارتا ہوں، میں لوگوں کے گھروں اور دلوں کے حال بتاتا ہوں، میں تم لوگوں کے باطن سے آگاہ ہوں۔

امیرالمومنین(ع) کلام کرتے رہے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا :

وَ الْأَئِمَّةُ مِنْ أَوْلَادِي ع يَعْلَمُونَ وَ يَفْعَلُون؛

یہ خصوصیتیں تمام ائمہ معصومین(ع) کی ہیں ۔ کیوں ؟ کیونکہ ہم ایک نور سے ہیں اور لانا کلنا محمد؛ ہم سب کے سب محمد ہیں ۔

أَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَآخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَأَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَكُلُّنَا مُحَمَّدٌ فَلَا تَفَرَّقُوا بَيْنَنَا وَنَحْنُ إِذَا شِئْنَا شَاءَ اللَّهُ وَإِذَا كَرِهْنَا كَرِهَ اللَّهُ؛

ہم میں سے پہلا بھی محمد ہے اور آخری بھی محمد ہے اور بیچ والا بھی محمد ہے۔ ہم میں کوئی فرق نہیں اگر ہم چاہتے ہیں تو اللہ تعالی بھی چاہتا ہے۔ اگر ہم کسی چیز کو پسند نہیں کرتے تو اسے اللہ تعالی بھی پسند نہیں کرتا ۔

ان تمام باتوں سے نتیجہ نکلا کہ ائمہ معصومین(ع) تمام فضائل اور کمالات میں رسول اکرم(ص) کے برابر ہیں اور تمام ائمہ معصومین (ع) بھی تمام فضائل اور کمالات میں مشترک ہیں ۔

چوتھی مجلس

رسول اکرم(ص) اور امیرالمومنین(ع) کی مشترک خصوصیتیں

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُون)

سورہ نحل، آیت ۴۳۔

اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو۔

امام علی(ع) نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

السَّلامُ علیکُمْ یَا أَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ

سلام ہو اپ پر اے نبوت کےاہلبیت!

ہماری گفتگو زیارت جامعہ کے متعلق تھی جو یہاں تک پہنچی کہ : بہت ساری حدیثوں سےاور روایتوں سےپتا چلتا ہے کہ ائمہ معصومین(ع) تمام فضائل اور کمالات میں رسول اکرم(ص) کےبرابرہیں اور تمام ائمہ معصومین (ع) بھی تمام فضائل اور کمالات میں مشترک ہیں ۔ جو بھی رسول اکرم(ص) کا کمال ہےوہ حضرت علی(ع) کا کمال ہےاور تمام ائمہ معصومین(ع) کا کمال ہےاس بات کی زیادہ وضاحت کیلئے ہم یہاں رسول اکرم(ص) اور امیرالمومنین(ع) کی چند مشترک خصوصیتیں بیان کرتے ہیں۔ ان مشترک خصوصیتوں کو اہلسنت کےدو بزرگ عالموں نےبیان کیا ہےایک کا نام سلمان بلخی ہےجنہوں نےاپنی کتاب ینابیع المودہ میں بیان کیا ہے۔ دوسرے بزرگ عالم کا نام میر سید علی ہمدانی ہےجنہوں نےاپنی کتاب مودہ القربی میں نقل کیا ہے۔

اخلاق حسنہ اورصفتوں میں برابری

رسول اکرم(ص)ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

اشبہ خلقک خلقی و اشبہ خلقی خلقک؛

اے علی ! تیرا، اخلاق، صفتیں اور رفتار میری طرح ہےاور میرا، اخلاق، صفتیں اور رفتار تمہاری طرح ہے۔

قادتنا کیف نعرفھم، ج۱، ص۳۳۳۔

رسول اکرم(ص) اس حدیث میں صرف چند صفتوں کی بات نہیں کر رہےبلکہ رسول اکرم (ص) کا فرمان تمام اخلاق اور صفتوں کےبارے میں ہے۔ قرآن کا فرمان ہےکہ:

(وَ إِنَّكَ لَعَلى‏ خُلُقٍ عَظيم)

سورہ قلم، آیت4

رسول اکرم(ص) خلق عظیم کےمالک ہیں۔ حضرت علی (ع) کا اخلاق رسول اکرم(ص) کےاخلاق کی طرح ہےیعنی اے علی! انک لعلی خلق عظیم؛ حضرت علی (ع) بھی خلق عظیم کےمالک ہیں۔ یہاں دلچسپ نکتہ یہ ہےکہ رسول اکرم(ص) نےصرف حضرت علی (ع)کو خود سےتشبیہ نہیں دی بلکہ خود کو بھی حضرت علی (ع)سےتشبیہ دی ہےتاکہ یہاں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اصل اور فرع کی بات ہےنہیں! یہاں برابری ہےحضرت علی (ع)کو رسول اکرم(ص) جیسا کہیں یا، رسول اکرم(ص) کو حضرت علی (ع)جیسا کہیں کوئی فرق نہیں بات ایک ہی ہے۔

اللَّهُمَّ عَظُمَ الْبَلَاء والی دعا میں ہم پڑھتے ہیں یامحمد یاعلی، یاعلی یا محمد، علی کی جگہ محمد کا نام رکھتے ہیں اور محمد کی جگہ۔ علی کا نام رکھتے ہیں ۔ ایک کی جگہ دوسرے کا نام رکھنا کس بات کی خبردیتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم(ص) کا نام پہلے لو یا حضرت علی (ع) کا بات ایک ہے کیونکہ یہ دونوں تمام کمالات میں برابر ہیں۔

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ لَوْلا فَضْلُ اللَّهِ عليكُمْ وَ رَحْمَتُه)

سورہ نور، آیت۲۱

اوراگرتم پر اللہ کافضل اوراس کی رحمت نہ ہوتی۔

اس آیت کی تفسیرمیں موجود روایتوں میں آیا ہے کہ: فضل اللہ سےمراد رسول اکرم(ص) ہیں اور رحمتہ سےمراد حضرت علی (ع)ہیں۔

البرھان، ج۱، ص۳۹۸۔

یا دوسری روایت کےمطابق فضل اللہ سےمراد حضرت علی (ع)ہیں اور رحمتہ سےمراد رسول اکرم(ص) ہیں۔

ان روایتوں کا مقصد یہ ہے کہ فضل اللہ سےمراد رسول اکرم(ص) لیں یا حضرت علی (ع) بات ایک ہےاسلئے رسول اکرم(ص) نےارشاد فرمایا :

يَا على أَنْتَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْك؛

مناقب ابن شہر آشوب، ج۲، ص۳۳۔

اے علی ! تو مجھ سےہےاور میں تم سےہوں۔

اوپر والی روایت (شباہت والی روایت) سےیہ بات بھی سمجھ میں آتی ہےکہ ہم قیامت تک رسول اکرم(ص) اور حضرت علی (ع)کی شباہتوں کو شمار کرتے رہیں پھر بھی ختم نہ ہونگی۔اس لئے جس سنی عالم نےاس روایت کو ذکر کیا ہےوہ عالم فرماتے ہیں : رسول اکرم(ص) اور حضرت علی (ع)کی شباہتیں آسمان کےستاروں اور صحراء میں موجود ریت کےذروں سےبھی زیادہ ہیں۔

خلقت میں برابری

رسول اکرم(ص) نےعبداللہ بن مسعود سےارشاد فرمایا:

كُنْتُ أَنَا وَ على نُوراً بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَام

بحار، ج۳۵، ص۲۴۔

میں اورعلی،خداکے سامنےایک ہی نور تھے خدا کےآدم کوپیداکرنے سےچودہ ھزارسال پہلے، پھرآدم کےصلب میں منتقل ہوئےپھراسی طرح ایک ہی نورکی صورت میں صلب ابراھیم میں قرارپائےیہاں تک کہ اس نورکےدو ٹکڑےہوےادھ عبداللہ کےصلب میں اورادھ ابو طالب کےصلب میں منتقل ہوا۔خدانےفرمایا:میں اس نورکےدوحصے کرتاہوں پیغمب کونبوت اورامیرالمومنین (ع)کووصایت عطا کرتا ہوں۔

چودہ ہزارسال سےمرادشاید یہ ہوکہ خداوندنےحضرت آدم کوپیداکرنے سےپہلےچودہ معصومین کےنورکوپیداکیا۔

اخوت اوربرادری

ایک سنی عالم کا کہنا ہے:خداوندمتعال نےرسول اللہ کوحکم دیا کہ اپنےاورعلی کےدرمیان عقد اخوت پڑھے۔رسول اکرم(ص)نےجب ہجرت کےبعدمسلمانوں کےدرمیان عقد اخوت جاری کیا تو اس کام کو انجام دیا۔ اس برادری کا مطلب یہ تھاکہ کمالات، صفات اورمسئولیت کےاعتبار سےیہ دونوں معنوی برادر ایک جیسے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ سےحدیث معراج میں منقول ہےکہ آپ نےفرمایا: جب میں معراج پر گیا تو کسی نےحجاب کےاس طرف سےندادی:

نِعْمَ الْأَبُ أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ وَنِعْمَ الْأَخُ أَخُوكَ علی فاستوص به

طرائف، ص۴۱۴۔

اچھے باپ حضرت ابراہیم ہیں اوراچھے بھائی علی ہیں اپنی امت کواسی کی وصیت کرنا اسےاپنا وصی بنانا۔

جن روایات کوشیعہ اورسنی دونوں نےنقل کیاہے،ان میں آیاہےکہ رسول اکرم(ص)نےجان کنی اوراحتضارکےوقت فرمایا:میرے بھائی کوکہوکہ میرےپاس آئےعائشہ اورحفصہ نےابوبکرکوبلانے کےلئےکہاجب وہ آئےتوپیغمبرنےفرمایا:میں نےکہاکہ میرے بھائی کوبلاوپھران دونوں نےعمرکو بلانےکیلئے کسی کوبھیجا۔ جب وہ آیا تو آنحضرت نےفرمایا: میں نےکہا کہ میرے بھائی کوبلاؤ۔ تیسری بار عثمان کوبلانےکیلئے کسی کوبھیجنا چاہاتو ام سلمہ نےچیخ کرکہا، کسی کوعلی کوبلانےکیلئےبھیجو کیاتمہیں پتہ نہیں کہ پیغمبر کابھائی علی ہے؟پھرمجبورامولاکوبلوانےکیلئےکسی کوبھیجا،جب امیرالمومنین تشریف لائے تو لوگوں کی طرف پیٹھ کر کےرسول اللہ سےباتیں کرنےلگےبعدجب حضرت سےپوچھا گیاکہ جب

آپ لوگوں کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے تورسول اللہ نےآپ کوکیا فرمایا؟جواب دیا:رسول اللہ نے مجھےہزارباب کی تعلیم دی اور پھر ہر باب میں سےمیرے لئے دو ہزار باب کھولے

کافی، ج۱، ص۲۹۶؛ میزان الاعتدال، ج۲، ص۴۸۳۔

امام خمینی اس قضیہ کو بڑی اچھی تعبیرسےبیان کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے:علم کےوہ ہزارچشمے ان علوم میں سے نہیں ہیں جو ہم تک پھنچے ہیں مطلب یہ کہ علم فقہ، اصول، کلام وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ان سےما فوق اور بڑھ کر ہیں ان کےپاس ایسےعلوم ہیں جن کو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے، ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کس قسم کےعلوم ہیں۔

صحیفہ نور، ج۱۹، ص۷۔

مدت عمرمیں برابری

رسول اکرم(ص)اورامام علی کی تیسری شباہت یہ ہےکہ ان دونوں کی مدت عمر۶۳ سال تھی۔ ان سب میں کوئی رازہے۔منقول ہےکہ حضرت کی خدمت میں فالودہ لے کر آئے تو حضرت نےتناول نہیں کیا اور ارشاد فرمایا: میرے حبیب نےتناول نہیں کیا تو میں بھی نہیں کھاؤنگا۔

بحار، ج۴۰، ص۳۲۷۔

یعنی ان دو ہستیوں کا آپس میں اتنا گہرا رابطہ تھا یا یہ جو منقول ہےکہ حضرت علی (ع) کبھی بھی مکہ میں سوئے نہیں جب حضرت سےسوال کیا گیا کہ کیوں آپ مکےمیں سوئے نہیں، رات کو اتنی مشقت اٹھاتے ہیں کہ مکےسےباھر جا کر سوئیں؟ فرمایا: کیوں کہ میرے حبیب کو مکہ سےجلا وطن کیا گیا، میں نہیں چاہتا اس میں آرام کروں۔

علل الشرایع، ج۲، ص۳۱۱

بشرکی بنسبت اولی ہونا

وہ سنی عالم، احکام اور قوانین میں سب انسانوں کےبنسبت رسول اکرم(ص) اور علی کےاولی ہونےکیلئے اس آیت کو پیش کرتا ہے:

(إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْراهيمَ لَلَّذينَ اتَّبَعُوهُ وَ هذَا النَّبِي؛)

سورہ آل عمران، آیت68

یقینا ابراہیم علیہ السلام سےقریب تر ان کےپیرو ہیں۔

ابراہیم کےنزدیک وہی لوگ ہیں جو ایک تو حضرت ابراہیم کی اطاعت کریں اور دوسرا یے کہ اس رسول کو مانتے ہ-وں البت-ہ یہ-اں ابراہیم کی اطاعت سےرسول اللہ کی استثنا کی گئی ہے۔

پھر دوسری ایت لے اتا ہے:

(النَّبِيُّ أَوْلى بِالْمُؤْمِنينَ مِنْ أَنْفُسِهِم)

سورہ احزاب، آیت 6۔

بیشک نبی تمام مومنین سےان کےنفس کےبہ نسبت زیادہ اولی ہے۔

جالب یہ ہےکہ یہ نہیں فرمایا مِنْ فسِهِم بلکہ فرمایاہےمِنْ أَنْفُسِهِم کیونکہ مقصد یہ ہےکہ رسول اکرم(ص)لوگ-وں ک-ی ج-ان ک-ی بنسبت، شخص و شخصیت کی بنسبت اولویت رکھتے ہیں،اولویت کا سبب یہ ہےکہ رسول اکرم(ص)وہی خداوالا حکم رکھتے ہیں،یعنی جس ط-رح خداکائنات پرحاکم ہے،رسول اللہ بھی حاکم ہیں۔اگرکہا جائےکہ کیوں حضرت خضرن جرم سےپہلے قصاص لیا اوراس ج-وان ک-و قتـ-ل کردی-ا؟ جواب میں ہم کہیں گے کہ جو کام نبی خدا سےصادر ہو وہ وہی ہےجو خدا سےصادر ہو۔

(مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطاعَ اللَّه)

سورہ نسا ، آیت 8 ۔

جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نےاللہ کی اطاعت کی

(لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنينَ إِذْ يُبايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ؛)

سورہ فتح، آیت18۔

یقیناخداصاحبانِ ایمان سےاس وقت راضی ہوگیاجب وہ درخت کےنیچے آپ کی بیعت کررہےتھے

بریدہ نقل کرتا ہے: میں حضرت علی (ع)کےزیر رکاب یمن میں جھاد کر رہا تھا میں نےعلی میں کچھ دیکھا ج-ب م-ی-ں نےوہ ب-ات رسول اللہ کو بتائی اور علی پر اعتراض کیا میں نےدیکھا کہ رسول اللہ کا مبارک چہرا سرخ ہو گیا اور اپ نےفرمایا:

أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِم

اے بریدہ کیا میں مومنین کی بنسبت ان سےزیادہ حق نہیں رکھتا ؟ میں نےعرض کیا جی ہاں اپ نےفرمایا:

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعلى مَوْلاَهُ؛

یعنی جس طرح میں تم پر حق رکھتا ہوں میرے بعدعلی بھی تم سب پر زیادہ حق رکھتے ہیں۔

ینابیع المودہ، ج۱، ص۱۰۶۔

پہلے مسلمان

قرآن مجید میں ایک آیت ہےجو پہلے مسلمان کو بیان کر رہی ہے:
(لا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِين)

سورہ انعام، آیت163۔

اس کا کوئی شریک نہیں ہےاور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہےاور میں سب سےپہلا مسلمان ہوں۔

یہ آیت رسول اللہ کےبارے میں ہےآپ ارشاد فرماتے ہیں : پہلا مسلمان اور خدا کے سامنےپہلا تسلیم ہونےوالا میں ہوں پھر وہ سنی عالم کہتا ہے:
أَنَّ علياً أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ

ینابیع المودہ، ج۱، ص۱۹۱

بتحقیق سب سےپہلےاسلام قبول کرنےوالےعلی ہیں اسی طرح رسول اکرم(ص)جو پہلے مسلمان ہیں، حضرت علی (ع)کیلئے فرمارہےہیں :
هَذَا أَفْضَلُكُمْ حِلْماً وَ أَعْلَمُكُمْ عِلْماً وَ أَقْدَمُكُمْ سِلْما على حلم

بحار، ج۳۸، ص۸۸۔

میں تم سب سےافضل ہیں، علم میں تم سب سےبڑےعالم ہیں،اسلام میں تم سب پرسبقت کرنےوالےہیں۔ یعنی جس طرح پیغمبرپہلےمسلمان ہیں علی بھی پہلے مسلمان ہیں، خدا و رسول کےآگے تسلیم ہیں۔

پیغمبر و علی کے سائے تلے

وہ کہتاہے: ایک شخص رسول اکرم(ص)کی خدمت میں آیا، عرض کرنےلگا: یا رسول اللہ آپ انبیاءکےدرمیان کونسا منصب رکھتے ہیں ؟ حضرت نےفرمایا:
آدَمُ وَ مَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛

ینابیع المودہ، ج۲، ص۲۶۳۔

آدم اور اس کے بعد آنے والے (چاہے نبی ہوں یا امتی) قیامت کے دن میرے پرچم تلے ہونگے۔ حضرت علی (ع) کے بارے میں بھی رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں :

بِيَدِهِ لِوَاءُ الْحَمْدِ؛

ینابیع المودہ، ج۲، ص۲۷۰۔

حق کا پرچم علی کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس جملے کی یہ معنی نہیں ہے کہ مولا کے ہاتھوں میں ایک علم ہوگا جس کے سائے میں سب ہونگے بلکہ آپ تو ایک تکوینی اور حقیقی مطلب کو بیان کرنا چاہتے ہیں مطلب یہ کہ لوائے حمد کی حقیقت خود مولا علی ہے کیونکہ مولا علی کا فرمان ہے: بسم اللہ کی "با" کے نیچے والا نقطہ میں ہی ہوں

ینابیع المودہ، ج۲، ص۲۱۳۔

اور بشر سے صادر ہونے والا پہلا حرف "با "ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے

(أَ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ قالُوا بَلى)

سورہ اعراف، آیت 172۔

کیا میں تمھارا خدا نہیں ہوں تو سب نے کہا بیشک ہم اس کے گواہ ہیں۔

اس لئے خدا نے حرف با کا انتخاب کیا اور بسم اللہ میں اسے لے آئے۔

رسالات الاسلامیہ، ص۸۹۔

پس علی کا ہاتھ یداللہ ہے وہ بھی ایسا ہاتھ جو تمام حقائق و معارف رکھتا ہے جو کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ سب امیرالمومنین (ع) کے ہاتھ میں ہے۔

پیغمبر کو ستانا، علی کو ستانا ہے

ستانے کے بارے میں خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرمارہا ہے:

(إِنَّ الَّذينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ وَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذاباً مُهيناً)

سورہ احزاب، آیت57

یقیناجولوگ خدا اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کے لیئے رسوا کن عذاب مہیّا کر رکھا ہے۔یہ ایک سنی عالم کہہ رہا ہے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آذَى علياً فَقَدْ آذَانِي وَ مَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ؛

ینابیع المودہ، ج۲، ص۱۰۱۔

جس نے بھی علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ستایا ۔

علی سے جدا ہونا

وہی سنی عالم، حضرت علی (ع) سے جدا ہونے کے بارے میں کہہ رہا ہے:
مَنْ فَارَقَ علياً فَقَدْ فَارَقَنِي و مَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللَّهَ ؛

ینابیع المودہ، ج۱، ص۱۷۳

علی سے مفارقت رسول اللہ سے مفارقت اورجدائی ہے کیونکہ رسول اللہ کاارشاد ہے: جو بھی علی سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوا۔

ولایت علی

رسول اکرم (ص) اورمولا علی کی شباہتوں میں سے ایک ولایت کامسئلہ ہے یعنی جس طرح رسول اکرم (ص) مومنین پرولایت رکھتے ہیں اور ان کی ولایت قبول کئے بغیر کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی بالکل اسی طرح مولا علی بھی ولایت رکھتے ہیں رسول اکرم (ص) نے فرمایا:
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعلى مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَه

ینابیع المودہ، ج۱، ص۹۸

رسول اکرم (ص) کس کے مولا ہیں؟ تمام انبیا، فرشتوں کے بلکہ پوری کائنات کے مولا ہیں یعنی رسول اکرم (ص) فرما رہے ہیں : خدایا میں جس کا بھی مولا ہوں، درجہ اورمرتبہ کو کم زیادہ کئے بغیر علی بھی اس کے مولا ہیں۔

پانچویں مجلس

رسول اکرم(ص)اور علی کے مشترکات(۲)

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(فَقُلْ تَعالَوْا نَدْعُ أَبْناءَنا وَأَبْناءَكُمْ وَ نِساءَنا وَ نِساءَكُمْ وَ أَنْفُسَنا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكاذِبين)

سورہ آل عمران، آیۃ ۶۱۔

ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اوراپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اورپھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں :

إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ وَ تَرَى مَا أَرَى

بحار، ج14، ص476۔

گذشتہ بحث میں ہم نے کہا کہ جب ہم متفقہ احادیث۔جن کو اہل سنت نے بھی نقل کیاہےاوراُنکے معتبر کتابوں میں بھی ہیں۔ کی طرف مراجعہ کرتےہیں تواس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ علی تمام صفات، خصوصیات اورکمالات میں خاتم النبیین حضرت محمد کے برابر ہیں سوائے ظاہری نبوت کے۔

یہاں ان دو عظیم ہستیوں کےاشتراکات کےمزید رخو ں کو بیان کرتے ہیں

قدرت بینائی اور شنوائی

حضرت علی (ع)خطبہ قاصمہ میں فرماتے ہیں:

وَ قَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص بِالْقَرَابَةِ الْقَرِيبَةِ وَ الْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ

نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۹۲

تمہیں معلوم ہےکہ رسول اکرم(ص)سےمجھے کس قدر قریبی قربت اورمخصوص منزلت حاصل ہے۔

وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَ أَنَا وَلِيدٌ؛

انہوں نے بچپنے سے مجھے اپنی گود میں رکھا۔ یعنی جلوت اور خلوت میں، خواب اور بیداری میں مجھے اپنے ساتھ رکھا یہاں تک کہ فرماتے ہیں علی کا گھوارہ میرے نزدیک رکھو، جب غار حرا میں جاتے تھے مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے، میرے کپڑے دھوتے تھے اور مجھے اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاتے تھے۔

کشف الغمہ، ج۱، ص۹۔

يَضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ ؛

بچپنے سے مجھے اپنے سینے سے لگائے رہتے تھے، اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھتے تھے ۔ وَ يُشِمُّنِي عَرْفَهُ ؛مجھے مسلسل اپنی خوشبو سے سرفراز فرمایا کرتے تھے ۔

وَ كَانَ يَمْضَغُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيه؛

غذا کو اپنے دانتوں سے چباکر مجھے کھلاتے تھے، پھر فرمایا: میں کبھی بھی پیغمبر سے جدا نہیں ہوا جس طرح بچہ اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا،ہمیشہ رسول اللہ کے ساتھ ہوتا تھا، مجھے حکم دیتے تھے کہ میری پیروی کرو۔

اس طرح کی احادیث اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب پہلی بار رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت علی (ع) بھی وہاں تھے اور جبرائیل کی آواز سن رہے تھے کیونکہ فرمایا:

أَرَى نُورَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ وَ أَشُمُّ رِيحَ النُّبُوَّةِ؛

بحار، ج۱۴، ص۴۷۶

میں نور وحی اور رسالت کا مشاہدہ کررہاتھا اورخوشبوئے رسالت سے دماغ کومعطر کررہا تھا۔ یعنی جب جبرائیل نازل ہوئے تھے میں جبرائیل کے جملات سنتا تھا یا یہ جو فرمایا:

وَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ؛

میں نےنزول وحی کےوقت شیطان کی چیخ سنی تھی اور عرض کی تھی یا رسول اللہ یہ چیخ کیسی ہے؟ حضرت نےفرمایا : یہ شیطان ہے جوآج اپنی عبادت سے مایوس ہوگیاہےپھرفرمایا:

إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ وَ تَرَى مَا أَرَى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ وَ لَكِنَّكَ وَزِيرٌ وَ إِنَّكَ لَعَلَى خَيْرٍ؛

نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۹۲۔

تم وہ سب دیکھ رہےہو جو میں دیکھ رہا ہوں وہ سب سن رہےہو جو میں سن رہا ہوں فرق صرف یہ ہےکہ تم نبی نہیں ہو لیکن تم میرے وزیر بھی ہو اور منزل خیر پر بھی ہو۔

یہ مسائل کس زمانےمیں واقع ہوئے؟ اس زمانےمیں جب مولا کی عمر دس سال سےزیادہ نہ تھی اور اس وقت ظاہری امامت تک بھی نہیں پہنچے تھے (اگرچہ باطن میں امام تھے) یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی لازمی ہےکہ ہمارا عقیدہ ہےکہ ائمہ کا رحم میں اور ان سے پہلے اور بعد والے حالات میں فرق نہیں ہےایسا نہیں ہےکہ کثرت سےعبادت کر کےنفس سےمقابلہ کر کےکمالات تک پہنچے ہوں ۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہےکہ حضرت علی (ع) کی قوت بینائی اور شنوائی رسول اللہ کےبرابر تھی۔

چہاردہ معصومین کی بینائی وہی خداکی بینائی ہے

رسول اکرم(ص) اور ائمہ کی بینائی اور نظر کہاں تک کام کر سکتی ہے؟

خداوند متعال قران میں فرما رہا ہے:

(وَ قُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ الْمُؤْمِنُون)

سورہ توبہ، آیت 105

اورپیغمبر کہہ دیجئےکہ تم لوگ عمل کرتےرہو کہ تمہارے عمل کو اللہ، رسول اورصاحبانِ ایمان سب دیکھ رہےہیں۔

یعنی جس طرح خدا جانتا اور دیکھتا ہےپیغمبراورائمہ بھی اسی کیفیت میں جانتے اور دیکھتے ہیں بہرحال خدا، رسول اور ائمہ میں کس چیز میں فرق ہے؟ اس سوال کا جواب امام زمانہ نےماہ رجب کی دعا میں دیا ہے۔

لَا فَرْقَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهَا إِلَّا أَنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ خَلْقُكَ فَتْقُهَا وَ رَتْقُهَا بِيَدِك

اقبال الاعمال، ج۳، ص۲۱۴؛ مفاتیح ماہ رجب میں روزانہ پڑھی جانےوالی پانچویں دعا

خدایا تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہےسوائے اس کہ وہ تیر لائق بندے ہیں ان کےسب امور تیرے دست قدرت میں ہیں

یعنی خدایا تو نےاپنی قدرت، اپنا علم، اپنی رحمت، اپنےاسما اور تمام کائنات ائمہ کےہاتھ میں دے دی ہےتیرا ان سےفرق یہ ہےکہ تویہ سب کچھ ذاتا رکھتاہےذاتا توبےنیاز ہےلیکن وہ غنی بالعرض تیری وجہ سےبےنیاز ہیں یعنی

یداللہ، عین اللہ، ولی اللہ، علم اللہ، رحمہ اللہ

وغیرہ ہیں

اگرقرآنی آیت بیان کرتی ہےکہ خداوندمتعال قیامت کےدن لوگوں سےملاقات کرے گا یعنی آئمہ سےملاقات کرینگے۔ اگرروایت کہتی ہےکہ شہید وجہ اللہ کی طرف دیکھے گا یعنی امیرالمومنین اورآئمہ معصومین کودیکھے گا؛ کیونکہ امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

نحن وَجْهُ اللَّهِ؛

بحار، ج۲۴، ص۱۹۲

ہم ہی وجہ اللہ ہیں۔ یا یہ جو ہم دعا ندبہ میں پڑھتے ہیں:

أَيْنَ وَجْهُ اللَّهِ الَّذِي يَتَوَجَّهُ إِلَيْهِ الْأَوْلِيَاء؛

کہاں ہیں وجہ اللھ جس کی طرف اولیا توجہ کرتے ہیں پس وجہ اللھ معصوم امام ہیں۔

اگر قرآنی آیت کا کہنا یہ ہےکہ :

(إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُون)

سورہ بقرہ، آیت156.

ہم اللہ ہی کےلئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانےوالے ہیں۔

تمام انسان خدا کی طرف لوٹ جائینگے یعنی آئمہ کی طرف لوٹ جائینگے اگر یہ کہا جاتا ہےکہ خداوند متعال کل قیامت کےدن مخلوق کا حساب کتاب کرے گا یہ بھی اس معنی میں ہےکہ آئمہ معصومین مخلوق کا حساب کتاب کریں گے ان تمام مطالب کو آپ زیارت جامعہ میں زبان پر جاری کرتے ہیں۔ و ایاب الخلق الیکم و حسابھم علیکم۔ اس بنا پر رسول اللہ کا دیکھنا خود خدا کا دیکھنا ہے۔

بحث کو مکمل کرنےکیلئے چند روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں: امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

مَا لَكُمْ تَسُوءُونَ رَسُولَ اللَّهِ؛

مستدرک الوسائل، ج۱۲، ص۱۶۳۔

تمہیں کیا ہو گیا ہےکہ رسول اللہ کو ستاتے ہو؟اصحاب نےعرض کی: رسول اللہ تورحلت فرما چکےہیں ہم انہیں کس طرح ستا سکتے ہیں، اذیت دے سکتے ہیں؟ حضرت نےفرمایا:یہ نہ سمجھو کہ رسول خدا کی حیات و موت میں فرق ہےجس طرح اس دنیا میں تھے اور تمھارے اعمال انکےسامنےپیش ہوتے تھے، رحلت کےبعد بھی تمھارے اعمال ان کےسامنےپیش ہوتے ہیں، وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہےہیں ۔ اگر تمہارے عمل نیک اور اچھے ہوں تو خوشحال ہوتے ہیں اور تمھارے لئے دعا کرتے ہیں اگر تم نےگناہ کیا تو وہ غمگین ہوتے ہیں اور تمہارے لئے استغفار کرتے ہیں۔

دوسری روایت میں رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَ مماتِي خَيْرٌ لَكُم؛

بحار، ج۲۲، ص۵۵۰

میری زندگی بھی تمہارے لئےبھلی ہےمیری موت بھی تمہارے لئے بھلی ہے۔ اصحاب نےعرض کیا : یارسول اللہ آپ کی زندگی ہمارے لئے بھلی ہےکیونکہ کہ قرآن میں ارشاد ہواہے:

(وَ ما كانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فيهِم)

سورہ انفال، آیت33

حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہ کرے گا جب تک پیغمبر آپ ان کےدرمیان ہیں۔

روایات میں آیا ہے:

وَ ما كانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبهِمْ وَ الآئمه المعصومون فهم

معانی الاخبار، ص34

جب تک آئمہ معصومین لوگوں کےدرمیان ہیں خدا ان پر عذاب نہیں کرے گا۔اس کا تو ہمیں پتا ہےلیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے بھلی ہے؟ حضرت نےفرمایا:کیونکہ تمہارے اعمال برزخ میں میرے پاس پہنچیں گے میں اپنےاور اپنےاہل بیت کےچاہنےوالوں کیلئے استغفار کروں گا۔

باوجود اس کےکہ حضرت اپنی جماعت میں شریک ہونےوالے لوگوں کو فرماتے تھے:

لا ترفعوا قبلی و لا تضعواقبلی؛

رکوع میں مجھ سےپہلےنہ جاؤ،مجھ سےپہلےسرنہ اٹھاؤ وہ سرگوشیاں کرنےلگےکہ کس نےرسول کوبتایاہے؟پیغمبراکرم نےفرمایا:

إِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَي

بحار، ج۸۵،ص۱۰۰

جس طرح میں اپنےآگےدیکھ سکتہوں اپنےپیچھے بھی دیکھ سکتا ہوں۔ رسول اللہ کی قوت شامہ سونگھنےکی قوت بھی ایسی تیز تھی کہ اویس قرنی کےآنےاور جانےکےبعد جب گھر میں تشریف لائے تو فرمایا: میں خدائے رحمان کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، یہ خوشبو اس فرد سےآرہی ہےجو یمن میں سےآیا تھا

فیض الغدیر، ج۴، ص۱۷۰۔

اوراس خدائی خوشبو کومیرے گھرمیں لے آیا۔یہ سب کچھ حضرت علی(ع)اورآئمہ معصومین کے پاس بھی ہے۔جیساکہ فرمایا:

یا علی انک تسمع ما اسمع۔

اور فرمایا:

إِنَّهُمْ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُم؛

الغدیر، ج۲، ص۳۰۳۔

وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں یعنی آئمہ، رسول سے ہیں، رسول کی جان و نفس شمار ہوتے ہیں ۔ جب رسول کی جان و نفس شمار ہوں تو اس وقت رسول اللہ کا باطن اور آپ کی صفات کی حقیقت بھی آئمہ میں آ جائے گی یعنی جس طرح رسول اللہ دیکھ سکتے ہیں ،سن سکتے ہیں، محسوس کر سکتے ہیں وہ بھی دیکھ سکتے ہیں ،سن سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اعمال دنیا و آخرت میں رسول اللہ سے پوشیدہ نہیں تو آئمہ سے بھی پوشیدہ نہیں رہیں گے۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

لَا يَسْتَكْمِلُ عَبْدٌ الْإِيمَانَ حَتَّى يَعْرِفَ أَنَّهُ يَجْرِي لِآخِرِهِمْ مَا يَجْرِي لِأَوَّلِهِم؛

الاختصاص، ص۲۲۔

کسی بھی بندے کاایمان مکمل نہیں ہوگایہاں تک کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اکرم(ص)کے تمام کمالات(سوائے نبوت کے)آئمہ معصومین میں بھی ہیں۔اگررسول اکرم(ص)چاندکےدوٹکڑے کرسکتےہیں اور معجزہ دکھاسکتےہیں توامیرالمومنین(ع)بھی سورج سےبات کرواسکتے ہیں، اس واقعہ میں آپ کےساتھ آپ کےدشمن بھی موجودتھےجب آپ نےسورج پرسلام کیا،

السَّلَامُ عليكَ يَا خَلْقَ اللهِ الْجَدِيدَ الْمُطِيعَ لَه ؛

بحار، ج۴۱، ص۱۸۰۔

سلام ہو تم پراےخدا کی نئی اور مطیع مخلوق اورسورج نےجواب دیا:

وَ عليكَ السَّلَامُ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِن؛

آپ پر بھی سلام ہو اےاول اورآخر، اے ظاہراوراے باطن۔

اس کی سادہ معنی یہ ہےکہ سلام ہوتم پر اے ابوالحسن، اے جہان آفرینش کی پہلی مخلوق، اے وہ آخری مخلوق جس کےبعد قیامت آئے گی، اے وہ جو رسول اللہ کےساتھ ظاہر میں اور تمام انبیا کےساتھ باطن میں ساتھ رہے۔ یعنی وہی بات جو رسول اللہ نےامیرالمومنین (ع) کو فرمائی تھی:اے علی تو تمام انبیا کےساتھ باطن میں اور میرے ساتھ ظاہر میں رہاہے۔

القطرہ من بحار النبی والعترہ، ص۱۸۸۔

پیغمبراورامام علی میں خداکی تجلی

امام صادق (ع)، امیرالمومنین (ع) کی زبانی فرما رہےہیں :

وَ لَقَدْ حُمِّلْتُ عَلَى مِثْلِ حَمُولَتِهِ وَ هِيَ حَمُولَةُ الرَّب ؛

بحار، ج۲۵، ص۳۵۲۔

یعنی خداوندمنان نےجوکمالات، ایمان،اخلاق، صفات، ہدایت اورمعاشرے کی سختیاں برداشت اور تحمل کرنے کی صفت رسول اکرم(ص) کو دی تھی وہ سب علی کو بھی دی تھی۔

روایت کی دوسری معنی یہ ہےکہ : جس طرح رسول اکرم(ص)رب دو جہاں کےمظہر ہیں اورخدانےاپنےرسول کےوجود میں تجلی کا کامل اور جامع ظہور کیا ہےاور اپنی تمام صفات اور اخلاق اور ربوبیت کو ظاہر کیا ہے، علی کےوجود میں بھی بغیر کمی و زیادتی کےوہی تجلی کی ہے۔

کیا ایسا نہیں ہےکہ جب حضرت موسی اپنی قوم کےستر افراد کو خدا کو دیکھنےکیلئے کوہ طور پر لے گئے اور پھر خدانےکوہ پر اپنی تجلی کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور ستر افراد جل گئے اور :

(وَ خَرَّ مُوسى صَعِقا؛)

سورہ اعراف، آیت143.

اورموسی علیہ السلام بیہوش ہوکرگرپڑے۔

حضرت موسی بےہوش ہوگئے۔ روایات میں آیاہےکہ وہ کروبین میں سےایک کی تجلی تھی جس کو وہ برداشت نہ کر پائے اور فرمایا :

الکروبین قوم من شیعتنا من الخلق الاول؛

نور الثقلین، ج۲، ص۶۴۔

کروبین پہلی مخلوق میں سے ہمارے خالص شیعہ ہیں پس تو کسطرح خود حضرت کے نور کو برداشت کیاجاسکتاہے۔جب یمن سےایک وفد آیا

اورحضرت علی(ع) کے فیصلہ کی شکایت کرنے لگاتوپیغمبراکرم نےفرمایا:
لَا تَسُبُّوا علياً فَإِنَّهُ مَمْسُوسٌ فِي ذَاتِ اللَّهِ ؛

مناقب آل ابی طالب، ج۳، ص۲۱۔

علی کوبرابھلا نہ کہو وہ خدامیں فانی ہوچکاہےیعنی امیرالمومنین کی صفات اورافعال خدا کی تجلی ہیں۔ اس معنی کی تاکید کیلئے ایک ظریف نکتے کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ یہ کہ لفظ رب کےابجد کےاعتبار سے۲۰۲ عدد بنتے ہیں، محمد و علی دونوں لفظوں کی ابجد کے بھی ۲۰۲ بنتے ہیں یعنی وہ رب کے نمائندے اورمظہر ہیں۔

دوسرا شاہد یہ ہے کہ خداوند متعال نےآیہ قرآنی میں ارشاد فرمایا ہے:
(أَ لَيْسَ اللَّهُ بِكافٍ عَبْدَه)

سورہ زمر، آیت۳۶۔

کیا خدا اپنےبندوں کے لئے کافی نہیں ہے۔

دعائے فرج میں بھی ہم پڑھتے ہیں :
يَا مُحَمَّدُ يَا علی يَا علی يَا مُحَمَّدُ اكْفِيَانِي فَإِنَّكُمَا كَافِيَان؛

اے محمد، اے علی، اے علی اور اے محمد آپ دونوں ہی میرے کاموں کی میرے لئے کفایت کریں۔ ہم یہاں مستقیما اور بلا فصل کہیں وہ کفایت کرے، کیونکہ خداوندمتعال نےاپنےان نمائندوں کو امورعالم میں مکمل اختیاردےدیا ہے۔

مذکورہ اشتراکات کےعلاوہ حضرت آیت اللہ میلانی نےاپنےکتاب ،،

قادتنا کیف نعرفھم ،

میں مندرجہ ذیل مشترکات بھی بیان کئےہیں ۔

عبداللہ ہونا: جس طرح خداوندنےقرآن میں فرمایاہے:
(وَ أَنَّهُ لَمَّا قامَ عَبْدُ اللَّه؛)

سورہ جن، آیت19۔

اور یہ کہ جب بندہ خدا عبادت کےلئےکھڑا ہوا۔

حضرت علی (ع)بھی فرماتے ہیں :

أنا عبد اللہ و أخو رسول اللہ ؛

میں بندہ خدا اور رسول اللہ کا بھائی ہوں۔

عصمت:

جس طرح خداوندمتعال نےاپنےرسول کوبت پرستی اورگناہ سےمعصوم بنایا، علی نےبھی کوئی گناہ نہیں کیا کبھی بت پرستی نہیں کی۔

سب و دشنام:

رسول اکرم(ص) نےفرمایا:

مَنْ سَبَّ علیاً فَقَدْ سَبَّنِي وَ مَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ وَ مَنْ سَبَّ اللَّه؛

بحار، ج۲۷، ص۲۲۷۔

جس نےعلی کو دشنام دی اس نےمجھے دشنام دی، جس نےمجھے دشنام دی اس نےخدا کو دشنام دی۔

صاحب ہونا: اللھ تعالی نےقرآن مجید میں رسول اللہ کو صاحب کےعنوان سےیاد کیا ہےاور فرمایا:

(وَ ما صاحِبُکُمْ بِمَجْنُون؛)

سورہ تکویر، آیت222.

اورتمہاراساتھی پیغمبردیوانہ نہیں ہے۔

رسول اکرم(ص)بھی فرماتے ہیں :

یا علی انت منی و انا منک أَنْتَ أَخِي وَ صَاحِبِي؛

اے علی تم مجھ سےہو میں تم سےہوں تو میرا بھائی اور صاحب ہے۔

سیادت: جس طرح رسول اکرم(ص)سیدالمرسلین اورسیدالناس یعنی لوگوں کےسردارہیں علی کےبارےمیں فرمایاہے:

أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَ سَيِّدٌ فِي الْآخِرَة؛

تو دنیا و آخرت میں آقا و سردار ہو۔

چھٹی مجلس

رسول اللہ کے نزدیک، مولا علی کا مقام

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(: فَقُلْ تَعالَوْا نَدْعُ أَبْناءَنا وَ أَبْناءَكُمْ وَ نِساءَنا وَ نِساءَكُمْ وَ أَنْفُسَنا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكاذِبِين)

سورہ آل عمران، آیت۶۱۔

ان سے کہہ دیجئے کہ آؤہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اوراپنے اپنے نفسوں کوبلائیں اورپھر خداکی بارگاہ میں دعاکریں اورجھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں :
علی مِنِّي بِمَنْزِلَةِ رَأْسِي مِنْ بدنی

بحار، ج۳۸، ص۳۱۹۔

علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جوسر کو پورے بدن سے ہے۔

حدیث منزلت کے نام سے ایک حدیث ہے جوشیعہ اوراہلسنت کے درمیان متواترحدیث ہے کوئی بھی اس روایت کوسند کے اعتبار سے رد نہیں کرسکتا اس پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ اس روایت میں رسول اکرم(ص) نے علی کو فرمایا ہے:
أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؛

کافی، ج۸، ص۱۰۷؛ صحیح مسلم، ج۷،ص۱۲۰۔

تیری مجھ سے وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسی سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس حدیث میں دو نکتے ہیں

۱۔ نسبي حوالے سےامیرالمومنین(ع)اور رسول اللہ چچا زادبھائی ہیں،نسبي بھائی نہیں ہیں لیکن ہارون اورموسی نسبي بھائی تھے۔

۲۔ ہارون مقام نبوت پر فائز تھے لیکن حضرت علی(ع)ظاہری طورپرمقام نبوت نہیں رکھتے، برادری اورنبوت کے بغیر ہارون کے تمام منصب علی کے لئے ثابت ہیں۔

علی اورہارون کی شباہتیں

یہاں ہم ہارون کی حضرت موسی سےنسبت کی تحقیق کرتےہیں اورعلی کی رسول اللہ سےمنزلت کےساتھ اسکامقایسہ کرتےہیں۔

پہلی شباہت

حضرت موسی نےکیونکہ ایک آدمی کو قتل کیا تھا لھذا جب واپس فرعون کےپاس جانا چاہا تو خدا سےدرخواست کی کہ اسےشرح صدر عطا فرمائے:

(قالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْري وَ يَسِّرْ لِي أَمْري وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِساني يَفْقَهُوا قَوْلي وَ اجْعَلْ لي وَزيراً مِنْ أَهْلي هارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْري)

سورہ طہ، آیت 25 تا31.

موسیٰ نےعرض کی پروردگار! میرےسینےکوکشادہ کردےمیرےکام کوآسان کردےاورمیری زبان کی گرہ کوکھول دےکہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اورمیرےاہل میں سےمیراوزیرقراردےدے ہارون کوجومیرابھائی بھی ہےاس سےمیری پشت کومضبوط کردے۔

یعنی خدایا ان تمام مشکلات کےمقابلے میں مجھے شرح صدر عطا فرما، میرا شرح صدر میرا بھائی ہارون ہےاگر ہارون میرے ساتھ ہوتو میں مکمل اطمینان کےساتھ فرعون کےمحل میں چلا جاؤں گا۔

خدا نےجواب میں ارشاد فرمایا:

(قالَ قَدْ أُوتيتَ سُؤْلَكَ يا مُوسى)

سورہ طہ آیت 36

ارشاد ہوا موسیٰ ہم نےتمہاری مراد تمہیں دے دی ہے۔

لیکن حضرت موسی اوررسول اللہ میں جوفرق ہےوہ یہ ہےکہ پیغمبرنےدعاءکیلئےدست بلند نہیں کئےاورخداسےشرح صدرکی درخواست نہیں کی خدانےبھی اپنےحبیب پراحسان کیااوربغیرسوال کےاسےشرح صدرعطافرمایا۔ خداوندمتعال سورہ انشراح میں رسول اکرم(ص) کو فرماتا ہے:

(أَ لَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَ وَضَعْنا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ)

سورہ انشراح، آیت 1 تا3.

کیاہم نے آپ کے سینہ کوکشادہ نہیں کیا اور کیاآپ کے بوجھ کواتار نہیں لیاجس نے آپ کی کمر کوتوڑدیاتھا۔

پیغمبر کاشرح صدر کونسا تھا؟تفاسیراورروایات کی روشنی میں خداوندمنان نے علی کےوجودسےپیغمبرکےسینےکی تنگی کودورفرمایااورحضرت کی کمر ٹوٹنےسےبچائی:

أَ لَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ بعلی؛

علی یعنی شرح صدر پیغمبر، یعنی پیغمبر کی کمر کو ٹوٹنےسےبچانےوالا یعنی پیغمبر کےاحساس سنگینی کو بر طرف کرنےوالا۔

تاویل الہ آیات، ص454

سورہ انشراح میں اگے پڑھتے ہیں :

(فَإِذا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ إِلى‏ رَبِّكَ فَارْغَبْ)

سورہ انشراح، آیت8،7.

لہذا جب آپ فارغ ہوجائیں تو نصب کردیں اور اپنےرب کی طرف رخ کریں۔

یعنی جب حجت الوداع کےاعمال پورے کرچکےہوتو ؛

فانصب علیا للخلافه؛

علی کوغدیرخم پرجانشینی کیلئے منصوب کرواس کےبعدتمہارامشن پوراہوجائےگااورہماری طرف لوٹنےکیلئےتیارہوجاؤ۔

یہاں پرحضرت علی(ع) کا رسول اللہ کیلئےشرح صدرہونےکےکچھ مواردکی طرف اشارہ کرتے ہیں

رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں:

ما قام و لا استقام دینی الا بشیئین مال خدیجة و سیف علی بن ابی طالب؛

شجرہ طوبی، ج۲، ص۲۳۳۔

دین اسلام کھڑانہیں ہوسکتا، اسےزندگی نہیں ملی مگردوچیزوں سےایک خدیجہ کامال دوسراعلی کی تلوار۔

دوسری روایت میں حضرت نےفرمایا:

الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي السَّيْفِ وَتَحْتَ ظِلِّ السَّيْفِ؛

کافی، ج۵،ص۲

تمام نیکیاں تلوار میں اور تلوار کےسائے تلے ہیں یعنی اگر علی نہ ہوتے تمام نیکیوں کی فاتحہ پڑھی جاچکی ہوتی۔

جنگ احزاب میں

وہ کونسی تلوار ہے کہ تمام نیکیاں اسکے سائے تلے ہیں؟رسول اکرم(ص)نے فرمایا:

ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین؛

خصال، ص۵۷۹۔

جنگ احزاب میں علی کی ایک ضربت ابتدائے تخلیق سے انتہائے تخلیق تک کے انس و جن کی عبادت سے افضل ہے۔

کسی نے بھی عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنے کیلئے امادگی کا اعلان نہ کیا لیکن مولا باوجود اس کے کہ عمر کے لحاظ سے جوان تھے پھر بھی آپ نے قبول کیا اور عمرو بن عبدود کو ایک ضربت سے واصل جہنم کیا۔

جنگ خیبر میں

رسول اکرم(ص)نے جس کو بھی قلعہ فتح کرنے کیلئے بھیجا وہ ڈر کر لوٹ آیا۔حضرت نے فرمایا:

فَقَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ كَرَّاراً غَيْرَ فَرَّارٍ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ؛

کافی، ج۸، ص۳۵۱۔

کل میں علم اسے دوں گا جو خدا اوراسکے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور خدا اوراسکا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہونگے وہ جم کر حملہ کرنے والا ہوگا، فرار نہیں کرے گا اس وقت تک نہیں لوٹے گا جب تک خدا اسے کامیابی نصیب نہ کرے۔کل سب نے دیکھاکہ رسول اکرم(ص)نے علم علی کے ہاتھ میں دیا مولا علی گئے اور خیبر کے مرحب کومار کر قلعہ خیبر کو فتح کر کے آئے۔

جنگ ذات السلاسل میں

اس جنگ کو ذات السلاسل اس لئے کہتے ہیں کہ دشمنوں نے تلواروں کے خول پہن رکھے تھے کہ جو بھی دیکھ رہا تھا وہ وحشت کر رہا تھا ۔ بارہ ہزار جنگجو تھے جو کاملا مسلح تھے، سب نے وعدا کیا کہ اسلام کی فاتحہ پڑھینگے۔پیغمبر نے جسے بھی بھیجا وہ ڈر کرو پس آگیا لیکن جب حضرت علی (ع)کو بھیجا تو مولا علی نے کتنوں کو تہہ تیغ کیا اور کچھ کو اسیر کر لیا۔ خداوند منان نے کچھ آیتیں اس جنگ کی شان میں نازل فرمائیں۔

بحار، ج۲۱، ص۶۶۔

(وَ الْعادِياتِ ضَبْحاً فَالْمُورِياتِ قَدْحاً فَالْمُغيراتِ صُبْحاً فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً)۔

سورہ عادیات، آیت 1 تا4.

فراٹے بھرتے ہوئےتیز رفتار گھوڑوں کی قسم جو ٹاپ مار کرچنگاریاں اڑانے والے ہیں پھر صبحدم حملہ کرنے والے ہیں پھر غبار جنگ اڑانے والے نہیں۔

دوسری شباہت: کاموں میں آسانی

حضرت موسی نے خدا سےدرخواست کی:

وَ يَسِّرْ لِي أَمْرِي؛

خدایا میرے کاموں کو آسان فرما ۔ خدانے بھی ہارون دےدیا تاکہ اس کے لئے آسانی ہو۔ رسول اللہ کے کاموں کی آسانی علی کے وجود سے تھی؛ کیونکہ جب بھی کوئی مصیبت رسول اللہ پر آتی تو یہ علی ہی تھے جو اسےٹال دیتے۔ مشکل کشا ئی کرنےوالے علی ہی ہوتے مثال کےطور پر جنگ احد میں جب دشمنوں نےرسول اللہ کو گھیر لیا، جبرائیل نازل ہوئے اور مولا کیلئے ذوالفقار لے آئے جس پر دو شعار لکھے تھے ایک مشہور شعار

(نعرا) لَا فَتَى إِلَّا علی لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ؛

بحار، ج۲۰، ص۷۳

ایک خصوصی شعارجو رسول اللہ کیلئے خطاب تھا وہ یہ تھا :

نَادِ علياً مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْناً لَكَ فِي النَّوَائِبِ

اے میرے حبیب،اے میرے رسول نادعلیامظہر العجائب،بلا علی کو جو مظہر عجائب ہے تاکہ تیری مدد کرے۔یاجب رسول اللہ مکہ سےباہر جاناچاہتے تھےتوامیر المومنین کواپنی جگہ پر سلانے کیلئےانتخاب کیا۔روایت میں آتاہےکہ خداوندمنان نےجبرائیل اورمیکائیل کوفرمایا:میں نے تم دونوں میں عقداخوت پڑھاہےتم میں سےایک کی عمر دوسرے سےزیادہ ہے،کون حاضر ہےجواپنی عمر دوسرے پر فدا کرے!دونوں فرشتوں نےایک دوسرے کودیکھالیکن کوئی جواب نہیں دیاپھر خطاب ہوا: زمین میں نظر ڈالو علی کو دیکھو جو رسول اللہ کی جگہ پر سویا ہوا ہےان دونوں کےدرمیان بھی عقد اخوت پڑھا گیا ہے۔

بحار، ج۳٦، ص۴۳۔

تیسری شباہت: جانشینی

حضرت موسی کی تیسری دعا یہ تھی کہ خدایا میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر اور جانشین بنا، خداوند منان نے حضرت موسی کی یہ دعا بھی قبول کی ،اسی طرح پیغمبر اکرم نے خدا کی طرف سے بلا فصل جانشینی اور وزارت کا منصب حضرت علی (ع) کو عنایت فرمایا روایت دار کو شیعہ سنی قبول کرتے ہیں کہ رسول اکرم(ص) نے اپنی تبلیغ کے ابتدائی دنوں میں اپنے رشتہ داروں کو دعوت دی اور امیرالمومنین (ع) کا اپنے وزیر، وصی اور جانشین کے طور پر تعارف کروایا۔

بحار، ج۳۵، ص۱۴۴؛ کنزالعمال، ج۱۳، ص۱۳۱۔

یہاں ایک سوال اٹھتا ہے وہ یہ کہ حضرت ہارون، حضرت موسی کے نسبی برادر تھے لیکن علی تو رسول اللہ کے نسبی بھائی نہ تھے وہ تو انکے پسر عمو تھے تو روایات میں کیسے آیا کہ رسول اللہ نے مولا سے خطاب ہی کرتے ہوئے فرمایا:

انت اخی فی الدنیا و الآخرہ؛

مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص۳۳؛ ینابیع المودہ، ج۱، ص۱۷۸۔

تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے یہ کیسی برادری ہے؟ اسکی علت یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ قرآن مجید نے تمام مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے: مومنین آپس میں بالکل بھائی بھائی ہیں

(إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَة)

سورہ حجرات، آیت10.

لیکن رسول اکرم(ص) نے ہجرت کرنے کے بعد جو افراد معنوی اور ایمانی صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ تھے،ان میں عقد اخوت پڑھا ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔سلمان کو ابوذر کا بھائی بنایا کیونکہ وہ مزاج اور ایمانی لحاظ سے ایک دوسرے کے نزدیک تھے، بات جب پوری ہو گئی تو سب کہنے لگے رسول اللہ نے کیوں علی کو کسی کا بھائی نہیں بنایا ؟ اس وقت رسول اللہ نے علی کو فرمایا

مَا أَخَّرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي؛

احتجاج، ج۱، ص۱۶۲۔

اے علی میں نے تمہیں کسی اور کا بھائی اسلئے نہیں بنایا کہ میں نے تمہیں اپنے لئے باقی رکھا ہے اور فرمایا:

انت اخی فی الدنیا والآخرۃ؛

تودنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے۔پیغمبر اکرم(ص) نے عقد اخوت میں علی کے سوا کسی کو اپنا بھائی نہیں بنایا کیونکہ علم،قدرت،وحی کے دریافت کرنے اور قرب خدا میں علی ہی آپ کے سب سے زیادہ نزدیک تھا۔

اسی طرح ابن عباس نے نقل کیا ہے جب پیغمبر اکرم نے خدا سے یہ دعا کی:

(وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْني‏ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ أَخْرِجْني‏ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لي‏ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطاناً نَصيرا)

سورہ اسراء، آیت 80

اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دے دے جو میری مددگار ثابت ہو۔

تو رسول اکرم(ص) کی دعاء مستجاب ہوئی اور خدا نے امیرالمومنین(ع) یعنی سلطان نصیر کے عنوان سے حضرت کو عطا فرمایا۔

مناقب آل ابی طالب، ج۱، ص۳۴۱۔

خداوند متعال فرما رہا ہے:

(يا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطارِالسَّماواتِ وَ الْأَرْضِ فَانْفُذُوا لا تَنْفُذُونَ إِلاَّ بِسُلْطانٍ)

سورہ رحمن، آیت33

اے گروہ جن وانس اگر تم میں قدرت ہو کہ آسمان وزمین کے اطرف سے باہر نکل جاؤ تو نکل جاؤ مگر یاد رکھو کہ تم قوت اور غلبہ کے بغیر نہیں نکل سکتے ہو۔

اگر طاقت ہے تو اوج آسمان پر جاؤ یا زمین کی گہرائیوں میں جاؤ لیکن جان لو کہ امیرالمومنین(ع) کی ولایت اور سلطنت سے باہر نہیں جا سکتے ہو کیونکہ جیسا کہ ہم نے بتایا سلطان کی معنی حضرت علی (ع) ہے۔

ساتویں مجلس

اہل بیت اور مقام رسالت

اللہ تعالی قرآن میں ارشادفرماتاہے:

(وَ تِلْكَ حُجَّتُنا آتَيْناها إِبْراهيمَ عَلى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجاتٍ مَنْ نَشاء)

سورہ انعام، آیت83

یہ ہماری دلیل ہےجسے ہم نےابراہیم علیہ السلام کوانکی قوم کےمقابلہ میں عطا کی اورہم جسکوچاہتےہیں اسکےدرجات کو بلندکردیتےہیں ۔

امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

السَّلامُ عليكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وموضع الرسالة

سلام ہو آپ پر اے نبوت کےاہلبیت! اور پیغام الہی آنے کی جگہ!

زیارت جامعہ کادوسراجملہ، رسالت کےبارے میں ہےصرف پیغمبراکرم کی نبوت اوررسالت نہیں بلکہ تمام انبیاءکی رسالت،موضع کی معنی ہےہرچیز کامکان، محل اس بناپرجملے کاظاہری ترجمہ یہ ہوگاسلام ہوتم آئمہ معصومین پرجوکہ رسالت کی محل،مکان ہو۔

کچھ مترجمین کاکہناہےکہ : کیونکہ پیغمبراکرم صاحب رسالت تھے اس اعتبار سےامام ھادی فرمانا چاہتے ہیں رسالت آپ کےگھر میں وارد ہوئی ہےلیکن یہ معنی اس جمع کےلئے ایک مجازی معنی ہے حقیقی نہیں ہےجیسےلفظ شیرہےجوکہ کبھی شجاع انسان کیلئے استعمال ہوتا ہےجو کہ اس کی غیر حقیقی اور مجازی معنی ہےیہ کیسی معنی ہےکہ ہم آئمہ معصومین کو کہیں کیونکہ آپ کا جد اللھ کا رسول تھا اس اعتبار سےآپ میں بھی رسالت آئی ہے۔ لیکن موضع الرسالہ کی حقیقی معنی یہ ہےکہ تمام انبیا چاہےاولوالعزم یا غیر اولوالعزم سوائے خاتم الانبیا ء کے، ان سب کی نبوت و رسالت آپ کےہاتھوں امضا ہوتی ہےیعنی وہ حقیقی رسالت، خدا نےآپ کو عطا کی ہےاور پھر آپ کی طرف سےتمام انبیا تک تبلیغ ہوتی ہے حقیقت میں رسالت آپ کےوجود میں خلاصہ ہوتی ہے۔

مطلق اور مقیدولایت

ہم جب انسانوں کامحاسبہ کریں تو دیکھنے میں آتا ہے کہ مراتب کے سلسلے میں انسان کا پہلا مرتبہ اسکا بشر ہونا ہے۔پھر کچھ لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں جنکو خداوند مقامِ نبوت یا رسالت عطاکرتا ہے۔لیکن مقام نبوت ورسالت سے بھی بڑا مقام ولایت وامامت ہے۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرما رہا ہے:

(وَ إِذِ ابْتَلى‏ إِبْراهيمَ رَبُّهُ بِكَلِماتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قالَ إِنِّي جاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِماما؛)

سورہ بقرہ، آیت124

اوراسوقت کویاد کروجب خدانے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کاامتحان لیااورانہوں نےپوراکردیاتواسنےکہاکہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنارہے ہیں۔

یعنی ابراھیم عبدتھا، خلیل تھا، نبي و رسول تھا لیکن جب خدا نےاسے آزمایا تو امامت تک پہنچا، اس بنا پر امامت نبوت اور رسالت سے بڑھ کر ہے۔

دوسری طرف سے جو بھی نبی یا رسول کے عنوان سے مبعوث ہوتا ہےتو نبوت یا رسالت ،اسکی ولایت کی فرع ہوتی ہے کیونکہ خداوند متعال نےاسےایک باطنی ولایت عطاکی ہےتاکہ اپنےاوپر اور کائنات پرتسلط پیدا کرے۔ پھر اسےمقام نبوت تک پہنچاتا ہے کوئی نبی بغیر ولایت کے نہیں ہوتا ہےاگر نبی کےپاس ولایت نہ ہو تو اس سے معجزہ کیسےصادر ہوگا کس طرح ماضی کی یا آیندہ کی خبریں دے گا۔

لیکن جو انبیا، صاحب ولایت اور امامت ہیں انکی ولایت مقید ہےمحدود ہے، مطلق نہیں ہے، ابراہیم خلیل اللہ آیت قرآن کےمطابق امام ہیں لیکن مقید امام، مطلق امام نہیں ہیں یعنی تمام انبیا اور خدا کےعلاوہ تمام مخلوق پر امام نہیں ہیں اس لئے روایات میں آیا ہے: کل قیامت کےدن تمام انبیا و انفسا پکارینگے فقط پیغمبر اکرم اورآئمہ وامتی پکارینگے یعنی جب امتیں اپنےرسولوں کےپاس جائیں گی تو وہ کہینگے پیغمبر کےپیچھے جاؤ کیونکہ ہم سب اس کے نمایندے تھے۔

بحار، ج۸، ص۳۵

اس بناپرولایت مطلقہ اہلبیت کےپاس ہےخداوند متعال اپنےلاریب کلام میں فرمارہےہیں :

(هُنالِكَ الْوَلايَةُ لِلَّهِ الْحَق)

سورہ کہف، آیت44

اسوقت ثابت ہواکہ قیامت کی نصرت صرف خدائےبرحق کےلئےہے۔

خدا قیامت کےدن اپنی کامل ولایت لوگوں کو دکھائینگے اگر لوگ دنیا میں نہ سمجھ سکےتو وہاں آخرت میں سمجھ جائینگے وہاں تو رکاوٹیں اور حجاب ختم ہوجائینگے، وہاں تو دن ہوگا دنیا کےبرخلاف؛ یہاں شب ہے،ہماری روایتوں میں آیا ہےکہ ھنالک الولایہ یعنی امیرالمومنین (ع) کی ولایت۔(کافی، ج۱، ص۴۱۸۔)

کل قیامت کےدن لوگ مولا علی کی مطلق ولایت دیکھیں گے اور متوجہ ہونگے یہاں تک کہ خداوند متعال نے مخلوق کا حساب و کتاب بھی ان کےحوالے کیا ہے۔

گذشتہ تمام مطالب سےاس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ نبوت، ولایت کی طرف سےامضا ہوتی ہےیعنی اگر ائمہ جو کہ ولایت مطلقہ کےمالک ہیں امضا نہ کریں تو کوئی بھی نبی یا رسول نہیں بن سکتا۔

ایک روایت میں آیا ہےکہ:

مَا تَكَامَلَتِ النُّبُوَّةُ لِنَبِيٍّ فِي الْأَظِلَّةِ حَتَّى عُرِضَتْ عليه وَلَآيتي وَ وَلَايَةُ أَهْلِ بَيْتِي؛

بحار، ج۲۶، ص۲۸۱۔

کسی بھی نبی کی نبوت کامل نہیں ہوتی مگر یہ کہ میری اور میرے اہل بیت کی ولایت اس کےسامنےپیش کی گئی۔

دوسری روایت میں یہ مطلب حضرت زہراءسلام اللہ علیہاکےبارے میں بیان ہوا ہے،

أَقَرَّ بِفَضْلِها

مجمع النورین، ص۴۰۔

فرمایا جب فاطمہ کی فضیلت کا اقرار کرتا تو خدا اسےدرجہ دیتا تھا اورمبعوث کرتا تھا۔

تبلیغ ولایت، پیغمبر اکرم کی بعثت کا راز

خداوند متعال سورہ مائدہ میں اپنےرسول کو فرما رہے ہیں:

(يا آيتا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ)

سورہ مائدہ، آیت ٦٧۔

اے پیغمبر آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپکےپروردگار کی طرف سےنازل کیا گیاہےاوراگر آپ نےیہ نہ کیاتوگویااسکےپیغام کو نہیں پہنچایا۔

خداوند متعال نے فما تبلغ نہیں فرمایابلکہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ آخر یہ کہنے کے بجائے کہ اگر علی کا تعارف نہیں کروایا تو اپنی رسالت کو نہیں پہنچائے گا، یہ کیوں کہا کہ تونے رسالت نہیں پہنچائی ؟ مقصد یہ ہے کہ پہلے دن سے آج تک یہ سب کچھ علی کی ولایت اور امامت کا مقدمہ ہے۔ حقیقت میں مولا علی، رسول اکرم(ص) کا باطن ہے کیونکہ رسول اکرم(ص) کا ظاہر، نبوت اور باطن، ولایت ہے۔ اسلئے قرآن آیا ہے اور اس نے باطن سے پردہ کو اٹھایا ہے یعنی جو کوئی بھی رسول اکرم(ص) کے کامل باطن کو دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ علی کو دیکھے اس لئے کبھی فرماتے تھے :

حَبِيبُ قَلْبِي

مشارق انوار الیقین، ص۶۹

امیرالمومنین (ع) میرا قلب ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا:

بِي أُنْذِرْتُمْ وَ بِعلى بْنِ أَبِي طَالِبٍ اهْتَدَيْتُم؛

بحار، ج۳۵، ص۴۰۵

مجھ رسول کے ذریعے تمہیں ڈرایا جاتا ہے لیکن ہدایت امیرالمومنین (ع) کے پاس ہے۔ رسول اکرم(ص) کا ایک اہم کام ڈرانا ہے تاکہ بشر باطل سے دستبردار ہو کر حق میں داخل ہو جائے لیکن رسول اللہ تو ھدایت کا عہدہ بھی رکھتے تھے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

(أَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هاد)

سورہ رعد، آیت ۷

میں صرف ڈرانےوالا ہوں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہبر ہے۔

تو پھر کیوں آنحضرت اس روایت اپنےآپ کو ڈرانےوالا (منذر)اور علی کو ہادی کہہ رہے ہیں؟ اسکا راز یہ ہے کہ پیغمبراکرم نبوت کا ظاہری مقام رکھتے ہیں اور نبی کا کام خبر دینا اور ڈرانا ہے لیکن حضرت فرماتے ہیں کہ میرا باطن ولایت اور امامت ہے اور باطن کے عنوان سے بشر کی ہدایت کرتا ہوں کیونکہ ولایت کا کام ڈرانے کے علاوہ ہدایت اور دستگیری بھی ہے حضرت علی (ع) بھی رسول کے باطن اور نفس ہیں اسی دلیل کی بنیاد پر انہیں ہادی کہا گیا ہے۔

مقام عصمت،نبوت وامامت کامحافظ

اس روایت کو تو سب نے سنا ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک و لولا علی لما خلقتک و لولا فاطمة لما خلقتکما؛

مستدرک سفینۃ البحار، ج۳، ص۱۶۶

اے پیغمبراگرتونہ ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا اگرعلی نہ ہوتا تو تمہیں پیدا نہ کرتا اور اگر فاطمہ نہ ہوتیں تو تم دونوں کو پیدانہ کرتا۔اس حدیث کی معنی یہ ہے کہ ایک مقام نبوت ہوتاہےاورایک مقام امامت اور اسی طرح ایک مقام عصمت ہوتا ہے۔امامت اورولایت، رسالت کے محافظ ہیں۔لیکن خود ولایت اورامامت کوبھی ایک محافظ کی ضرورت ہےجو کہ عصمت ہے۔یہ روایت یہ بیان کررہی ہے کہ حقیقت میں پیغمبرنبی بھی ہےاورامام بھی اورمقام عصمت بھی رکھتاہے۔ خداوندمتعال رسول اللہ کوخطاب کرکےفرما رہا ہے: یا رسول اللہ۔ اگر تیرا ولایت وامامت کارخ نہ ہوتا تومیں تمہیں پیدا نہ کرتا کیونکہ یہ امامت ہےجو تیری نبوت کی محافظ ہےتمہاری اس ولایت و امامت کامصداق امیرالمومنین(ع) بھی ہےاسی طرح اگر عصمت نہ ہوتی تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی امامت کو، کیونکہ امامت کو بھی محافظ کی ضرورت ہےتمہاری عصمت نےخارج میں ایک مصداق بنالیا ہےجو کہ حضرت زہرا ہیں یہ نہیں کہنا چاہ رہےکہ فاطمہ ،رسول اللہ اور امیرالمومنین (ع) علی سےافضل ہیں بلکہ یہ تین مقام رسول اللہ کےہیں، ان کا ظاہری مقام نبوت ہےباطنی مقام امامت ہےاور باطن کا باطنی مقام عصمت ہے۔ خود پیغمبر اکرم نےعلی کو فرمایا:

کنت مع الانبیا سرا و معی جھرا؛

القطرہ من بحارمناقب النبی والعترہ، ج۱، ص۱۸۸

تو سب انبیاءکےساتھ تھامخفی طورپراورمیرےساتھ ہےآشکار۔ یعنی انکی نبوت اوررسالت کاباطن،ولایت تھا۔علی انکےاندرتھےہرکسی کو ان کےظرف کےمطابق طاقت دے رہا تھا اور صاحب ولایت بنا رہا تھا۔ در حقیقت جو ولایت تمام انبیا کےوجود میں کام کر رہی تھی اور ان کو جو مقید ولایت حاصل تھی وہ علی کی طرف سے تھی اسی وجہ سےرسول اللہ کےساتھ علنی اور آشکار ہو کر اپنا تعارف کروایا۔

حکومت انبیاءپرولایت

حضرت علی(ع)نےدوسری روایت میں فرمایا:

وَ إِنِّي لَصَاحِبُ الْكَرَّاتِ وَ دَوْلَةُ [دَوْلَةِ] الدُّول؛

بحار، ج۲۵، ص۳۵۴

میں صاحب کرامات ہوں، میں حکومتوں کا حاکم ہوں ۔ یعنی کیا؟ کیا مولا یہاں یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں جنگ میں دشمن پر مسلسل حملے کرتا ہوں ؟ یا پہلے جملے کی معنا پر توجہ دیتے ہوئے اس کی کچھ اور معنی بھی ہو سکتی ہےوہ یہ کہ میں کتنی ہی بار اس دنیا میں آیا ہوں اور آتا رہوں گا۔مطلب حضرت یہ فرماناچاہتےہیں کہ میں آدم کےساتھ تھا، ابراہیم کےساتھ، عیسی کےساتھ، موسی کے ساتھ تمام انبیا کےساتھ تھا ایسا نہیں ہےکہ فقط پیغمبراکرم کےدور میں دنیا میں آیا ہوں۔

نمونہ کےطور پر یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ خداوند متعال نےحضرت موسی و ہارون کو فرمایا :

(اذْهَبا إِلى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغى)

سورہ طہ، آیت43

تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہوگیا ہے۔

لیکن خدا نےایک وعدہ بھی ان کو دیا :

(نَجْعَلُ لَكُما سُلْطانا)

سورہ قصص، آیت 35

اورتمہارےلئےغلبہ قراردیں گے۔

فرعون نے محل کے نگھبانوں کوحکم دے رکھا تھا کہ موسی و ہارون کےعلاوہ کسی کو بھی اندر آنےنہ دیں شاید وہ ایسی بات کرنا چاہتے تھے وہ نہیں چاہتا تھا کہ دوسروں کےآگے رسوا ہو۔

جب حضرت موسی و ہارون قصر میں داخل ہوئے، انہوں نےدیکھا کہ فرعون تخت پر بیہوش پڑا ہےبعد میں جب ہوش آیا اور انکےدرمیان گفتگو ہوئی فرعون نےنگھبانوں کو بلوایا اور ان کو کہا : کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ موسی و ہارون کےعلاوہ کسی کو بھی اندر آنے نہیں دینا؟ انہوں نے کہا : ہم نےایسا ہی کیا تھا اور کسی کو اندر آنے نہیں دیا فرعون نے کہا پس وہ جوان جو فاخر لباس پہنے سفید

گھوڑے پر سوار تھا جس کی ہیبت اور عظمت کو دیکھ کر میں زمین پر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا وہ کون تھا؟ روایت میں ہے کہ وہ امیرالمومنین (ع) تھے

مدینہ المعاجز، ج۱، ص۱۴۳۔

یعنی مخفی طور پر سب انبیا کے ساتھ تھے کبھی کبھی ظاہر بھی ہو جاتے تھے۔

روایت کے آگے حضرت نے فرمایا :

دَولَةُ [دَولَةِ] الدُّول ؛

اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی میں سب انبیاء کی حکومت تھا اگر انہوں نے کوئی حکومت تشکیل دی تو وہ میری ولایت کے زیر سایہ تھی۔

شیعہ اور سنی دونوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے:

إِنَّ النَّاسَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى حُبِّ علی بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع لَمَا خَلَقَ اللَّهُ النَّارَ ؛

بحار، ج۳۹، ص۲۴۸؛ ینابیع المودہ، ج۱، ص۲۷۲

اگر لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہیں کرتا۔

اس روایت میں کچھ نکات ہیں

۱۔ جہنم مولا علی کے دوستوں کیلئے نہیں ہے بلکہ مولا کے دشمنوں کیلئے ہے

۲۔ اگر مولا فقط اس امت کے ساتھ مخصوص ہوں تو دوسری امتوں کا کیا ہوگا؟ فرعون کا کیا ہوگا؟ نمرود کا کیا ہوگا؟ قوم لوط و عاد کا کیا ہوگا؟حضرت علی(ع)تو ظاہری طور پر ان کے پاس نہ تھے تو لوگ کیسے حضرت سے محبت کرتے کہ جنت میں جا سکیں اور انکے دشمن واصل جہنم ہوں۔ یہی کہا جائے گا کہ امیرالمومنین (ع) مخصوص تاریخ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ تمام زمانوں اور عوالم سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کا حکم تمام امتوں میں تھا ان کی محبت بھی سب پر واجب تھی حقیقت میں تمام انبیا مولا علی کے نمائندے تھے، انہوں نے فیض، علم، معارف اور شرائط رسالت مولا علی سے لئے تھے، مولا ہی نے ان کی رسالت کو امضا کیا تھا اور تبلیغ کی اجازت انہیں دی تھی۔ یہی سبب ہے کہ جب پیغمبر اکرم اور آئمہ معصومین آئے تو تمام ادیان منسوخ ہو گئے کیونکہ وہ سب نمائندے تھے رسول اللہ کے آنے سے ان کا کام پورا ہو گیا۔

زیارت جامعہ کا ایک جملا ہے:

وَ عِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ بِهِ رُسُلُهُ وَ هَبَطَتْ بِهِ مَلَائِكَتُه؛

جو کچھ انبیا پر نازل ہوا وہ آپ کے پاس ہےیعنی پہلے سےآپ کےپاس موجود تھا آپ کےتوسط سےانبیا کو ملا جو کچھ بھی فرشتے لے آئے وہ سب آپ کےپاس تھا یعنی خدا نےآپ چھاردہ معصومین کو عطا کیا ہے۔

روایت میں ہے کہ امام صادق (ع) نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ خَلَقَ مُحَمَّداً وَ عِتْرَتَهُ الْهُدَاةَ الْمُهْتَدِينَ؛

کافی، ج۱، ص۴۴۲

سب سےپہلے خدانے جس کو پیدا کیا وہ پیغمبر اکرم اور آئمہ تھے۔ پہلے انہیں پیدا کیا تاکہ جو بھی فیض، کمالات اور معارف ہےیں ا ن کو عطا فرمائے پھر وہ انبیاء یا غیر انبیا کو دیں۔

امیرالمومنین(ع)اور علم الکتاب

یہاں ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں ۔آیت قرآن ہے کہ:

(قُلْ كَفى‏ بِاللَّهِ شَهيداً بَيْني‏ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتاب)

سورہ رعد، آیت 43

کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کےلئے خدا کافی ہےاور وہ شخص کافی ہے جس کےپاس پوری کتاب کا علم ہے۔

روایات میں وارد ہوا ہے کہ

من عندہ علم الکتاب

سےمراد امیرالمومنین (ع) ہیں۔

شواھد التنزیل، ج۱، ص۳۰۸

یہ آیت مکہ میں رسول اللہ پر نازل ہوئی جس دورمیں کافرآکرپیغمبر سےسوال جواب کرتے تھےابھی تک انہوں نےرسالت کو قبول نہیں کیا تھا خدا فرما رہا ہے پیغمبر کےپاس دو گواہ ہیں ایک خدا اور دوسرے وہ جن کےپاس علم الکتاب ہےیعنی امیرالمومنین (ع)۔

امیرالمومنین(ع)کی مکہ میں عمرکچھ زیادہ نہ تھی، ابھی تک تو ظاہری امامت کوبھی نہیں پہنچے تھے لیکن اس زمانےمیں بھی علم الکتاب رکھتے تھے کیونکہ ان کا علم ذاتی ہےدنیا میں آنے سےپہلے ہی سب کچھ جانتے تھے ۔

منقول ہے کہ جب حضرت علی (ع)دنیا میں پیدا ہوئے تو ان کی آنکھیں بند تھیں، آنکھیں نہیں کھولیں۔ لیکن جیسے حضرت کو پیغمبر کے ہاتھوں میں دیا پیغمبر کے ہاتھوں پر آنکھیں کھولیں یعنی یا رسول اللہ فقط آپ کا جمال دیکھنے کیلئے میری آنکھیں کھلیں پھر مولا نے ان آیتوں کی تلاوت کی:

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحيمِقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذينَ هُمْ في صَلاتِهِمْ خاشِعُونَ وَ الَّذينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ؛)

سورہ مومنون، آیت 1 تا3

یقیناصاحبانِ ایمان کامیاب ہوگئےجواپنی نمازوں میں گڑگڑانےوالے ہیں اورلغوباتوں سےاعراض کرنےوالے ہیں۔

کیسے ہوسکتا ہے کہ ابھی پیغمبر نےنبوت کا اعلان نہیں کیا، ابھی پیغمبر پر قرآن نازل نہیں ہوا، امیرالمومنین(ع)نےقرآن کی تلاوت کی؟ اس کا جواب سورہ رحمان میں آیا ہےخدا فرماتا ہے:

(الرَّحْمنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسانَ؛)

وہ خدا بڑا مہربان ہےاس نےقرآن کی تعلیم دی ہےانسان کو پیدا کیا ہےاور اسےبیان سکھایا ہے۔

یعنی ہم نےعالم نورانیت میں حضرت علی(ع)کو قرآن کی تعلیم دی پھر علی کو پیدا کیا پہلے قرآن جانتے تھے پھر پیدا ہوئے۔

انسان سےمراد حضرت علی (ع)ہیں کیونکہ سورہ دھر کا دوسرا نام جو کہ حضرت کی شان میں نازل ہوئی، انسان ہے۔ حقیقت میں بتانا یہ چاہتے ہیں کہ وہ انسان جو پروردگار جہاں کا مظھر کامل ہےوہ سورہ دھر میں ملے گا دوسرے افراد تو اس کےمشابہ ہیں جتنا رشد کرینگے اتنا ہی انسانیت کےنزدیک ہوں گے اس بنا پر خلق الانسان کی معنی خلق علیا علی کو خلق کیا ہے۔

تفسیر نور الثقلین، ج۵، ص۱۸۸

معلم کون ہے؟ معلم خود خدا ہے،

الرَّحْمنُ

درس کا موضوع کیا ہے؟ قرآن،

عَلَّمَ القُرآنَ

شاگرد کون ہے؟ علی،

خَلَقَ الْإِنْسان

یہاں ایک سوال اٹھتاہے کہ حضرت نےپیداہوتےوقت سورہ مومنون کی تلاوت کیوں کی؟اسلئےتاکہ رسول اللہ کہہ سکیں

اے علی! تمہاری وجہ سے مومنین کامیاب ہونگے۔جو بھی تم سے جدا ہوگا وہ کبھی بھی فلاح و کامیابی نہیں پائے گا۔

انبیا کا خلاصہ

زیارت جامعہ کے دوسرے حصہ میں پڑھتے ہیں :

وَسُلَالَةُ النَّبِيِّينَ وَ صَفْوَةُ الْمُرْسَلِين؛

سلالہ کی معنی ہے کسی پھل کا جوس، نچوڑ، اصل جوھر یعنی اگر تمام انبیا کا خلاصہ جو کہ علم و حقائق و معارف ہیں، ایک جگہ۔ جمع ہوں تو ان تمام کمالات کا نچوڑ آئمہ ہیں۔

صفوۃ المرسلین

یعنی اگر بہترین اورخالص مسلمانوں کو جدا کیاجائے،بہترین مرسل اورخدا کی طرف سے بھیجے ہوے بہترین پیغام لانے والے آپ ہیں۔ جب گل کا پانی نکالا جاتا ہے تو گلاب بن جاتا ہے اب اگر دوبارہ اس کو ابال کر دوبارہ اب لیا جائے تو اسے سلالہ کہتے ہیں یعنی گلاب۔

سلالۃ النبیین

بتا رہا ہے کہ انبیا گل ہیں اور آپ آئمہ گلاب ہیں۔

صفو ۃ المرسلین

بتا رہا ہے کہ ۳۱۳ رسول گلاب کے مانند ہیں آپ اس گلاب کی عطر اور خوشبو ہیں۔

تقرب کا برترین مقام

زیارت کے ایک اور حصہ میں عرض کرتے ہیں:

فَبَلَغَ اللَّهُ بِكُمْ أَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكَرَّمِينَ وَ أَعْلَى مَنَازِلِ الْمُقَرَّبِينَ وَ أَرْفَعَ دَرَجَاتِ الْمُرْسَلِين؛

پس خدا نے آپ کو صاحبان عظمت کے بلند مقام پر پہنچایا اور اپنے مقربین کی بلند منزلوں تک لے گیا اور اپنے پیغمبروں کے اونچے مراتب عطا فرمائے۔

یہاں فقط یہ نہیں کہا جا رہا کہ آپ مقام نبوت و رسالت رکھتے ہیں بلکہ کہا جا رہا ہے: آپ نبوت کا عالی درجہ رکھتے ہیں جو کہ وہی پیغمبر اکرم کا درجہ ہے یعنی آپ کا مقام پیغمبر کے مقام کے برابر ہے۔

اس جملے سے جو دوسری معنا سمجھ میں آتی ہے وہ بکم میں جو با ہے وہ سببیت کی معنی میں ہے یعنی خدا نے آپ کی وجہ سے مرسلین کو بلند وبالا درجہ عطا کیا اور مقربین کو مقرب بنایا جو بھی تقرب کے اعلی درجہ پر فائز ہوا ہے اور رسالت کے اعلی درجہ پر پہنچا ہے آپ کے صدقہ میں خداوند نے اسے وہ مقام عطا کیا ہے۔ ان جملات کو اگر ملائیں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ نبوتیں اور رسالتیں ایک منبع اور سرچشمہ سے نکلی ہیں جو کہ چھاردہ معصومین کا وجود اقدس ہے۔

آٹھویں مجلس

قرآن کی نظر میں اہلبیت کا باب اللہ ہونا

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا)

سورہ بقرہ، آیت۱۸۹

اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں۔

امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ

اور وہ دروازہ ہیں جس کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔

زیارت جامعہ کے اس حصے میں ائمہ معصومین کو باب اللہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ

یعنی ائمہ معصومین اللہ تعالی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالی اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: اللہ تعالی نے اہلبیت کی پہچان کیلئے تشبیہ کا سہارا کیوں لیا ہے؟ کبھی ائمہ معصومین کو نجات کی کشتی کہا گیا ہے، کبھی ائمہ معصومین کو ہدایت کا چراغ کہا گیا ہے، کبھی ائمہ معصومین کو پاک درخت کہا گیا ہے، کبھی ائمہ معصومین کو چاند اورستاروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان تمام تشبیہات کا مقصد تمام انسانوں کو اہلبیت کی عظمت سمجھانا تھا کیونکہ اس دور میں عرب فکری بلندی نہ رکھتا تھا اس لئے مجبورا عقلی چیزوں کو محسوسات کے ذریعے سمجھانا پڑتا تھا اسلئے ان کو اہلبیت کی عظمت سمجھانے کیلئے ان چیزوں سے تشبیہ دی جاتی تھی جس کو وہ آسانی سے سمجھ سکیں ۔

مثال کے طور پر رسول اکرم(ص) نے یہ سمجھانے کیلئے کہ : اہلبیت تمام فضائل اور کمالات کے مالک ہیں بہت ساری تشبیہات سے استفادہ کیا ہے۔ کبھی ائمہ معصومین کو چراغ سے تو کبھی کشتی سے تشبیہ دی ہے اس طرح سے رسول اکرم(ص) سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس طرح تمام انسان چراغ اور کشتی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اس طرح اہلبیت کا وجود تمام انسانوں کیلئے فائدہ مند ہے۔

اہلبیت کو باب اللہ سے تشبیہ دینے کا سبب

ہم اس مقدمے کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اہلبیت کو دروازے سے کیوں تشبیہ دی گئی؟ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ کے دو مقامات پر ائمہ معصومین کو دروازے سے تشبیہ دی ہے۔

اللہ تعالی سورہ بقرہ کے ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

(وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا)

سورہ بقرہ، آیت۱۸۹۔

اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ مکانات میں پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی ان کے لئے ہے جو پرہیز گار ہوں اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں۔

یہ بات عقل کے مطابق نہیں اور یہ اچھی بات نہیں کہ کوئی انسان مکان کے پچھواڑے سے گھر میں داخل ہو۔ انسان اسوقت تک مکان کے پچھواڑے سے گھر میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس گھر کو نہ توڑے یا خراب نہ کرے پھر وہاں سے گھر میں داخل ہو۔

کیا اللہ تعالی اس آیت میں ایک ایسے مسئلے کو بیان کرنا چاہتا ہے جس کو سب جانتے ہیں؟ کیا اللہ تعالی اس آیت میں صرف یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ اپنے اور اپنے دوستوں کے گھروں میں پچھواڑے سے داخل نہ ہوا کرو؟ نہیں! یہ مراد نہیں۔ اس گھر سے مراد توحید کا گھر ہے، رسالت کا گھر ہے، قرآن کا گھر ہے، گھر ہے۔ اگر ہم کسی مادی گھر میں پچھواڑے کی طرف سے داخل نہیں ہوسکتے تو اگر ہم اس معنوی گھر میں داخل

ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں دروازے سے داخل ہونا چاہیے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس معنوی گھر کا دروازہ کہاں ہے؟ توحید، رسالت، ایمان، اخلاق کا دوازہ کہاں ہے؟ روایتوں میں آیا ہے کہ اس معنوی گھر توحید، رسالت، ایمان، اخلاق کا دروازہ اہلبیت ہیں۔

اصبغ ابن نباتہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع فَجَاءَ ابْنُ الْكَوَّاءِ

میں امیرالمومنین (ع) کی خدمت میں تھا اتنے میں ابن کوا، داخل ہوا جو منافقین کا سردار تھا اور امام علی کے سخت دشمنوں میں شمار ہوتا تھا ۔ ابن کوا نے امیرالمومنین (ع) سے سوال کیا :

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا

اس آیت کی تفسیر کیاہے؟امیرالمومنین(ع)نے جواب میں فرمایا:

نَحْنُ الْبُيُوتُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُؤْتَى مِنْ أَبْوَابِهَا وَ نَحْنُ بَابُ اللَّهِ وَ بُيُوتُهُ الَّتِي يُؤْتَى مِنْهُ فَمَنْ بَايَعَنَا وَ أَقَرَّ بِوَلَآيتنا فَقَدْ أَتَى الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَ مَنْ خَالَفَنَا وَ فَضَّلَ علينا غَيْرَنَا فَقَدْ أَتَى الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

بحارالانوار، ج23، ص 329

ہم وہ باب اللہ ہیں جسکے بارے میں اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے کہ میرے گھر میں اہلبیت کے دروازے سے داخل ہوں اب جو بھی ہماری پیروی کرے گا اور ہماری ولایت کا اقرار کرے گا وہ اس طرح ہے جیسے وہ گھر میں دروازے سے داخل ہوا۔ لیکن جو ہماری مخالفت کرے گا اور ہمارے حکم سے منہ موڑے گا اور دوسروں کو ہم پر مقدم کرے گا وہ اس طرح ہے جیسے وہ گھر میں دروازے سے داخل نہیں ہوا بلکہ وہ پچھواڑے سے داخل ہوا ہے۔

کون ہے جو گھر میں پچھواڑے سے داخل ہوتا ہے؟ وہ جو چوری کی نیت سے داخل ہوتا ہے۔ اب جو بھی معنوی گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے، توحید، رسالت، ایمان، اخلاق کے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اہلبیت کے دروازے سے داخل نہ ہو تو وہ چور شمار ہو گا ۔

روایتوں میں آیا ہے کہ اس طرح کے افراد چور کی طرح ہیں، امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

سَرَقُوا أَكْرَمَ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بحارالانوار، ج89، ص 236۔

قرآن کی سب سےافضل آیت

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

جس کو چوری کیا گیا ہےاور کہتے ہیں

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

قرآن کی سورتوں کا جزء نہیں ۔

کون ہیں جو اس طرح کہتے ہیں ؟ وہی جو دروازے سےداخل نہیں ہوئے اور دوسروں کو امیرالمومنین (ع) کی ولایت پر مقدم کرتے ہیں ۔

گناہوں کی معافی کا دروازہ

سورہ بقرہ کی ایک اور آیت میں اللہ تعالی بنی اسرائیل سےفرماتا ہے:

(وَ إِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْها حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَداً وَ ادْخُلُوا الْبابَ سُجَّداً وَ قُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطاياكُمْ وَ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ)

سورہ بقرہ، آیت 58۔

اوروہ وقت بھی یاد کروجب ہم نےکہا کہ اس قریہ میں داخل ہوجاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سےکھاؤ اور دروازہ سےسجدہ کرتے ہوئے اور حط کہتے ہوئے داخل ہو کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے اور ہم نیک عمل والوں کی جزا میں اضافہ بھی کردیتے ہیں

جب بنی اسرائیل نےبیت المقدس کو فتح کرنا چاہا، بلعم باعور نےبنی اسرائیل پر لعنت کرنا چاہی تو اس کی زبان گنگ ہو گئی اس نےحکم دیا کہ کچھ عورتیں سینگار کر کہ بنی اسرائیل کےلشکر میں داخل ہو جائیں تاکہ ان کو گمراہ کر سکیں اور جنگ سےباز رکھیں۔ اس وجہ سےان میں طاعون کا مرض پھیل گیا اور بنی اسرائیل چالیس سال تک بیابان میں گم پھرتے رہے۔ پھر اللہ تعالی نےبنی اسرائیل

سے فرمایا : اب بیت المقدس کے شہر میں داخل ہو جاؤ اس حال میں کہ سر سجدے میں ہو اور زبان پر گناہوں کی معافی کی دعا ہو ۔ جب بنی اسرائیل شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ شہر کا دروازہ بہت بڑا ہے تو انہوں نے سجدہ نہ کیا اور اللہ تعالی کے حکم سے منہ موڑا ۔

روایتوں میں آیا ہے کہ : اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو سجدے کا حکم اس لئے دیا کہ شہر کے دروازے پہ امام علی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔

تفسیر صافی، ج۱، ص۱۳۶۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: جب شہر میں داخل ہوں تو امام علی کی تصویر کے سامنے سجدہ کریں ۔ اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ (رکعا) رکوع کی حالت میں بلکہ فرمایا

(وَ ادخُلُوا الباب سُجَّداً)

کہ سجدے کی حالت میں شہر کے دروازے میں داخل ہو جاؤ۔

ہم یہاں ایک نکتہ بیان کرتے ہیں : امام معصوم کے سامنے سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ شہید اول فرماتے ہیں : امام رضا اور ائمہ معصومین کی زیارت کے آداب میں سے ایک یہ ہے جب ضریح میں، حرم میں داخل ہونا چاہیں تو زائر کو چاہیے پہلے بوسہ لے اور پیشانی کو زمین پہ رکھ کر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے۔

دروس، ج۲، ص۲۵

حقیقت میں جب ہم امام کی زیارت کرتے ہیں تو اللہ تعالی کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا جب حضرت آدم پر نظر پڑے تو سجدہ کریں اور اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔ جب حضرت آدم کو فرشتے سجدہ کر سکتے ہیں تو امام معصوم کو جو کہ پوری کائنات کے ساتھ ساتھ حضرت آدم کی بھی تخلیق کا سبب ہیں ان کو سجدہ کیوں نہ کیا جائے!

کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ یہ کام ٹھیک نہیں ؟ لیکن کئی بار میں نے خود دیکھا ہے کہ مرحوم اراکی جب زیارت کیلئے ضریح میں داخل ہوتے تو اپنی پیشانی کو فرش پہ رکھتے اور چومتے ۔ حضرت آیت اللہ بہجت جب خلوت میں ہوتے تو خود کو زمین پہ گراتے اور چوکھٹ کو چومتے رہتے۔

آیت آگے بڑھتی ہے اور فرماتی ہے

وَ قُولُوا حِطَّةٌ:

جب سجدہ کرو تو کہنا : معافی معافی یعنی اللہ تعالی ہمارے گناہ معاف فرما۔ اس آیت کی تفسیر میں امام باقر فرماتے ہیں کہ :
نَحْنُ بَابُ حِطَّتِكُمْ

تفسیر برھان، ج۱، ص۱۰۴: نورالثقلین، ج۱، ص۸۳

ہم گناہوں کی بخشش کا دروازہ ہیں ۔ ایک اور روایت میں امام علی فرماتے ہیں کہ:
(نَحْنُ) أَنَا بَابُ حِطَّة

بحارالانوار، ج ۶۵، ص۶۱۔

وہ دروازہ جس کے سامنےبنی اسرائیل گناہوں کی بخشش طلب کررہےتھے وہ دروازہ ہم ائمہ معصومین ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے جب تک بنی اسرائیل سےامیرالمومنین (ع) اور ائمہ معصومین (ع)راضی نہ ہوں گے اللہ تعالی ان کےگناہ معاف نہیں کرے گا ۔

بنی اسرائیل حطہ کی جگہ پہ حنطہ

بحارالانوار، ج۱۳، ص۱۷۹۔

یعنی گندم پکار رہےتھے۔ اگر انسان کی فکر مادی ہوگی تو وہ قرآن کی تفسیر بھی مادی کرے گا ۔

زیارت جامعہ کےایک حصے میں ارشاد ہوتا ہےکہ :
يَا وَلِيَّ اللَّهِ إِنَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ذُنُوبا لا يَأْتِي عليها إِلا رِضَاكُمْ

اے خدا کےولی میرے اور خدائے عزوجل کےدرمیان وہ گناہ ہیں جو سوائے آپ کی رضامندی کےمحو نہیں ہو سکتے۔

اگر ہم لاکھوں مرتبہ استغفار کریں پوری رات صبح تک گریہ کریں کو ئی فائدہ نہیں ۔ پس کس طرح ہم اپنےگناہوں کی بخشش کروائیں ؟

روایتوں میں آیا ہےکہ پیر یا جمعرات کو ہمارے نامہ اعمال امام معصوم کےسامنےپیش ہوتے ہیں وہ ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں جب ہم نیک عمل کرتے ہیں تو امام ہمارے لئے توفیق کےاضافے کی دعا کرتے ہیں اور جب ہم برے اعمال کرتے ہیں تو امام ہمارے لئے استغفار کرتے ہیں ان کا استغفار ہمارےلئے فائدہ مند ہے۔

تفسیر نورالثقلین، ج۲، ص۲۶۴۔

رسول اکرم(ص) کے زمانے میں بھی اسی طرح تھا ۔ استغفار کے آداب میں ہے کہ لوگ رسول اکرم(ص) کی خدمت حاضر ہوں تاکہ رسول اکرم(ص) ان کیلئے استغفار کریں اور اللہ تعالی ان کے گناہوں کو معاف کرے۔

مدینہ المعاجز، ج۸، ص۲۷۱۔

حقیقت میں ولایت کا اعتقاد گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔جب ہم ولایت پر ایمان رکھتے ہیں تو ہماری استغفار میں اثر پیدا ہوتا ہے، ہماری نماز میں اثر پیدا ہوتاہے، ہماری توبہ میں اثر پیدا ہوتاہے، ہمارے رونے میں اثر پیدا ہوتاہے، ہماری زیارت میں اثر پیدا ہوتا ہے اور اگر ہمیں ولایت پر یقین نہ ہو تو ان تمام اعمال کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حقیقت میں اثر، ولایت کا ہے۔

نویں مجلس

روایات میں ائمہ معصومین کا باب اللہ ہونا

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ)

سورہ یس، آیت ۱۲۔

اور ہم نے ہر شے کو ایک روشن امام میں جمع کردیا ہے۔

رسول اکرم(ص) نے ارشاد فرمایا :

ان علیا باب الہ الاکبر

بحار، ج۴۰، ص۵۵۔

بتحقیق حضرت علی (ع) اللہ تعالی کا بڑا دروازہ ہے۔

گذشتہ بحث میں ہم نے ان آیات کو ذکر کیا جن سے ائمہ معصومین کا باب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس مورد میں ہم ان روایات کو ذکر کرتے ہیں جن سے ائمہ معصومین کا باب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے وہ روایات بہت زیادہ ہیں حد تواتر سے بھی زیادہ ۔ ہم یہاں اس موضوع میں چند روایتوں کا ذکر کرتے ہیں ۔

رسول اکرم(ص) ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

ان علیا باب الہ الاکبر

امیرالمومنین (ع) اللہ تعالی کی طرف اور توحید کی طرف رہنمائی کرنےوالا بزرگترین دروازہ ہے۔اسی طرح رسول اکرم(ص) ایک اور روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

أَنَّ علیاً بَابُ الْهُدَی بعْدِي؛

امالی الصدوق، ص۲۰۔

امیرالمومنین (ع) میرے بعد باب ہدایت ہیں۔ تمام انبیاء اللہ تعالی تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں لیکن وہ انبیاء بھی اللہ تعالی تک پہنچنے کیلئے ایک دروازے اور ذریعے کے محتاج ہیں جو کہ بزرگترین باب اللہ ہیں اور بزرگترین باب اللہ امیرالمومنین (ع) اور ائمہ معصومین ہیں ۔

سلیم بن قیس ہلالی کوفی حضرت سلمان سے نقل کرتے ہیں کہ :

فَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرا ؛

کتاب سلیم بن قیس، ص۱۶۸؛ بحار، ج۴۰، ص۹۷۔

امیر المومنین باب اللہ ہیں جو ان کےراستے اور اس دروازے سےاسلام میں داخل ہوا وہ مومن ہےاور جو اس دروازے سےخارج ہوا وہ کافر ہے۔

ایمان اور کفر

ہم یہاں ایک علمی نکتے کو بیان کرتے ہیں : ہر کلمہ اور صفت کا ایک ضد اور مقابل ہوتا ہےجیسےنور کا ظلمت، رات کا دن، یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہےکہ ایمان کا ضد اور مقابل کیا ہے؟ کیا ایمان کا ضد مسلمان ہے؟ نہیں ۔ اگر ہم ان آیتوں کو ملاحظہ کریں جواللہ تعالی نےایمان کے متعلق نازل فرمائی ہیں تو پتا چلتا ہےکہ اللہ تعالی نےایمان کےمقابل اور ضد کےطور پر کلمہ فاسق کو استعمال کیا ہے۔

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَّا يَسْتَوُونَ۔)

کیا وہ شخص جو صاحبِ ایمان ہےاس کے مثل ہوجائے گا جو فاسق ہےہرگز نہیں دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔

احادیث اور روایات میں مومن سےمراد وہ انسان ہےجو ائمہ معصومین کی امامت کو قبول کرے۔ حقیقت میں ایمان کا رکن، امامت اور ولایت ائمہ معصومین (ع)ہے۔ جو ولایت نہیں رکھتا وہ مومن نہیں اور جو مومن نہیں وہ مومن کا ضد اور مقابل ہےیعنی وہ کفر کی صف میں کھڑاہےاور ضروری ہےکہ اسے کافر گنا جائے۔

ہم زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں کہ :

مَنْ أَتَاكُمْ نَجَا وَ مَنْ لَمْ يَأْتِكُمْ هَلَكَ

جو آپ کے پاس آگیا اس نے نجات پالی اور جو نہ آیا ہلاک ہو گیا۔

حضرت سلمان فرماتے ہیں: جو بھی امامت کے ماننے کے بعد امامت کا منکر ہواوہ کافر ہے۔لیکن امام علی نقی زیارت جامعہ میں اس بھی آگے بڑھ کر فرماتے ہیں: جو بھی امامت اورولایت کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔اوریہ سچا مطلب رسول اکرم(ص) کی حدیث سے لیا گیا ہے جس میں رسول اکرم(ص)فرماتے ہیں:جو بھی اس حال میں مرا کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہیں رکھتا وہ جاہلیت کی موت مرا ۔ جیسا کہ پہلے اشارہ ہوا کہ زمان جاہلیت کفر والا زمانہ تھا۔

اللہ تعالی کی معرفت کا دروازہ

ایک اورروایت میں امام صادق(ع)فرماتے ہیں:

الاوصیاءُ هم ابواب الله عزوجل التي يوتی منهاولولاهم ماعرف الله بهم احتج الله علی خلقه؛

کافی، ج۱، ص۱۹۳۔

اوصیا ہی باب اللہ ہیں جس سے داخل ہوا جاتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت حاصل نہ کہ جا سکتی ان کے ذریعہ سے ہی خداوند متعال نے لوگوں پر اتمام حجت کی ہے۔

یعنی رسول اکرم(ص) کے جانشین ناقابل شکست باب اللہ ہیں جن سے اللہ تعالی ہر ایک کو عطا کرتا ہے ہمیں چاہیے ان کے در سے توحید کو حاصل کریں اگر یہ نہ ہوتے تو اللہ تعالی کی معرفت ممکن نہ تھی اور ان کے سبب اللہ تعالی نے تمام مخلوق پر حجت کو تمام کیا ہے۔اس روایت میں امام صادق(ع) نے ائمہ معصومین کو باب اللہ پکارا ہے یعنی جو بھی چاہتا ہے کہ اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرے اسے چاہیے اہلبیت کے راستے سے خدا تک پہنچے ورنہ اہلبیت کے راستے کو چھوڑ کر اللہ تعالی تک پہنچنا محال ہے؛ کیونکہ اہلبیت کے علاوہ کوئی اللہ تعالی کی معرفت نہیں رکھتا ۔

سیدالشہداء امام حسین اس آیت

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ)

کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں :

إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ذِكْرُهُ مَا خَلَقَ الْعِبَادَ إِلَّا لِيَعْرِفُوهُ فَإِذَا عَرَفُوهُ عَبَدُوهُ فَإِذَا عَبَدُوهُ اسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهِ عَنْ عِبَادَةِ مَا سِوَاهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي فَمَا مَعْرِفَةُ اللَّهِ قَالَ مَعْرِفَةُ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ إِمَامَهُمُ الَّذِي يَجِبُ عليهمْ طَاعَتُهُ؛

تفسیر صافی، ج۵، ص۷۵۔

پوری کائنات کی خلقت کا مقصد اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنا ہے اور جب اللہ تعالی کی معرفت ہوگی تو اللہ تعالی کی عبادت کی جائے گی اور جب اللہ تعالی کی عبادت ہوگی تو غیر کی عبادت سے انسان کی جان چھوٹ جائے گی۔

ہم دعائے کمیل میں پڑھتے ہیں کہ: اللہ تعالی کی بندگی انسان کو غیر سے بے نیاز بنادیتی ہے۔ ہم جو کہ دنیا کی ہوا، ہوس، زرق اور برق میں مبتلا ہیں کیسے دنیا سے بے نیاز ہو سکتے ہیں؟ ہم جب اللہ تعالی کے بندے بن جائیں گے سب قیدوں سے آزاد ہو جائیں گے اور تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اسکے بعد راوی نے سوال کیا: اللہ تعالی کی معرفت سے کیا مراد ہے؟ ہم کیسے اللہ تعالی کی معرفت حاصل کریں؟ امام نے فرمایا: اللہ تعالی کی معرفت سے مراد انسان کا اپنے وقت کے امام کو پہچاننا ہے جسکی اطاعت اللہ تعالی نے واجب قرار دی ہے۔

اس بنا پر اگر ہم نے امام زمانہ کو پہچانا تو ہم اللہ تعالی کی معرفت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر نہج البلاغہ نہ ہوتا، صحیفہ سجادیہ نہ ہوتا، اہلبیت کے کلمات نہ ہوتے تو ہم اللہ تعالی کو کیسے پہچانتے؟ جس طرح اہلسنت حضرات اللہ کو نہیں پہچان سکے اور ان میں سے اکثر اللہ تعالی کی جسمانیت کے قائل ہو گئے ہیں۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں:
ذِرْوَةُ الْأَمْرِ وَ سَنَامُهُ وَ مِفْتَاحُهُ وَ بَابُ الْأَنْبِيَاءِ وَ رِضَى الرَّحْمَنِ الطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ بَعْدَ مَعْرِفَتِه؛

بحار، ج۲۳، ص ۲۹۴۔

جو بھی اسلام کے بلند قلعے میں داخل ہونا چاہتا ہے، اور جو بھی اسلام کے بلند قلعے کی چابی چاہتا ہے، اور جو بھی اللہ تعالی کی رضایت چاہتا ہے، جو بھی تمام چیزوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے (جیسے سیاست، اقتصاد، اخلاق، اعتقاد، عرفان، عبادت) اس کو دو کام کرنے چاہییں۔

پہلا: امام کی معرفت۔ دوسرا: امام کی اطاعت۔

فکر کی اصلاح (حکمت نظری) امام کی معرفت میں ہے اور عمل کی اصلاح (حکمت عملی) امام کی پیروی میں ہے۔ ہم اس کام کے ذریعے تمام چیزوں کو حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلے امام کو پہچان کر قبول کریں پھر امام کی اطاعت کرنے کی کوشش کریں۔

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ)

سورہ اعراف، آیت۱۸۰۔

(اور اللہ ہی کے لئے بہترین نام ہیں)اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

امام رضا:

نحن واللَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ؛

کافی، ج۱، ص۱۴۴۔

اللہ تعالی کی قسم ! اللہ تعالی کےاسماء حسنی ہم اہلبیت ہیں ۔

اسم آئینے کو کہتے ہیں جس کے سامنےکسی چیز کو دیکھا جائے اور پہچانا جائے۔

اس بناءپرہم کہتےہیں اللہ تعالی کےاسماء حسنی اہلبیت ہیں۔اسکاکیامطلب ہوا؟جب ہم اپنا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں تو آئینےکی طرف جاتے ہیں اوراپناچہرہ دیکھتے ہیں۔اگرہم اللہ تعالی کی قدرت،عظمت، رحمت، کودیکھناچاہتےہیں توبھی ایک آئینےکی ضرورت ہے۔اورائمہ معصومین وہ آئینہ ہیں۔اگرتم اللہ تعالی کی قدرت،عظمت، رحمت، کودیکھنا چاہتےہو توجاؤاہلبیت کی قدرت،عظمت اوررحمت،کو دیکھو۔جب اہلبیت کی قدرت، عظمت اوررحمت، دیکھ سکوتواللہ تعالی کی قدرت،عظمت اوررحمت کوبھی دیکھ سکوگے۔

ایک روایت میں امام زین العابدین فرماتےہیں :

نَحْنُ أَبْوَابُ اللَّهِ وَ نَحْنُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ؛

معانی الاخبار، ص۱۴۔

ہم ہی باب اللہ ہیں ہم ہی سیدھا راستہ ہیں۔

(قُلْ أَرَآيتمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ)

سورہ ملک، آیت 30.

کہہ دیجئے کہ تمہاراکیاخیال ہےاگرتمہاراسارایانی زمین کےاندرجذب ہوجائےتوتمہارے لئےچشمہ کاپانی بہاکرکون لائے گا)اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

مَاؤُكُمْ أَبْوَابُكُمْ أَيِ الْأَئِمَّةُ وَ الْأَئِمَّةُ أَبْوَابُ اللَّهِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِه؛

بحار، ج۲۴، ص۱۰۰۔

یعنی ائمہ معصومین اللہ تعالی اور اس کی مخلوق کےدرمیان دروازہ ہیں ۔

یعنی توحید پر ایمان، معاد پر ایمان، رسالت پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، غیب پر ایمان کا ایک دراوزہ ہےجو کہ ہم اہلبیت ہیں ۔ جو ہم اہلبیت پر ایمان نہیں رکھتا اس کےپاس توحید، معاد، رسالت، ملائکہ، غیب پر ایمان نہیں ہے۔

اسی طرح شہر احکام، شہراخلاق، شہر یقین اورشہرعلم کا ایک دروازہ ہےجو کہ اہلبیت کی ذات ہے۔

قرآن کادروازہ اہلبیت ہیں۔جوقرآن پڑھناچاہتاہے، قرآن سمجھنا چاہتاہے، قرآن کےباطن کی آگاہی حاصل کرناچاہتاہے،تفسیر قرآن کو جانناچاہتاہے، قرآن کی لطافتوں اورنزاکتوں کاعلم حاصل کرناچاہتاہےتواسےدراہلبیت سےفیض حاصل کرناپڑے گا۔

دسویں مجلس

ائمہ معصومین، تمام کمالات کے لحاظ سے باب اللہ ہیں(۱)

اللہ تعالی نے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا)

سورہ اعراف، آیت ۱۸۔

اور اللہ ہی کے لئے بہترین نام ہیں لہذا اسے ان ہی کے ذریعہ پکارو ۔

زیارت جامعہ میں ہے:

وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاس

ہماری گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ اہلبیت تمام کمالات میں باب اللہ ہیں۔

اب یہاں ہم اہلبیت کے باب اللہ ہونے کے مصداق بیان کررہے ہیں۔

کبھی کوئی شخص کسی کا باب اوردربان ہوتاہے اس معنی میں کہ اس کامشاوراقتصادی ہوتاہے لیکن وہ سیاسی مشاور نہیں ہوتا اور کبھی اسکامشاورسیاسی ہوتاہے لیکن وہ اقتصادی مشاور نہیں ہوتا۔اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ کیاائمہ معصومین کسی خاص جہت سے باب اللہ ہیں یاچند جہتوں سے باب اللہ ہیں؟جیسے توحید کی جہت سے باب اللہ ہوں لیکن اللہ تعالی کی رحمت کے لحاظ سے باب اللہ نہ ہوں؟

جب ہم روایات پہ نظرڈالتے ہیں تومعلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت تمام کمالات، تمام تکوینی اور تشریعی خوبیوں میں باب اللہ ہیں یعنی کوئی انسان کسی کمال تک نہیں پہنچ سکتا سوائے امامت کے راستے پر چل کر اور ائمہ معصومین کی پیروی کر کے۔ ہم یہاں نمونے کے طورامام صادق(ع)کی ایک روایت ذکرکرتے ہیں امام فرماتے ہیں:

نَحْنُ أَصْلُ كُلِّ خَيْرٍ وَ مِنْ فُرُوعِنَا كُلُّ بِرٍّ وَ مِنَ الْبِرِّ التَّوْحِيدُ وَ الصَّلَاةُ وَ الصِّيَامُ وَ كَظْمُ الْغَيْظِ وَ الْعَفْوُ عَنِ الْمُسِيءِ؛

بحار، ج۲۴، ص۳۰۳۔

ہم تمام نیکیوں اور خوبیوں کی اصل ہیں اور تمام نیکیاں اورخوبیاں ہماری شاخیں ہیں۔توحید، نماز، روزہ،کسی کی خطا سے درگزر کرنا،اپنے غصے کو پینابھی ان نیکیوں میں سے ہیں۔ یعنی ہم تمام نیکیوں اور خوبیوں کی اصل ہیں اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اصول دین، فروع دین، مسائل اخلاقی، مسائل عبادی اورتمام کمالات جو اس عالم میں پائے جاتے ہیں سب کا منبع اوراصل، ائمہ معصومین ہیں۔ کوئی

بھی انسان کوئی بھی خوبی رکھتا ہو چاہے جانےیا نہ جانے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے یہ خوبی ائمہ معصومین سے لی ہے۔ اسلئے امام نےارشاد فرمایا : تمام نیکیاں اور خوبیاں ہماری شاخیں ہیں، ان نیکیوں اور شاخوں میں سےایک توحید ہےیعنی اگر کوئی اللہ تعالی کی توحید کا قائل ہےچاہےنبی ہویا فرشتہ ہو یا انسان ہو اس نےتوحید ہم سےلی ہے۔

ایک خوبصورت روایت میں رسول اکرم، ابن مسعودسےفرماتے ہیں: ہم نےسبحان اللہ کہا تو فرشتوں نےبھی سبحان اللہ کہا، ہم نےلااله الا اللہ کہاتوفرشتوں نےبھی لااله الا اللہ کہا، ہم نےاللہ اکبرکہا تو فرشتوں نےبھی اللہ اکبر کہا۔

علل الشرایع، ج۱، ص۵۔

حضرت آدم بھی تسبیح اور تھلیل اور تکبیر کہنا نہیں جانتے تھے اسلئے اللہ تعالی نےقرآن میں ارشاد فرمایا :

(وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا)

سورہ بقرہ، آیت۳۱۔

اور خدا نےآدم علیہ السّلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔

یعنی حضرت آدم کےاستاد اورمعلم امیرالمومنین (ع) اور ائمہ معصومین (ع)ہیں۔

علامہ مجلسی اس موضوع کےذیل میں ارشاد فرماتے ہیں :

فقد ثبت من الاخبار المستفيضة ان العلوم والمعارف و الرحمات يفيض الي سائر الخلق بواسطهم حتی الانبياءِ والملائكة؛

مراہ العقول ، ج۱، ص۳۰۔

متعددروایات سےثابت ہے کہ تمام علوم اورمعارف ائمہ معصومین کےوسیلےسےتمام مخلوق تک پہنچتے ہیں یہاں تک کہ تمام انبیاء اورفرشتوں نےبھی تمام علوم اورمعارف کو ائمہ معصومین(ع) سےلیاہے۔ علامہ مجلسی ان روایات سےیہ خوبصورت نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ائمہ معصومین (ع) تمام مادی اور معنوی فیوضات کا سرچشمہ ہیں۔

اس مطلب کو علامہ مجلسی نےبیان کیا ہےاس کی شخصیت کےبارے میں آیت اللہ مرعشی نجفی اپنےفقہ کےدرس خارج میں بیان کرتے ہیں : میرے والد نےرسول اکرم(ص) کو خواب میں دیکھا وہ نور کےمنبر پہ جلوہ افروز تھے اور ان کےگرد علماء ربانی اور ولایت کےرستے پر چلنےوالے تشریف فرما تھے جو شخص رسول اکرم(ص) کےسب سےنزدیک تھے وہ علامہ مجلسی تھے اس حالت میں رسول

اکرم(ص) نے سب کے سامنےبحارالانوار کی کتاب پیش کی اور اس کتاب کو علماء کے سپرد کیا یعنی جاؤ اس کتاب کو پڑھو بعـض بـزرگان اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم نےپوری بحارالانوار کا ایک بار مطالعہ کیا ہے۔

معصومین سے فیض پانا

مرحوم مرزا اسماعیل دولابی فرماتے تھے : میں طالبعلم تھا مجھے علم اور دانش سے بہت پیـار تھـا مـیں نےاس مبـارک سـر زمـین سےاپنےسینےکو اتنا رگڑا کہ میرا سینہ زخمی ہو گیا میں پھر بھی کہہ رہا تھا مجھے علم اور دانش چاہیےمیرے سینےکو علم اور دانش سےبھر دو ! ایک دن میں امام حسین کےحرم گیا اور ہاتھوں کو پھیلا کر اس جملے کا تکرار کرنےلگا : جو ایک نظر کرم سے مٹی کو کیمیـا بنـاتے ہـیں کیا ممکن ہے مجھ پر تھوڑی نظر کرم کریں ! اچانک میں نےدیکھا کہ میرا سینا کھلا، حکمت اور معارف سےپر ہوگیا اس بنـا پـر علـوم کـو سیکھنا صرف مدرسہ پڑھنےپر موقوف نہیں اک اور راستہ بھی ہےوہ ہےاہلبیت سےتوسل۔ یہ اہلبیت کی صـفت ہےاور اہلبیـت سے ہی مخصوص ہے؛ کیونکہ ابتدائے خلقت سےلے کر انتہا تک اللہ تعالی اور تمام مخلوق کےدرمیان واسطہ فیض مطلق اہلبیـت ہـیں۔ ہـم امـام حسین کی زیارت مطلقہ میں پڑھتے ہیں :

إِرَادَةُ الرَّبِّ فِي مَقَادِير أُمُورِهِ تَهْبِطُ إِلَيْكُمْ وَ تَصْدُرُ مِنْ بُيُوتِكُم؛

مفاتیح، زیارت مطلقہ امام حسین علیہ السلام کا ایک حصہ

تمام امورکے متعلق ارادہ الہی اور مقادیر الہی پہلے آپکےگھرآتےہیں اورپھرآپ کے گھرسےصادرہوتے ہیں۔یعنی تمام مقدرات پہلے اہلبیـت کےقلب پر نازل ہوتے ہیں پھرتمام افرادکی ظرفیت اورتوسل کےلحاظ سےاہلبیت سےان کی طرف منتقل ہوتےہیں۔

کمیل ابن زیاد امام علی کےرازدار ساتھیوں میں سےتھے وہ حضرت علی (ع)کی خدمت میں آئے اور عرض کیا : ما الحقیقۃ؛مولا بتـائیے حقیقت کیا ہے؟ امام نےفرمایا :

ھما لک و الحقیقه؛

تم حقیقت کا کیا کرو گے؟ کمیل نےجواب دیا :

او لست صاحب سرک؛

مولا کیا میں آپکے رازدار ساتھیوں میں سے نہیں ہوں؟ مجھے یہ رازبتائیے۔ امام نے فرمایا: ہاں تم میرے رازدار ساتھیوں میں سے ہو لیکن سارے راز نہیں جانتے حقیقت یہ ہے کہ جب ہم پانی پیتے ہیں تو ہمارے ہونٹوں پہ جو پانی کے قطرے سے بہت کم نمی آتی ہے اتنا راز تمہیں بتا رہا ہوں۔

نور البراهين، ج۱، ص۲۲۱۔

کلام کے امیر

اسی طرح امیرالمومنین (ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں :

و انا لامراء الکلام؛

ہم امیر کلام ہیں۔ اس جملے کی دو معنی ہو سکتی ہیں۔

پہلی معنی : کسی بھی موضوع پر اورکسی بھی باب میں کوئی ائمہ معصومین سے بہتر کلام نہیں بول سکتا۔ امام فرماتے ہیں :

وَ إِنَّا لَأُمَرَاءُ الْکَلَام؛

نہج البلاغہ ، خطبہ ۲۳۳۔

ہم امیر کلام ہیں، کلام کی اصل ہمارے گھر سے ہے اور کلام کی شاخیں اور پتے بھی ہمارے گھر سے جڑے ہوئے ہیں۔

ہم زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں :

کلامکم نور؛

آپ کا کلام نور ہے۔ نور کی طرح حق کے راستے کو باطل سے جدا کرتا ہے۔ ان جملوں میں کچھ پیغام ہے وہ پیغام یہ ہے کہ ہم کسی بھی موضوع پر اور کسی بھی باب میں کوئی کلام کرنا چاہیں تو ہمیں ائمہ معصومین کا سہارا لینا پڑے گا نہ یہ کہ ہم مغرب کی طرف جائیں اور ان کے کتابوں کی جستجو کریں!

دوسری معنی : ہم کلام کے امیر ہیں اور علم کلام توحید، نبوت، معاد وغیرہ سے گفتگو کرتا ہے یعنی ہم علم توحید، علم معاد کے امام ہیں۔

نماز کی روح

اس روایت میں آگے چل کہ امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں :

وَ مِنَ الْبِرِّ التَّوْحِيدُ وَ الصَّلَاةُ ؛

بحار، ج۲۴، ص۳۰۳

توحید اور نماز نیکیوں میں سے ہیں یعنی نماز بھی ہماری فرع ہے۔دسیوں دیگر روایتوں میں ائمہ معصومین نے خود کو نماز کی اصل اور نماز کو اپنی فرع بتایا ہے۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز افضل ہے یا امام؟ کہا جاتا ہے کہ امام حسین نماز پر فدا ہو گئے۔حالانکہ یہ بات غلط ہے؛کیونکہ نماز امام حسین پر فدا ہوئی ہے۔ اگر آپ فقہاء سے سوال کریں نماز اور امام کی جان بچانے میں سے کونسا کام اہم ہے؟تمام فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہو گا امام کی جان بچانا ضروری ہے اس حالت میں نماز کو چھوڑ دینا چاہیے۔

ایک روایت میں امام فرماتے ہیں:رسول اکرم(ص) کا سر مبارک امیرالمومنین(ع) کی گود میں تھا کہ سورج غروب ہو گیا۔جب رسول اکرم(ص) بیدار ہوئے تو فرمایا:اے علی!تو نے نماز عصر پڑھی ہے؟ امام نے فرمایا: نہیں رسول اکرم نے پوچھا:کیوں؟امام نے فرمایا:کیونکہ آپ کا سر میری گود میں تھا آپ کا سونا میری نماز عصر سے بہتر تھا ۔

کافی، ج۴، ص۵۶۲

حقیقت نماز اور نماز کے وجوب کا فلسفہ، رسول اکرم(ص) ہیں۔اللہ تعالی نے امامت اور نبوت تک پہنچنے کیلئے نماز کو واجب کیا ہے۔رسول اکرم(ص) نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی سورج کو واپس پلٹائے سورج واپس پلٹا اور امیرالمومنین(ع) نے نماز عصر ادا کی۔

امام صادق(ع) نے فرمایا :
وَ هَلِ الدِّينُ إِلَّا الْحُبُ؛

خصال، ص۲۱۔

کیا دین ائمہ معصومین سے محبت اور دوستی کے علاوہ کوئی اور چیز ہے؟ائمہ معصومین دین سے افضل ہیں دین کو ان پر فدا ہونا چاہیے۔امام صادق(ع) کی روایت سے یہ نتیجہ نکلا کہ توحید،نماز، روزہ، غصے کو پینا، ہمسایوں سے اچھا سلوک،کسی کی خطا کو معاف کرنا، اخلاق، عبادات ان سب کی اصل اہلبیت ہیں اور یہ اہلبیت تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔

زیارت جامعہ کے ایک اور حصے میں آیا ہے
إِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ أَوَّلَهُ وَ أَصْلَهُ وَ فَرْعَهُ وَ مَعْدِنَهُ وَ مَأْوَاهُ وَ مُنْتَهَاه؛
اگر خیر کا تذکرہ کیا جائے تو آپ اس کی ابتدا اصل اور فرع ہیں۔

تمام نیکیوں کا آغاز

اگر نیکی کی بات آئے توآپ سب سے مقدم ہیں۔ معارف نیکی ہیں،عبادات نیکی ہیں،مسائل اخلاق نیکی ہیں،فطرت نیکی ہے لیکن آپ سب سے مقدم ہیں اس معنی میں کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات میں سے سب سے پہلے چہاردہ معصومین کوپیداکیا جسطرح پہلے اشارہ ہواکہ چہاردہ معصومین کی خلقت نورانی ایک ہی وقت ایک ساتھ ہوئی ہے خلقت کی لحاظ سے ان چہاردہ معصومین میں سے کوئی کسی سے پہلے اوربعد میں نہیں لیکن جب اللہ تعالی نے انہیں اس دنیامیں بھیجناچاہاتو یہ زمانی فاصلہ وجودمیں آیا۔

امام صادق (ع) نے فرمایا :

لَوْ لَا مُحَمَّدٌ ص وَ الْأَوْصِيَاءُ مِنْ وُلْدِهِ لَكُنْتُمْ حَيَارَى كَالْبَهَائِمِ لَا تَعْرِفُونَ فَرْضاً مِنَ الْفَرَائِضِ؛

بحار، ج۷۵، ص۳۷۶

اگررسول اکرم(ص)اورانکے جانشین نہ ہوتےتوتمام لوگ حیوانوں کی طرح حیران اورپریشان ہوتےاوراصول دین اورفروع دین کے بارےمیں کچھ نہ جانتے۔

تمام نیکیوں کی جڑ

آپ تمام نیکیوں اورخوبیوں کی جڑ ہیں امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

نحن اصل کل بر؛

ہم تمام نیکیوں اورخوبیوں کی جڑہیں اگرکوئی ذرابرابربھی نیکی اورخوبی رکھتاہےتو اسکامطلب ہےاسکےدل میں اہلبیت کی محبت اوردوستی پائی جاتی ہے۔

امام صادق (ع)فرماتے ہیں :

إن شيعتنا منا خلقوا من فاضل طينتنا و عجنوا بماء ولآيتنا؛

شجرہ طوبی، ج۱، ص۶

ہمارےشیعہ نیکیوں اورفضیلتوں کےمالک ہیں کیونکہ انکاوجودائمہ معصومین کی فاضل طینیت سےبنایاگیاہےاورانکوہماری ولایت سے سیراب کیاگیاہے۔

امیرالمومنین(ع)نے سلمان سے فرمایا: تمہارے پاس جو کچھ ہے ہمارے سبب ہے کیونکہ تمہاراوجود ہماری فاضل طینت سے بنایا گیاہے اور تمہیں ہماری ولایت سے سیراب کیا گیاہے۔ اسلئے تم

منا اهل البيت؛

ہم اہلبیت میں سے ہو۔

الاحتجاج، ج۱، ص۳۸۷۔

نیکی کی معدن

اللہ تعالی نے ہر چیز کی معدن بنائی ہے سونے کی ایک معدن ہے،چاندی کی ایک معدن ہے۔اسیطرح تمام فضائل اور کمالات کی معدن ائمہ معصومین ہیں ہر پیغمبراور ہر وصی پیغمبراور ہر ولی اور ہر مومن نے کچھ مقدار میں اس معدن سے کمال اور نیکیاں لی ہیں۔

نیکی کا مقام

ماوی یعنی کسی چیز کا مقام معدن کےعلاوہ کسی چیز کے پلٹنے کی جگہ یعنی تمام کمالات کی ابتدا اور معدن آپ ہیں اور تمام کمالات کے پلٹنے کی جگہ بھی ائمہ معصومین ہیں۔

ہر نیکی اورفضیلت کا ایک کمال ہے جس تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔اگر کوئی انسان تمام نیکیاں اور فضیلتیں حاصل بھی کرلے تو بھی اس نیکی اور فضیلت کے انتہائی درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ تمام نیکیوں اور فضیلتوں کی انتہا آپ ائمہ معصومین ہیں۔حقیقت میں علم کی انتہا،حلم کی انتہا،تقوی کی انتہا،ہر نیکی اور کمال جو اس دنیا میں پایاجاتاہے اسکی انتہاائمہ معصومین ہیں۔

زیارت جامعہ میں ایک اور جگہ پر آیا ہے:

حَيْثُ لا يَلْحَقُهُ لاحِقٌ وَ لا يَفُوقُهُ فَائِقٌ وَ لا يَسْبِقُهُ سَابِقٌ وَ لا يَطْمَعُ فِي إِدْرَاكِهِ طَامِعٌ

کہ اس درجہ تک کوئی بعد میں نہ پہنچ سکا اور اس سے بلندمرتبہ تک کسی کیلئے راہ نہیں اور اس تک کوئی پہلے بھی نہیں پہنچا اور اس مقام کے پانے کی کوئی لالچ نہیں کر سکتا ہے۔

یعنی کوئی بھی انسان ائمہ معصومین(ع) کے مقام تک نہیں پہنچ سکتااوران سےآگے نہیں بڑھ سکتا، کوئی انکے مرتبےتک پہنچنے کی تمنا اورلالچ بھی نہیں کرسکتا۔کیونکہ کسی چیز کی تمنااورلالچ کیلئےضروری ہےکہ انسان کی فکر اس چیز تک پہنچے اب کون ہے جس کی فکر اس مقام تک پہنچے اور وہ اس کی آرزو کرے ؟

اللہ تعالی ہم سب کو ائمہ معصومین کی ولایت جیسی عظیم نعمت کےقدردانوں میں قرار دے ۔

گیارہویں مجلس

ائمہ معصومین تمام کمالات کےلحاظ سےباب اللہ ہیں(۲) اللہ تعالی قرآن میں ارشادفرماتا ہے:

(يَا آيتا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔)

سورہ مائدہ، آیت ۳۵۔

ایمان والواللہ سےڈرواوراس تک پہنچنے کاوسیلہ تلاش کرو۔امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشادفرماتے ہیں:
وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ

اور وہ دروازہ ہیں جسکےذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ہم نےذکرکیاکہ ائمہ معصومین تمام کمالات اورفضائل کےدروازے ہیں۔ اس لحاظ سے تمام حاجتوں کی برآوری کیلئےاورتمام مشکلات کے حل کیلئے ان سےمدد لی جاسکتی ہے۔ہم تمام کے تمام سر سےپاؤں تک ان کےنیازمندہیں؛کیونکہ ہم بہت ساری مادی اورمعنوی مشکلات رکھتے ہیں۔ہم میں سےکوئی ایسانہیں جویہ کہہ سکےکہ مجھےکسی چیز کی ضرورت نہیں میں کسی کامحتاج نہیں۔دعاؤں میں بھی ہماری یہ نشانی بیان کی گئی ہےکہ:
لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعاً وَ لَا ضَرّاً وَ لَا مَوْتاً وَ لَا حَيَاةً وَ لَا نُشُورا؛

مفاتیح الجنان، تعقیب نماز عصر

نہ ہم اپنےفائدہ کےمالک ہیں، نہ ہم اپنےنقصان کےمالک ہیں، نہ ہم اپنی موت کےمالک ہیں، نہ ہم اپنےدوبارہ محشورہونےکےمالک ہیں،نہ ہم اپنےحساب کتاب کےمالک ہیں۔امیرالمومنین(ع)مناجات مسجدکوفہ میں فرماتےہیں ہم عبدہیں، ہم بندے ہیں، ہم فقیرہیں، ہمارے پاس کوئی کمال نہیں۔

مفاتیح الجنان، مناجات مسجد کوفہ

کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تمام کےتمام سرسےپاؤں تک نیازمندہیں ہم خوداپنےدم پرکچھ کرنےکی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ: جب ہم قرآنی آیات، روایات اوراحادیث کی طرف دیکھتے ہیں توپتاچلتاہے کہ ائمہ معصومین غنی اور بے نیاز ہیں تمام فضائل اور کمالات انکے وجود میں جمع ہوئے ہیں جیساکہ ہم نے اشارہ کیاتمام مخلوق تک انکے ذریعے فیض پہنچتاہے۔ اللہ تعالی قرآن میں رسول اکرم(ص) کیلئے ارشادفرماتاہے:

(وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ)

سورہ ضحی، آیت ۸۔

اور تم کوتنگ دست(یاصاحب عیال)پاکر غنی نہیں بنایاہے۔

یہاں عیال سے مرادصرف رسول اکرم(ص) کے گھر والے نہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ رسول اکرم(ص) کی بہت بڑی عیال نہیں تھی بلکہ روایات میں آیاہے کہ رسول اکرم(ص) کی عیال سے مرادتمام انسان ہیں تمام مخلوق آپکی عیال ہیں اورروزانہ اپنی روزی کیلئے آپکے در پہ آتے ہیں اسلئےاللہ تعالی نےآپکوغنی اوربے نیاز کیاہےتاکہ تمام مخلوق تک انکے ذریعے فیض پہنچتارہے۔

بحار، ج۱۹، ص۶۳۔

جیساکہ ہم جانتےہیں رسول اکرم(ص) کی کنیتوں میں سےایک کنیت ابوالقاسم ہے۔اسکی عام معنی تویہ ہے کہ رسول اکرم(ص) کا ایک بیٹاتھاجسکانام قاسم تھا۔لیکن امام صادق(ع)ایک روایت میں فرماتےہیں:قاسم امیرالمومنین(ع) کانام ہے۔

بحار، ج۱۶، ص۹۵۔

امیرالمومنین (ع) کو قاسم کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ امیرالمومنین (ع) لوگوں کا رزق تقسیم کرتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے بھی اپنا معنوی رزق امیرالمومنین (ع) کےہاتھ سےلیتے ہیں۔ امیرالمومنین (ع) دنیا اور آخرت میں رزق بانٹےوالے ہیں کیونکہ رسول اکرم(ص) نےفرمایا ہے:

علی قَسِیمَ الْجَنَّةِ وَ النَّار؛

بحار، ج۵۳، ص۴۸۔

حضرت علی(ع)جنت اوردوزخ کوتقسیم کرنےوالے ہیں آخرت میں مومنوں کوجنت اور کافروں کو دوزخ بھیجنےوالےامیرالمومنین (ع)ہیں۔کوئی بھی اپنی مراد تک نہیں پہنچ سکتاسوائےاہلبیت کےوسیلےسےاوراہلبیت کےدروازےسےیہاں تک کہ کافروں کی حاجتیں بھی اہلبیت کےدروازےسےرواہوتی ہیں۔

اہل مکاشفہ میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں: ہر ایک کو عطاکرنے والی ذات امیرالمومنین(ع) کی ہے یہاں تک کہ ہنر میں جو ریاضت کرنے والے ہیں انکو بھی امیرالمومنین(ع) عطاکرتے ہیں۔ ریاضت کے بعد عالم مکاشفہ میں دیکھا گیا کہ اس جگہ امیرالمومنین(ع) تشریف لاتے ہیں اور تمام ریاضت کرنے والوں کو انکی ریاضت کے حساب سے عطاکرتے ہیں۔ امام سجاد ابو حمزہ سے فرماتے ہیں :

يَا أَبَا حَمْزَةَ لَا تَنَامَنَّ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَإِنِّي أَكْرَهُهَا لَكَ إِنَّ اللَّهَ يُقَسِّمُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ أَرْزَاقَ الْعِبَادِ وَ عَلَى أَيْدِينَا يُجْرِيهَا؛

بحار، ج۴۶، ص۲۳۔

اے ابوحمزہ! طلوع آفتاب سے پہلے مت سونامیں اس بات کو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا کیونکہ مادی اور معنوی رزق مخلوق میں اسوقت تقسیم کیاجاتاہے اور یہ کام بھی ہمارے ہاتھ سے انجام پاتاہے۔ دوسری طرف امیرالمومنین(ع) ارشاد فرماتے ہیں:

ان رسول الله ادبه الله عز وجل وهو ادبنى و انا اودب المومنين؛

بحار، ج۷۴، ص۲۶۷۔

بتحقیق اللہ تعالی نے رسول اکرم(ص) کی تربیت کی ہے اور رسول اکرم(ص) نے میری تربیت کی ہے اور میں مومنوں کی تربیت کرنے والا ہوں۔ کیونکہ رسول اکرم(ص) نے حضرت علی (ع) کی تربیت کی ہے اس بنا پر وہ حضرت علی (ع) کے والد ہوئے اور ان کی کنیت ابو القاسم یعنی قاسم (امیرالمومنین (ع)) کے بابا طے پائی۔

اہلبیت واسطہ فیض ہیں

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(يَا آيتا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ)

سورہ مائدہ، آیت ۳۵۔

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو ۔یعنی محتاج اور نیازمند انسانو! اب پتاچلاکہ انسان محتاج اور نیازمند ہے جب پتاچل گیاتو آؤ! انکے دروازے پر جو اللہ تعالی کے نمائندے ہیں اور ائمہ معصومین کے دروازے سے حاصل کرو۔ اس وسیلے سے کیامراد ہے جو تقوی والوں کیلئے قرار دیا گیاہے؟ رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں:

نَحْنُ الْوَسِيلَةَ؛

بحار، ج۲۵، ص۲۳۔

ہم (اہلبیت) وسیلہ ہیں۔ یعنی ہمارے وسیلے تقوی تک پہنچا جا سکتا ہے جو بھی تقوی چاہتا ہے ہمارے دروازے پر آئے تا کہ اس کی مشکل آسان ہو اور اس کی محتاجی دور ہو۔ عقل کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ فقیر انسان کو چاہیے غنی کے دروازے پہ جائے تاکہ اس کی حاجت بر آئے جیسا کہ روایات بھی یہی کہتی ہیں۔امام محمد باقر ایک اور روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

مَنْ دَعَا اللّٰہَ بِنَا أَفْلَحَ وَ مَنْ دَعَاہُ بغیرنَا ھَلَکَ وَ اسْتَھْلَکَ ؛

وسائل، ج۷، ص۱۰۳۔

جواللہ تعالی کوہمارا وسیلہ دے کر مناجات کرتا ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے جو ہمارے وسیلے کے بغیر دعا مانگتا ہے ہمارے علاوہ کوئی اور وسیلہ تلاش کرتا ہے وہ خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرتا ہے۔جو بھی اہلبیت سے منہ موڑتا ہے وہ گمراہ اور نابود ہو جاتا ہے۔ اگر غیر شیعہ لوگوں کو دیکھیں تو اس بات کا سچ ہونا سمجھ میں آئے گا جب ہم اہلسنت کی معتبر کتابوں کو ملاحظہ کرتے ہیں تو ان میں مسئلہ توحید کے متعلق بہت سارے خرافات پائے جاتے ہیں۔ان میں سے کوئی اللہ تعالی کے جسم اور جسمانیت کا قائل ہے۔وہ اپنے کتابوں میں لکھتے ہیں اللہ تعالی نماز کے وقت عرش سے نیچے تشریف لاتا ہے (نعوذباللہ)۔

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں اللہ تعالی ہنستا ہے،اللہ تعالی چہرہ،آنکھیں،ہاتھ،انگلیاں، پاؤں رکھتا ہے،اللہ تعالی قیامت میں اپنی پنڈلی کھولے گا، یا اس آیت کے ظاہر کو لیتے ہوئے کہتے ہیں اللہ تعالی قابل مشاہدہ ہے،

سیری در صحیحین، ص۱۰۹۔

اور اس بات کی دلیل

(وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا)

سورہ فجر، آیت ۲۲۔

اس آیت کے ظاہر کو قرار دیتے ہیں۔ان میں سے کچھ جبر کے قائل ہیں اور کچھ تفویض کے،لیکن شیعہ نہ جبر کے قائل ہیں نہ تفویض کے؛کیونکہ شیعوں کے پاس امامت کی نعمت موجود ہے جو دوسروں کے پاس نہیں۔اس وجہ سے وہ قرآن کے ظاہر کو لینے پر مجبور ہیں۔

عرفان میں انحراف

اہلسنت کے بعض علماء بھی بہت زیادہ انحراف کا شکار ہیں جیسے غزالی اور ابن فارض۔ نمونے کے طور پر غزالی کی یہ بات پیش ہے جو انہوں نے لعن کے باب میں بیان کی ہے وہ لکھتے ہیں: ہمیں یزید پر لعنت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ شاید انہوں نے توبہ کرلی ہو۔

احیا العلوم، ج۳، ص۱۲۵

یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی امام کا قتل کرے اور پھر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے۔ یہ بات بھی تو ایک بدعت ہے!

یا ابن فارض اپنے دیوان میں لکھتے ہیں : جب فرعون دریا میں غرق ہو رہا تھا تو اس نے کہا : پروردگارا! میں نے توبہ کی مجھے اب سمجھ میں آیا ہے کہ میں بندہ ہوں تو خدا ہے۔ اللہ تعالی نے بھی جبرئیل سے کہا : جلدی جاؤ ! فرعون کے منہ میں مٹی ڈالو تاکہ پشیمان ہو کر کفر سے نہ پلٹے ۔ اس بنا پر فرعون، موحد اور اللہ تعالی کو ماننے والا بن کہ اس دنیا سے گیا ۔ حالانکہ آیت قرآنی صراحت سے بیان کر رہی ہے کہ :

(آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ)

سورہ یونس، آیت ۹۱۔

اب جب کہ تو پہلے نافرمانی کرچکا ہے اور تیرا شمار مفسدوں میں ہوچکا ہے۔

کیا یہ عارف ہیں ؟ کیا یہ عرفان ہے؟ اسلئے امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

شَرِّقَا وَ غَرِّبَا لَنْ تَجِدَا عِلْماً صَحِيحاً إِلَّا شَيْئاً يَخْرُجُ مِنْ عِنْدِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ ؛

بحار، ج۲، ص۹۲۔

مشرق سے مغرب تک سفر کرو اور مغرب سے مشرق تک سفر کرو تمہیں کوئی صحیح علم نہ ملے گا سوا اس کے جو ہمارے دروازے سے نکلا ہو۔

اسی طرح امام محمد باقر ارشاد فرماتے ہیں:

لَيْسَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَقٌّ وَ لَا صَوَابٌ إِلَّا شَيْءٌ أَخَذُوهُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ لَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقْضِي بِحَقٍّ وَ عَدْلٍ إِلَّا وَ مِفْتَاحُ ذَلِكَ الْقَضَاءِ وَ بَابُهُ وَ أَوَّلُهُ وَ سُنَنُهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ على بْنُ أَبِي طَالِبٍ ع فَإِذَا اشْتُبِهَتْ عليهمُ الْأُمُورُ كَانَ الْخَطَأُ مِنْ قِبَلِهِمْ إِذَا أَخْطَئُوا وَ الصَّوَابُ مِنْ قِبَلِ على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع

کسی انسان کے پاس کوئی اچھائی، خوبی اور حق نہ ملے گا سوائے جو اچھائی، خوبی اور حق ہم اہلبیت کے دروازے سے نکلا ہو۔ اگر لوگوں میں اختلاف ہوجائے تو خطا لوگوں کی طرف سے اور حق اور سچائی امیر المومنین (ع) کی طرف سے ہوگی۔

کافی، ج۱، ص۳۹۹۔

پوری کائنات میں جہاں بھی جوبھی انسان سچ اورحق کوپسندکرتاہےاس نےیہ بات ائمہ معصومین سےلی ہے۔

مستدرک سفینہ البحارمیں شیخ علی نمازی اپنےاستادمرزامہدی اصفہانی کاایک واقعہ نقل کرتےہوئےفرماتےہیں، انہوں نےاپنےشاگردوں سےفرمایا:جس طرح میرےاستاد ایت اللہ سیداحمدکربلائی نےمیری رہنمائی کی میں نےاسی طرح عرفان اورسیروسلوک کےتمام مراحل طےکئےاخرمیں میرےاستادنےفرمایاتم نےتمام مراحل طےکرلئے۔لیکن میرےدل کوچین نہیں تھامیں نےپورافلسفہ پڑھالیکن میرےدل کوچین نہ ایا۔میں نےدوسرےعلوم چھانےمگرمیرےدل کو چین نہ ایا۔میں صحرامیں گیااورفریادکرنےلگا:اےمہدی!سب کچھ پڑھ لیالیکن دل کوچین نہ ایااب کیاکروں جس سےدل کوچین ائے؟میں نےبہت زیادہ گریہ اورمناجات کی یہاں تک کہ عالم مکاشفہ میں امام مہدی کادیدارنصیب ہوا۔امام ارشادفرمارہےتھے:

طلب الهدآيت او المعارف من غيرنا مساوق لانكارنا؛

مستدرک السفینۃ ، ج۱۰، ص۵۰۳۔

ہم اہلبیت کوچھوڑکےکسی اورسےہدایت اورمعارف کوطلب کرناہم اہلبیت کےانکارکرنےکےبرابرہے۔یعنی اگرکوئی عرفان اورسیروسلوک کی طرف جاتاہےلیکن ہم اہلبیت کوچھوڑکےکسی اورراستےسےتویہ ہم اہلبیت کےانکارکرنےکےبرابرہے۔

بارہویں مجلس

علم اورحکمت کا دروازہ

اللہ تعالی نےقران میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا)

سورہ بقرہ، آیت ۱۸۹۔

اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں۔ امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ

اور وہ دروازہ ہیں جس کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ بہت ساری حدیثوں میں آیا ہے کہ ائمہ معصومین اللہ تعالی کا دروازہ ہیں اور ان حدیثوں سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ائمہ معصومین ہر لحاظ سے اللہ تعالی کا دروازہ ہیں۔ ائمہ معصومین (ع) کے اللہ تعالی کا دروازہ ہونے کا ایک مصداق یہ ہے کہ ائمہ معصومین، رسول اکرم(ص) کے علم اور حکمت کا دروازہ ہیں یعنی اگر کوئی رسول اکرم(ص) کے علم اور حکمت تک پہنچنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ امامت کے راستے اس علم تک پہنچے۔ بہت ساری حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اکرم(ص) نے ارشاد فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ على بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَاب؛

بحار، ج۳۸، ص۱۸۹۔

میں علم کا شہر ہوں اور امیرالمومنین(ع) اس کا دروازہ ہیں جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے اس دروازے سے آئے۔ یہاں لطیف نکتہ یہ ہے کہ اہلسنت نے بھی ان روایات کو نقل کیا ہے لیکن اپنے خلفاء کو محروم نہ رکھنے کیلئے چند جملوں کا اضافہ کیا ہے جیسے کہتے ہیں علی، رسول اکرم(ص) کے علم کے شہر کا دروازہ ہے، عثمان رسول اکرم(ص) کے علم کے شہر کی چھت ہے، عمر رسول اکرم(ص) کے علم کے شہر کی دیوار ہے۔

ینابیع المودہ، ج۲، ص۹۱۔

امام سجاد نے کتنا خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا ہے:

الحمدلله الذی جعل اعدائنا من الحمقاء

الغدیر، ج7، ص197؛ کشف الخفاء، ج1، ص204.

حمد اس خدا کی جس نے ہمارے دشمنوں کو احمق قرار دیا۔ کسی شہر کیلئے اہم چیز وہ دروازہ ہوتا ہے جس سے شہر میں داخل ہوا جاتا ہے دیوار اور چھت سے تو انسان شہر میں داخل نہیں ہو سکتا اور شہر کیلئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان چیزوں کی معنی یہ ہو کہ باطن میں اس شہر کیلئے یہ چھت اور دیواریں ہیں یعنی شہر رحمت میں داخل ہونے سے روکنے والے ہیں اتفاقا یہی معنی درست ہے کیونکہ امت کے رسول اکرم(ص) کی رحمت سے فائدہ اٹھانے سے یہ افراد مانع بنتے تھے جیسے چھت اور دیوار گھر تک پہنچنے سے روکتے ہیں اس طرح یہ بھی رسول اکرم(ص) تک پہنچنے سے روکتے تھے۔ ایک اور روایت میں رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ على بَابُهَا؛

بحار، ج۳۷، ص۱۰۹

میں حکمت کا شہر ہوں اور امیرالمومنین (ع) اس کا دروازہ ہیں۔حکمت علم سے بڑی چیز ہے؛ کیونکہ حکمت یقینی علم کو کہتے ہیں اور اس علم کو کہتے ہیں جس میں کوئی خدشہ نہ ہو یعنی دنیا کے رسمی علوم کی طرح نہیں جن میں وقت کے گذرنے سے تبدیلی آتی رہتی ہے۔اس لئے اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا)

سورہ بقرہ، آیت۲۶۹۔

اورجسے حکمت عطا کردی جائے اسے گویاخیر کثیرعطاکردیا گیا۔جسکو حکمت ملی اسکوبہت زیادہ خیرملا۔ بعض روایتوں میں آیاہے کہ حکمت سے مرادامام کی معرفت ہے۔دوسری جگہ پرآیاہے کہ امام کے فرمان پہ چلنے کانام حکمت ہے،اسی طرح ایک اورجگہ پہ آیاہے کہ قرآن حکمت ہےیابعض دوسری روایتوں میں آیاہے کہ توحید حکمت ہے۔

بحار، ص۲۱۵۔

اللہ تعالی نےاپنے کچھ بندوں کوعلم اورحکمت عطا فرمایاہےیعنی انکودین اورفقہ کےاسراراوررموز سمجھائے ہیں جسکوعلم بلایا اورمنایا کہتے ہیں۔ان افراد میں سےایک مرحوم شیخ رجب علی خیاط ہیں جنکےبارے میں بہت سارےواقعات ہیں۔وہ فرماتےہیں ایک شخص جوانی میں پاؤں کےدردمیں مبتلاہوا، ڈاکٹروں نےبہت ساری ٹیسٹیں کیں۔لیکن درد کا سبب پتا نہ چلا۔وہ شیخ رجب علی کےپاس آیا اور کہنےلگا: شیخ صاحب میرےپاؤں میں دردہےلیکن پتانہیں اسکاسبب کیاہے؟شیخ رجب علی نےغورسےدیکھااورفرمایا: تم اپنےوالد کی طرف پاؤں پھیلاتے ہو! جسے معنوی دنیا میں بے ادب کو ادب سکھانا کہتے ہیں۔

اس بنا پر رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں : اللہ تعالی کی معرفت، فہم قرآن، کائنات کےاسرار کی معرفت،نبوت شناسی، معاد شناسی، انسان شناسی اور بہت سارے علوم اور حکمتیں رسول اکرم کےوجود میں خلاصہ ہیں جن تک پہنچنے کا راستہ اور دروازہ امیرالمومنین (ع) ہیں۔ تیسری روایت میں رسول اکرم(ص) ارشاد فرماتے ہیں :

أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَ علی مِفْتَاحُهَا

بحار، ج۳۸، ص۱۰۲۔

میں حکمت کا گھر ہوں علی اس کی چابی ہے۔

جس گھر میں خلقت آدم سے لیکر خلقت کے آخر تک کی تمام حکمتیں جمع ہیں نہ صرف اس دنیا میں حکمت کا گھر ہے بلکہ آخرت میں بھی اور عالم ذر اور میثاق میں بھی رسول اکرم(ص) حکمت کا گھر ہیں۔ کوئی بھی اس گھر سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا سوائے جس کے پاس اس گھر کی چابی ہو اور اس گھر کی چابی امیرالمومنین (ع) ہیں۔ اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ اہلسنت کے پاس رسول اکرم(ص) کا کوئی علم نہیں اور ہ رسول اکرم(ص) کے کسی علم کے بارے میں نہیں جانتے۔ انہوں نے اسلام کو صرف فائدہ حاصل کرنے کیلئے اختیار کیا ہے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو گئے ہیں ۔ صرف قبلہ کی طرف منہ کرنے کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں انہوں نے نما ز، روزہ، حج، قرآن، احکام سے کچھ فائدہ نہ پایا۔

کیا ابوحنیفہ نے نہیں کہا؟

لولا السنتان لهلک النعمان؛

قادتنا کیف نعرفهم، ج۶، ص۲۴۷۔

اگروہ دوسال نہ ہوتے جن میں امام صادق(ع) سے میں نے علم حاصل کیاتو میں ہلاک ہوجاتا۔ اسی طرح کہتے ہیں: اگرامام صادق(ع) نہ ہوتے لوگ حج کے احکام نہ جان پاتے۔ ہم فقہ کے تمام موضوعات اورابواب میں رسول اکرم(ص) کی تین سو یا چارسوروایتوں سے زیادہ نہیں رکھتے ہم کس طرح ان گنی چنی روایتوں کے سہارے قیامت تک زندگی بسر کرسکتے ہیں؟ ہم صرف نماز کے بارے میں ۴۰۰۰ چارہزار مسئلوں کا سامنا کرتے ہیں دوسرے موضوعات تو اپنی جگہ پر رہے! ان مسائل اور ان کی جزئیات کو کہاں سے سمجھیں گے؟ کون ان کی تحقیق کرے گا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ احکام محدود ہو جائیں گے کیونکہ رسول اکرم(ص) کی روایتیں تو اتنی ہی ہیں۔ لیکن فقہ شیعہ بہت وسیع ہے ہر موضوع کے جزئی اور کلی تمام مسائل کا جواب رکھتی ہے۔ ہزاروں روایات ائمہ معصومین کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں لیکن وہ قیاس اور استحسان کرنے پر مجبور ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ وہ اہلبیت سے دور ہیں اور شہر علم کے دروازے تک نہیں پہنچے۔

اسی لئے رسول اکرم(ص) نے فرمایا :

الآئمة ابواب العلم فی امتی؛

امالی صدوق، ص۱۳۔

میری امت میں ائمہ معصومین علم کے دروازے ہیں۔ یعنی کوئی بھی درست علم تک نہیں پہنچ سکتا مگر اہلبیت ذریعے سے۔

جب اللہ تعالی نےاپنےحبیب کوحکم دیا :اے حبیب !اپنےصحابہ سےاورتمام لوگوں سے کہہ دو مسجد کی طـرف کھلـنےوالے دروازے بنـد کردو۔ پہلا اور دوسرا رسول اکرم(ص) کی خدمت میں یہ خواہش لے کےحاضر ہوئےکہ انکادروازہ کھلارہے۔ رسول اکرم(ص) نےفرمایا یہ نہیں ہو سکتا ۔ انہوں نےعرض کیا تھوڑا سوراخ رہنےدیں تاکہ مسجد کودیکھ سکیں۔رسول اکرم نے منع کردیا۔ انہـوں نےفرمایا:اللہ تعـالی کاحکم ہےاپنےدروازےبندکردو۔یہاں تک کہ رسول اکرم(ص) کےچچا عباس نے بھی دروازہ کھـلا رکھنےکـی خـواہش ظـاہر کی لـیکن رسـول اکرم(ص)نے منع کردیا۔اس وقت حضرت زہراءاپنےگھرمیں تشریف فرماتھیں انہوں نےیہ حکم سناتورسـول اکـرم(ص)سےسـوال کیـا: کیـا ہمارےگھر کا دروازہ بھی بندہونا چاہیے؟حضرت زہراءجانتی تھیں لـیکن سـوال کرکـہ سـمجھایا کـہ اگـرحکم ہمـارے لئےہےتو ہـم اطاعـت کرنےپرتیارہیں۔رسول اکرم(ص)نےجواب میں فرمایا: مجھ پروحی ہوئی ہےکہ یہ حکم زہراءاور علی کیلئےنہیں بلکہ دوسروں کیلئےہے۔

مناقب امیر المومنین، ج۲، ص۴۶۱: مسند احمد، ص۳۶۹۔

یعنی اللہ تعالی چاہتا تھا کہ تمام دروازے بند کئے جائیں تاکہ یہ ایک دروازہ کھلا رہےاور تمام لوگ مجبـورا اس دروازے سے مسجد مـیں داخل ہوں۔

اسی طرح اللہ تعالی سمجھاناچاہتا تھا کہ جیسےظاہری طور پر مسجدالنبی میں ایک دروازہ کھلاہےجواہلبیت سے مخصـوص ہےاسـی طـرح تکـوینی طورپراللہ تعالی نےجنت،سعادت، توحید، معارف، کا دروازہ اہل بیت کےگھر کی طرف کھولاہے۔

سَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَه؛

مفاتیح، دعا ندبہ

تمام دروازوں کوبندکیاسوائے علی کے گھرکےدروازے کے۔

آخرمیں ہم اس نتیجہ پہ پہنچےکہ ہرکوئی علم تک نہیں پہنچ سکتا،امامت کےعلاوہ کوئی علم تک پہنچنےکاراستہ نہیں۔اسی طـرح ہـر کـوئی عمل تک نہیں پہنچ سکتاکیونکہ علم اورجانےبغیرکیسے عمل کیاجاسکتاہے!

تیرہویں مجلس

اعمال کی قبولیت

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا)

اور مکانات میں دروازوں کی طرف سے آئیں۔

امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

وَ الْبَابُ الْمُبْتَلَى بِهِ النَّاسُ

اور وہ دروازہ ہیں جس کےذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے مصلحت کیلئےاور انسان کے کمال کیلئے کچھ چیزوں کو واجب کیا ہےاور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے۔جیسے نماز اور روزہ واجب ہے، شراب اور جھوٹ حرام ہے۔ اللہ تعالی حکیم ہےاور اس نے حکمت کی بناپر اس کام کو انجام دیا ہے۔ حقیقت میں ہر وہ چیز جو انسان کے کمال کے منافی ہو اور انسان کےنقصان میں ہو وہ حرام ہےاور ہر وہ چیز جو انسان کی ہدایت اور اس کی شخصیت کے کمال میں اثر انداز ہوتی ہےوہ چیز واجب ہے۔

اللہ تعالی نےاعمال اور عبادات کی قبولیت کےلئے بھی کچھ شرطیں رکھی ہیں اور ان شرائط میں سےاہم ترین شرط ولایت کو قبول کرناہےاس لئے اللہ تعالی فرماتا ہے: جو بھی ائمہ معصومین کو مانے گا میں اس کےاعمال قبول کروں گا اور اس کے گناہوں سےدرگذرکروں گا اس بنا پر اہلبیت کی ولایت اللہ تعالی کی طرف سےاعمال اور عبادات کی قبولیت کا دروازہ بھی شمار ہوتی ہے۔ جس طرح نماز کی قبولیت کیلئے وضو کی شرط ہے، قبلہ کی طرف کھڑے ہونےکی شرط ہے، معنوی اور باطنی شرائط میں سے صحیح نیت شرط ہےاسی طرح سےاہم ترین شرط، ولایت کو قبول کرناہے۔ اگر انسان سو رکعتیں بہترین انداز میں پڑھےلیکن قبلہ کی طرف پشت ہو تو باطل ہیں اور اللہ تعالی اسےقبول نہیں کرتا تو جو ولایت اور امامت کو قبول نہ کرتا ہو اللہ تعالی اس کےاعمال اور عبادات کو کیسےقبول کرے گا؟ کیونکہ عبادات کی روح ائمہ معصومین کی ولایت ہے۔

رسول اکرم(ص) نےامام علی کو مخاطب کرکےفرمایا :

يَا على لَوْ أَنَّ عَبْداً عَبَدَ اللَّهَ مِثْلَ مَا قَامَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ وَ كَانَ لَهُ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَباً فَأَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ ثُمَّ لَمْ يُوَالِكَ يَا على لَمْ يَشَمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ لَمْ يَدْخُلْهَا؛

بحار، ج۲۷، ص۱۹۴۔

اگر کوئی انسان نوح کی زندگی جتنی اللہ تعالی کی بندگی کرے، ہزار بار پیدل حج کرے، احد کے پہاڑ کے برابر سونا اللہ تعالی کی راہ میں انفاق کرے، صفا اور مروہ کے درمیاں سعی کرتے ہوئے مظلوم شہید ہو جائے لیکن آپ کی ولایت کو قبول نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں نہ جائے گا اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائے گا ۔

آئمہ معصومین کی محبت اور ولایت کو قبول کرنا نہ صرف تمام اعمال اور عبادات کی قبولیت کی شرط ہے بلکہ ذاتا واجب ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان ائمہ معصومین کی محبت اور ولایت کو قبول کرتاہو لیکن نیک عمل نہ رکھتا ہو کیا اسے یہ محبت اور ولایت فائدہ دے گی؟ جی ہاں وہ انسان اس دنیا میں یا برزخ میں اپنےاعمال کی سزا پاکر آخرت میں جنت میں جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی انسان ائمہ معصومین کی محبت اور ولایت کوقبول کرتا ہو اور جنت میں نہ جائے لیکن اس کے مقابل جوانسان ائمہ معصومین کی محبت اور ولایت کو قبول نہیں کرتا وہ جہنم میں جائے گا اور اگر ائمہ معصومین سے بغض اور دشمنی رکھے گا وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں جائے گا۔

ایک روایت میں امام محمد باقر ارشاد فرماتے ہیں:

أَمَا لَوْ أَنَّ رَجُلًا قَامَ لَيْلَهُ وَ صَامَ نَهَارَهُ وَ تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَالِهِ وَ حَجَّ جَمِيعَ دَهْرِهِ وَ لَمْ يَعْرِفْ وَلَايَةَ وَلِيِّ اللَّهِ فَيُوَالِيَهُ وَ يَكُونَ جَمِيعُ أَعْمَالِهِ بِدَلَالَةٍ مِنْهُ إِلَيْهِ مَا كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ حَقٌّ فِي ثَوَابِهِ وَ لَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ؛

کافی، ج۲، ص۱۹۔

اگرکوئی انسان تمام راتیں نماز میں بسر کرےاورمناجات کرے،تمام دنوں میں روزےرکھے،اپنےتمام مال کو اللہ تعالی کی راہ میں انفاق کرے،پوری زندگی ہرسال پیدل مکہ جائےحج کرےلیکن ائمہ معصومین کی ولایت کوقبول نہ کرےتو یہ انسان مومن نہیں اوراللہ تعالی اسےثواب میں سےکوئی حصہ نہ دے گا۔

اور اللہ تعالی اس سےکہے گا : میرے اعمال اور عبادات کی قبولیت والے دروازے سےکیوں نہیں آیا؟ ایک روایت میں ہےکہ رسول اکرم(ص) نےاپنےصحابہ سےفرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ إِذَا ذَكَرُوا آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ اسْتَبْشَرُوا وَ إِذَا ذَكَرُوا آلَ مُحَمَّدٍ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُهُم؛

بحار، ج۲۳، ص۲۲۱۔

کیاہواہے کہ میرے صحابہ میں سےایک گروہ جب بھی آل ابراہیم اورآلعمران کا ذکر آتا ہےخوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں(یہودیوں اور مسیحیوں کی طرف مائل ہیں)لیکن جب میرے اہلبیت(امیرالمومنین(ع)اورحضرت زہراء) کا ذکر آتا ہےان کےدل تنگ ہوتے ہیں اور وہ ناراض ہوتے ہیں؟

اس وقت رسول اکرم(ص) نےیہ جملہ ارشاد فرمایا :

وَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ وَافَى بِعَمَلِ سَبْعِينَ نَبِيّاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُوَافِيَ بِوَلَايَتِي وَ وَلَايَةِ على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؛

اللہ تعالی کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہےاگرکوئی انسان سترنبیوں جتنےاعمال اورعبادات انجام دےلیکن قیامت کےدن اللہ تعالی سےاس حال میں ملاقات کرےکہ اہلبیت کی ولایت کو قبول نہ کرتا ہوتو اللہ تعالی اسکا کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ اسی طرح ایک اور روایت میں رسول اکرم(ص) نےارشاد فرمایا :

لِكُلِّ شَيْءٍ جَوَازٌ وَ جَوَازُ الصِّرَاطِ حُبُّ على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؛

بحار، ج۳۹، ص۲۰۲

ہرملک میں جانےکیلئےویزہ ہوتاہے، پل صراط سے گذرنےکاویزہ امیرالمومنین(ع)کی محبت اوردوستی ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں رسول اکرم(ص)نےارشاد فرمایا :

عُنْوَانُ صَحِيفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ على بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع ؛

ینابیع المودہ، ج۱، ص۳۷۳۔

ہرچیز کاایک عنوان ہوتاہےاورمومن کے صحیفہ کاعنوان علی کی محبت ہے۔

قیامت کےدن مومنین کےہاتھوں میں جو نامہ اعمال دیا جائے گا اس کےاوپر مظہربسم اللہ، علی ابن ابی طالب کا نام لکھا ہوگا یعنی وہ امام علی سےدوستی رکھتا ہےاگر یہ لکھا ہوا ہوگا تو اس وے اعمال کا ثواب ملے گا اگر کسی کےنامہ اعمال میں یہ لکھا ہوا نہ ہوگا تو اس کےاعمال باطل شمار ہوں گے کیونکہ اللہ تعالی نےقرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

(مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ)

سورہ ابراہیم، آیت ۱۸۔

جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا انکے اعمال کی مثال اس راکھ کی ہے جسے اندھڑ کے دن کسی تند ہوا اڑالے جائے کہ وہ اپنے حاصل کئے ہوئے پر بھی کوئی اختیار نہ رکھیں گے۔

کیا کافر کوئی عمل کرتا ہے؟ یہ آیت جو کہہ رہی ہے کہ کافر کے اعمال برباد ہوں گے۔ کیا کافر نماز پڑہتا ہے؟ روزہ رکھتا ہے؟ یا کوئی اور عمل انجام دیتا ہے؟

مرحوم علی ابن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں جب اس آیت پہ پہنچتے ہیں تو لکھتے ہیں:
مَنْ لَمْ يُقِرَّ بِوَلَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ؛

تفسیر قمی، ج۱، ص۳۶۸۔

یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو امیرالمومنین (ع) کی ولایت کا انکار کرتے ہیں۔ امام صادق (ع) کا ایک صحابی امام کی خدمت میں عرض کرتا ہے:

يَتَوَالَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ يَتَبَرَّأُ مِنْ عَدُوِّهِ وَ يَقُولُ كُلَّ شَيْءٍ يَقُولُ إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ ؛

بحار، ج۲۳، ص۸۰

مولا ایک بندہ ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے، آپ کے دشمنوں سے برائت اختیار کرتا ہے، آپ کے حلال کو حلال سمجھتا ہے، آپ کے حرام کو حرام سمجھتا ہے، اس کا اعتقاد ہے کہ امامت آپ کا حق ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ : کیونکہ امر خلافت اور امامت میں رسول اکرم(ص) کے صحابہ میں اختلاف ہوا ہے اس لئے میں اس کو قبول کرتا ہوں جس پر اجماع ہوا ہے اور سب نے اس کا تعارف کروایا ہے۔

کیا یہ شخص نجات پائے گا یا ہلاک ہو جائے گا؟ امام نے ارشاد فرمایا :
إِنْ مَاتَ هَذَا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ؛

اگر یہ اس حال میں مرے گا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ صرف ہماری امامت کا اعتقاد کافی نہیں بلکہ ہمیں امام سمجھے اور ہماری امامت میں لوگوں کے مشورے قبول نہ کرے۔ اسی لئے رسول اکرم(ص) نے عمار یاسر سے ارشاد فرمایا:
فَإِنْ سَلَكَ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَادِياً وَ سَلَكَ على وَادِياً فَاسْلُكْ وَادِيَ على وَ خَلِّ عَنِ النَّاس؛

بحار، ج۳۳، ص۳۵۲۔

اگر تمام انسان ایک طرف جائیں اور اکیلا امام علی دوسری طرف جائے تو امام علی کی پیروی کرنا اور تمام انسانوں کی پیروی نہ کرنا کیونکہ حق وہاں ہے جہاں علی ہیں۔اسی طرح ایک اور روایت میں رسول اکرم(ص) نے ارشاد فرمایا:

علی مَعَ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ مَعَ علی یَدُورُ حَیْثُمَا دَارَ ؛

بحار، ج۱۰، ص۴۳۲۔

علی حق کے ساتھ ہےاور حق علی کے ساتھ ہےاورجہاں علی جاتے ہیں وہاں انکے پیچھے حق جاتا ہے۔

چودہویں مجلس

اہلبیت اور کائنات کی تربیت

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنسَانَ)

وہ خدا بڑا مہربان ہےاس نےقرآن کی تعلیم دی ہےانسان کو پیدا کیا ہے۔

امیر المومنین فرماتے ہیں:

فَإِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَ النَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا۔

ائمہ معصومین اللہ تعالی کا دروازہ ہیں اس کی ایک دلیل یہ ہےکہ آپ کےہاتھ میں کائنات کی تربیت ہے۔ حضرت علی (ع)اس بارے میں فرماتے ہیں کہ :

فَإِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَ النَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا؛

نہج البلاغہ، مکتوب۲۸۔

ہم اللہ تعالی کےبنائے ہوئے ہیں اور انسان ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔ اس جملے کی دو معنی ممکن ہیں۔پہلی معنی : اللہ تعالی نےرسول اکرم(ص)، امیرالمومنین (ع) اور ائمہ معصومین کو اپنےخاص نور سے خلق فرمایا ہےلیکن باقی مخلوقات کو ائمہ معصومین کےنور سےپیدا کیا ہے۔ نمونہ کےطور پر یہ حدیث پیش ہے: اللہ تعالی نےجنت اور حور کو حضرت حسین کےنور سےپیدا کیا ہے۔ اللہ تعالی نےچاند اور سورج کو حضرت حسن کےنور سےپیدا کیا ہے۔ اللہ تعالی نےجبرئیل کو اور تمام ملائکہ کو حضرت علی (ع)کےنور سےپیدا کیا ہے۔ اللہ تعالی نےزمین کو حضرت زہرا کےنور سےپیدا کیا ہے۔

بحار، ج۲۵، ص۱۷۔

ایک معنی: اب خالق تو اللہ تعالی ہے لیکن ائمہ معصومین بھی اس خلقت کو اپنی طرف نسبت دے سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں تمہیں ہمارے نور سے بنایا گیا ہے۔

دوسری معنی : نہج البلاغہ پر شرح لکھنے والوں میں سے اکثر نے اس معنی کو قبول کیا ہے۔ وہ معنی یہ ہے حضرت علی (ع) فرمانا چاہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی کے تربیت یافتہ ہیں اور انسان ہمارے تربیت یافتہ ہیں یعنی آدم، ابراہیم، موسی، عیسی اور تمام انبیاء اور اولیاء ہمارے تربیت یافتہ ہیں کیونکہ جتنی بھی ان کی تربیت ہوئی ہے، کوئی فیض پہنچا ہے، اس کا واسطہ، علم کا واسطہ، توفیق کا واسطہ، عبادت کا واسطہ، ہم اہلبیت ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہے کہ : کیا ائمہ معصومین مجھے اور آپ کو شیطان اور نفس امارہ سے نجات دے سکتے ہیں ؟ اس کا جواب ہاں میں ہے۔ ہم سوچیں ہماری نماز روزے ہمیں ہمارے نفس اور شیطان سے بچائیں گے یہ درست نہیں کیونکہ عبادت کی کچھ مرت بعد انسان اپنی عبادت سے خوش ہوجاتا ہے اور فرعون کی طرح خدا ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

مرحوم آیت اللہ شیخ محمد کوہستانی سے سوال کیا گیا: نفس امارہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک بندہ بیس ۲۰ سال تک خیال کرتا رہا کہ وہ اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے اس کے بعد اللہ تعالی نے اسے متوجہ کیا کہ وہ اللہ تعالی کی عبادت نہیں کررہا تھا بلکہ اس کا نفس دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک حصہ خدا بن کر حکم دے رہا تھا اور دوسرا اس کی عبادت کر رہا تھا اور اس کے حکم کو مان رہا تھا۔ یہ قصہ بیس سال چلتا رہا اور وہ سمجھتا رہا کہ وہ اللہ تعالی کو مان رہا ہے اور بیس سال بعد پتا چلا کہ وہ اللہ تعالی کو نہیں مان رہا۔ مرحوم آیت اللہ شیخ محمد جواد انصاری ہمدانی نے بھی فرمایا تھا: ایک مرتبہ میں نے ۳۶۰ مرتبہ یااللہ کہہ کہ پکارا اور جب بھی میں یا اللہ پکارتا تھا ہر بار صدا آتی تھی لبیک میرے بندے کیا کہنا چاہتے ہو؟ بعدمیں اللہ تعالی کے کرم سے میں نے جانا کہ ۳۶۰ مرتبہ مجھے شیطان نے لبیک کہا تھا اور جواب دیا تھا۔

شرح زیارت جامعہ ، حسین گنجی، ج۲، ص۱۵۷۔

نوف بکالی فرماتے ہیں : میں نے رات کے اندھیرے میں امیرالمومنین (ع) کو کہیں جاتے دیکھا۔ میں نے امیرالمومنین (ع) کے پاس جا کرعرض کیا: شیطانی وسوسے مجھے تنگ کرتے ہیں ؟ حضرت نے فرمایا:

أَعْرِضْ عَنِ النَّازِلَةِ فِي قَلْبِكَ؛

بحار، ج۹۱، ص۹۴۔

ان خیالات کو اپنے ذہن اور دل سے نکال دو یعنی استغفار کرو۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا : اس کام کی خود میں عادت ڈالو اور اسے انجام دو

فَأَنَا الضَّامِنُ مِنْ مَوْرِدِهَا؛

میں ان خیالات او وسوسوں کے آنے کا ضامن ہوں۔ یعنی میں تمہارے لئے نفس امارہ اور شیطان کے سامنے ڈھال بن جاؤں گا۔ اسلئے جو چاہتا ہے نفس امارہ سے نجات حاصل کرے اسے چاہیے حضرت علی (ع) کو واسطہ قرار دے۔

اگر کسی ذرے پہ امام علی کا لطف ہو جائے وہ آسمان پر جاکر سورج کا کام کرے۔

ایک ولی خدا ارشاد فرماتے ہیں: میں نجف میں مشغول زیارت تھا مجھے عالم مکاشفہ اور عالم معنوی میں حضرت کی زیارت نصیب ہوئی حضرت نے فرمایا : اے فلان! ہمارا دست عنایت تم پر ہے ورنہ تم بھی خیبر کے مرحب سے کم نہیں۔ اگر تم پر ہمارا کرم نہ ہوتا تم بھی مرحب بن کر ہماری جنگ کو آتے۔

معصومین کی الہی تربیت

اللہ تعالی نے معصومین کی تربیت کیسے کی ہے؟ ہم یہاں دو نمونے ذکر کرتے ہیں :

امام حسن مجتبی کو ان کی کنیز نے تحفے میں گلاب کے پھول پیش کئے تو حضرت نے فرمایا:

أَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللَّهِ؛

بحار، ج۴۴، ص۱۹۵۔

تم اللہ تعالی کی خوشنودی کے خاطر آزاد ہو۔ جو لوگ بخیل تھے انہیں بہت زیادہ تعجب ہوا کہ ایک گلاب کے پھول کے بدلے میں کنیز کو آزاد کردیا؟ حضرت نے جواب میں فرمایا :

كَذَا أَدَّبَنَا اللَّهُ؛

ہماری اللہ تعالی نے اس طرح تربیت کی ہے۔

ایک ناصبی پر حضرت علی (ع)کی عنایت

ایک سنی ناصبی اور ایک شیعہ ایک دوسرے کےہمسائے تھے۔ ناصبی، شیعہ کو بہت تنگ کرتا تھا۔ ناصبی اس کی اور حضرت علی (ع)کی بہت توہین کرتا تھا ۔ شیعہ، ناصبی سے کہتا تھا مجھے تنگ نہ کرو ورنہ میں اپنےمولاحضرت علی (ع)سےتمہاری شکایت کروں گا۔ ناصبی بھی کہتا تھا : جاوٗ شکایت کرو تیرا مولا کیا کر سکتا ہے؟ شیعہ جب بھی دعا کرتا کوئی جواب نہیں آتا یہاں تک کہ ایک دن ناصبی نےشیعہ کو بہت تنگ کیا اور کہا دیکھا تیرا مولا کچھ نہیں کر سکتا؟ شیعہ بھی روتا ہوا امام کےحرم میں حاضر ہوا اور فریاد کرنےلگا : مولا میں برداشت کر کےبہت تھک گیا ہوں کیوں کچھ نہیں کرتے؟کیا آپ نہیں دیکھ رہےکہ وہ آپ کی کتنی توہین کرتا ہے؟ وہ فریاد کر کےحرم سےباہر آیا رات کو سویا خواب میں امام علی کی زیارت نصیب ہوئی امام نےفرمایا : یہاں آوٗ اسےمعاف کردو ہم سےاسکی شکایت نہ کرو ۔ اس شخص نےکہا مولا اس نےمجھے بہت تنگ کیا ہےاور آپ کی بہت توہین کی ہے۔ حضرت علی (ع)نےفرمایا سب سچ ہےپر اس کا میری گردن پہ ایک حق ہےکیونکہ وہ ایک بار گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہ اس کی نظر میرے روضے پہ پڑی وہ میرے روضے کےاحترام میں گھوڑے سےاترا اور پیدل چلنےلگا اس لئے اس کا میری گردن پر ایک حق ہے۔

صبح جب وہ خواب سےبیدار ہوا تو ناصبی نےاس کو پھر تنگ کیا اور کہا جاوٗ میری شکایت کرو۔ شیعہ نےجواب دیا : جتنا چاہےتنگ کرواب میں کسی سےشکایت نہ کروں گا ۔ ناصبی نےکہا : کیوں؟ شیعہ نےجواب دیا : میں نےخواب میں دیکھا ہےحضرت علی (ع)یہ فرمارہےتھے۔ ناصبی نےکہا : میں تو اکیلا تھا اس واقعہ کی کسی کو خبر نہیں۔ کیا ممکن ہےمیرے ایک بار احترام کرنےکی وجہ سےکوئی اتنا برداشت کرے اور ایسا سلوک کرے؟ اور اس کےبعد اس نےبلا فاصلہ کہا : اے امیرالمومنین (ع) مجھ سے غلطی ہوگئی ہے مجھے معاف کردو میں جاہل تھا اس بات کو سمجھ نہ پایا۔ اور وہ شیعہ ہوگیا۔

کیا یہ سب اس بات کی نشانیاں نہیں کہ ائمہ معصومین اللہ تعالی کےتربیت یافتہ ہیں؟ ایک گلاب کےپھول کےبدلے اور ایک بار احترام کےبدلے ایسا سلوک کرنا؟ !لیکن حضرت علی (ع) نےخود فرمایا : رسول اکرم کو اللہ تعالی نےادب سکھایا ہےاور مجھے رسول اکرم(ص) نےادب سکھایا ہےاور میں مومنوں کو ادب سکھانےوالا ہوں۔ یعنی اس پوری کائنات میں کوئی ایسا نہیں جس نےواسطہ کےساتھ یا بلاواسطہ ولایت سےتربیت نہ پائی ہو ۔

پوری کائنات کی تربیت

حقیقت میں اللہ تعالی نےاپنی تمام صفات ائمہ معصومین کو دے دی ہیں اورپوری کائنات کی تربیت ائمہ معصومین کےہاتھ میں ہےتمام کائنات پر ولایت مطلقہ ائمہ معصومین کی ہےاور پوری کائنات کےمربی ائمہ معصومین ہیں۔ کیا ہم زیارت آل یاسین میں نہیں پڑھتے؟

السَّلَامُ علیكَ یَا رَبَّانِيَّ آیَاتِهِ؛

سلام ہو آپ پر! اے اللہ کی آیات کی تربیت کرنےوالے۔ کیونکہ تمام چیزیں اللہ تعالی کی آیتیں ہیں۔ امام زمانہ بھی کائنات کےمربی ہیں۔

مرحوم شیخ رجب علی خیاط فرماتے ہیں : جب میں بیمار تھااور میں نےدوا کی ضرورت محسوس کی میں نےجب بھی دوائی استعمال کی دوائی کی آواز آئی :اے اباالحسن ! کیا مجھے اجازت ہےکہ میں رجب علی پر اثر کروں؟ میں متوجہ ہوا کہ دوائی بھی امام زمانہ کےحکم سےاثر کرتی ہے۔

حقیقت میں شفا دینےوالا اہلبیت کا نام اور ذکر ہےاسی طرح حضرت علی (ع)ارشاد فرماتے ہیں :

ذِكْرُنَا أَهْلَ الْبَیْتِ شِفَاءٌ مِنَ الْوَعْكِ وَ الْأَسْقَامِ وَ وَسْوَاسِ الرَّیْبِ؛

بحار، ج۲، ص۱۴۵۔

بخار، بیماری، وسوسے، شک اور تردید سےہم اہلبیت کی یاد شفا ہے۔

ایک اور روایت میں امام صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں :

خَلَقَ اللّهُ الْمَشِیَّةَ بِنَفْسِهَا ثُمَّ خَلَقَ الْأَشْیَاءَ بِالْمَشِیَّةِ؛

کافی، ج۱، ص۱۱۰

اللہ تعالی نےخودمشیئت کو پیدا کیا اور انسان کو، جنات کو، فرشتوں کو اور پوری کائنات کو اللہ تعالی نے مشیئت کےذریعے پیدا کیا اور حضرت نےفرمایا وہ مشیئت ہم ہیں۔

مجمع النورین، ص۲۱۵۔

اللہ تعالی نےخود بے واسطہ ہم ائمہ معصومین (ع)کو پیدا کیا اگر ہم نہ ہوتے اللہ تعالی کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔

رسول اکرم(ص)نےحضرت علی (ع)سےفرمایا:

لَوْ لَا نَحْنُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَ لَا حَوَّاءَ وَ لَا الْجَنَّةَ وَ لَا النَّارَ وَ لَا السَّمَاءَ وَ لَا الْأَرْض؛

کمال الدین، ص۲۵۴۔

اگر ہم نہ ہوتے اللہ تعالی آدم، حوا، جنت، دوزخ، آسمان، زمین کسی چیز کو نہ بناتا۔

پندرہویں مجلس

تمام کائنات سے ولایت کا سوال

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعلى حَكِيمٌ)

سورہ زخرف، آیت ۴۔

اوریہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں نہایت درجہ بلنداور پرازحکمت کتاب ہے۔امام علی النقی زیارت جامعہ میں ارشادفرماتے ہیں:

آتَاكُمُ اللَّهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدا مِنَ الْعَالَمِينَ

خدا نےآپ کو وہ مقام عطا کیا ہےجو عالمین میں سےکسی کو عطا نہیں کیا۔

یعنی اللہ تعالی نےجو چیز ائمہ معصومین کو دی ہےوہ کسی نبی، کسی ملائکہ، کسی انسان کو نہیں دی۔ ممکن ہےہم کہیں جو چیزیں اللہ تعالی نےتمام انبیاء، تمام ملائکہ، تمام اولیاء، تمام انسانوں کو الگ الگ دی ہیں وہ تمام چیزیں اللہ تعالی نےآپ کو ایک ساتھ دی ہیں۔ اس لئے رسول اکرم(ص) نےارشاد فرمایا :

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ فِي عِلْمِهِ وَ إِلَى نُوحٍ فِي فَهْمِهِ وَ إِلَى يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا فِي زُهْدِهِ وَ إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ فِي بَطْشِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى على بْنِ أَبِي طَالِب؛

بحار، ج۳۹، ص۳۹۔

جوبھی آدم کوعلم کےساتھ، نوح کوحلم کےساتھ، یحیي کوزہد کےساتھ، موسی کوغضب کےساتھ،ابراہیم کوحکمت کےساتھ،عیسی کو عبادت کےساتھ دیکھنا چاہتا ہےاسےچاہیے وہ امیرالمومنین (ع) کو دیکھے۔ یعنی حضرت علی (ع)تنہا ان تمام انبیاء کےکمالات رکھتے ہیں۔

یہ تو اہلبیت کےفضائل پر ایک نظر ہے۔ زیارت جامعہ میں اس طریقے سےبیان ہوئے ہیں:

وَ عِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ بِهِ رُسُلُهُ وَ هَبَطَتْ بِهِ مَلائِكَتُهُ

اور آپ کےپاس وہ سب کچھ ہےجسےخدا کےنمائندے لائے یا ملائکہ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

یعنی جو چیزین اللہ تعالی نےتمام انبیاء، تمام ملائکہ، تمام اولیاء، تمام انسانوں پر ابتدائے خلق سےلے کر رسول اکرم(ص) کےزمانےتک نازل فرمائیں وہ تمام چیزیں ہر امام معصوم کےپاس ہیں۔زیارت جامعہ کی اس عبارت کےمطابق تمام انبیاء، تمام اولیاء، تمام ملائکہ، تمام انسانوں کےفضائل ملاکر ائمہ معصومین کےفضائل کےساتھ مساوی اور برابر ہیں لیکن ائمہ معصومین کےلئے کچھ اور فضائل بھی ہیں جو

کسی اور میں نہیں یعنی ہر امام معصوم میں وہ تمام چیزیں ہیں جو تمام انبیاء میں ہیں اور اس سے بڑھ کر کچھ چیزیں بھی ہیں جو کسی اور میں نہیں۔

آتَاكُمُ اللَّهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدا مِنَ الْعَالَمِينَ

خدا نے آپ کو وہ مقام عطا کیا ہے جو عالمین میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔

یعنی اللہ تعالی نے آپ کو وہ چیزیں عنایت فرمائیں جو آپ کے علاوہ پورے جہان میں سے کسی کے پاس نہیں چاہے انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔

عالم ذر میں ولایت

اللہ تعالی نے جو کچھ ائمہ معصومین کو عطا فرمایا ان میں سے ایک چیز، تمام کائنات پر ائمہ معصومیں کی ولایت اور ان پر ایمان کو فرض کرنا ہے چاہے جن ہوں یا انسان، نباتات ہوں یا جمادات۔ حقیقت میں پوری کائنات میں ایسی کوئی چیز نہیں جس پر اللہ تعالی نے ائمہ معصومین کی ولایت اوردوستی فرض نہ کی ہو۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے جسکا نام آیت ذر ہے۔ اللہ تعالی اس آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا)

سورہ اعراف، آیت ۱۷۲۔

اورجب تمھارے پروردگار نے فرزندان آدم علیہ السلاّم کی پشتوں سے انکی ذریّت کو لے کر انھیں خود انکے اوپر گواہ بناکر سوال کیا کہ کیا میں تمھارا خدا نہیں ہوں تو سب نے کہا بیشک ہم اس کے گواہ ہیں۔

اس عالم کو عالم ذر کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس کی اولاد اور ذریت کو ذرات کی صورت میں آدم کے صلب میں قرار دیا اس کے بعد ان ذرات کو صلب آدم سے باہر نکالا اور انہیں قوت فہم اور ادراک بخشی اور قوت فیصلہ دے کر ان سب کا وہاں امتحان لیا۔ زیارت حضرت زہرا میں بھی اس عالم ذر کی طرف اشارہ ہوا ہے:

السَّلَامُ عليكِ يَا مُمْتَحَنَةُ امْتَحَنَكِ الَّذِي خَلَقَكِ فَوَجَدَكِ لِمَا امْتَحَنَكِ صَابِرَةً؛

مفاتیح زیارت حضرت زہراء۔

سلام ہو آپ پر اے آزمائش شدہ بیبی آپ کا اس اللہ نےامتحان لیا جس نےآپ کو پیدا کیا اس نےآپ کو آپ کی خلقت سےپہلے ہمیں صابرہ پایا۔

خلقت سےپہلے حضرت زہرا کس عالم میں خالص تھی ؟یہاں مقصود وہی عالم ذر اور خلقت نورانی ہےکہ جہاں اللہ تعالی نےحضرت زہرا کا اپنےلئے انتخاب فرمایا۔ دوسو ۲۰۰ سےزیادہ روایات عالم ذر کےبارے میں موجود ہیں جن میں اشارہ ہوا ہےکہ الست بربکم کےعلاوہ دو سوال اور پوچھے گئے یعنی کل تین سوال پوچھے گئے چوتھا کوئی سوال نہیں تھا۔ اللہ تعالی نےحضرت آدم اور تمام اولاد آدم سےیہ تین سوال پوچھے ۔

پہلا سوال: الست بربکم؛ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟

دوسرا سوال :ا لیس مُحَمَّد نبیکم؛ کیا حضرت محمد تمہارے نبی نہیں ہیں؟

تیسرا سوال : الیس علی و الائمۃ المعصومون ائمتکم؛

کیا حضرت علی (ع)اور ائمہ معصومین تمہارے امام نہیں ہیں؟

تفسیر فرات، ص۱۴۷

سب سے بہترین جواب نبیوں نےدیا باقی کسی نےایک سوال کا جواب دیا کسی نےدو سوالوں کےجواب دیے لیکن شیعہ اور اہلبیت کےمحبوں نےتینوں سوالوں کےٹھیک ٹھیک جواب دیے ۔ انہوں نےتیسرے سوال کا جواب بھی دیا اور ائمہ معصومین کی ولایت کو قبول کیا۔یہ تو ایک نمونہ ہےجس سےپتا چلتا ہےکہ کس طرح اللہ تعالی نےائمہ معصومین کی ولایت کو تمام موجودات پر پیش کیا۔

انبیاء کا وعدہ

ایک اور آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

(وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا)

سورہ زخرف، آیہ۴۵۔

اور آپ ان رسولوں سےسوال کریں جنہیں آپ سےپہلے بھیجا گیا ہے۔

یعنی اے رسول اکرم(ص) آپ تمام نبیوں سےسوال کرو اور پوچھو ان کو کیوں بھیجا گیا؟

روایات میں اس آیت کا شان نزول اس انداز سےبیان ہوا ہےجب رسول اکرم(ص) معـراج پـر گـئے وہـاں تمـام انبیـاء نےرسـول اکرم(ص) کا استقبال کیااور تمام انبیاء نےآپ کی اقتداء میں نماز ادا کی اس موقعے پر آواز قدرت آئی: اے پیمبر تمام نبیوں سےسـوال کـرو اور پوچھو ان کو کس بنیاد پر نبی بنایا گیا؟سب نےایک آواز ہو کہ کہا :

بُعِثْنَا عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ وَ الْإِقْرَارِ بِنُبُوَّتِكَ وَ عَلَى الْوَلَايَةِ لِعلى بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع؛

شواہد التنزیل، ج۲، ص۲۲۴۔

اللہ تعالی نےہم پیغمبروں کو تین چیزوں کی وجہ سےنبی بنایا ہےپہلا توحید کی گواہی، دوسرا تمہاری نبوت اور رسالت کا اقـرار، تیسـرا حضرت علی (ع)کی ولایت اور امامت ۔ اللہ تعالی نےعالم ذر میں تمام انبیاء سےولایت کےعہد اور پیمان کےبعد ہمیں دنیـا مـیں نبـی اور رسول بنا کےبھیجا اور اس کےبعد بھی فرمایا : میں تمہیں مبعوث کرتا ہوں تاکہ اپنی اپنی امتوں میں رسـول اکـرم(ص) اور امیرالمـؤمنین (ع) کی پہچان کرواو۔

بہت ساری روایات میں آیا ہےکہ حضرت علی (ع)کی امامت اور ولایت سابقہ نبیوں اور سابقہ امتوں میں رائج تھی یعنی حضـرت علـی (ع)ابتدا سےانتھا تک سب پر ولایت رکھتے ہیں۔

ولایت کےتوسل سےبارش کی درخواست

ہم نمونےکےطورپرایک واقعہ ذکرکرتےہیں: جب حضرت موسی نےاللہ تعالی سےپانی کا سوال کیا اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ)۔

سورہ بقرہ، آیت ۶۰۔

اور اس موقع کو یاد کرو جب موسٰی علیہ السّلام نےاپنی قوم کےلئے پانی کا مطالبہ کیا۔

یعنی جب حضرت موسی نےاللہ تعالی سےپانی کا سوال کیا تو اللہ تعالی نےجواب میں فرمایا : اے موسی لوگوں کو جمع کر اور بیاباں میں لے جا۔ حضرت موسی نےاس کام کو انجام دیا اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں التجا کی :

فَقَالَ مُوسَى إِلَهِي بِحَقِّ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَ بِحَقِّ على سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ وَ بِحَقِّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ وَ بِحَقِّ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْأَوْلِيَاءِ وَ بِحَقِّ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ وَ بِحَقِّ عِتْرَتِهِمْ وَ خُلَفَائِهِمْ سَادَةِ الْأَزْكِيَاءِ لَمَّا سَقَيْتَ عِبَادَكَ هَؤُلَاءِ؛

مستدرک، ج۵، ص۲۳۶۔

یعنی پروردگارا تمہیں رسول اکرم(ص)، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین کا واسطہ ہمیں سیراب فرما۔ اس عبارت سے پتا چلتا ہے کہ تمام انبیاء کا وظیفہ اپنی امتوں میں ائمہ معصومین کی پہچان کروانا تھا اور مشکلات میں ان سے مدد طلب کرنا تھا۔ اگر پہچان نہ کروائی ہوتی تو انکی قوم ان سے ضرور سوال کرتی : اللہ تعالی کو جن ہستیوں کا واسطہ دے رہے ہو یہ کون ہیں؟

عبادت، ولایت کا مقدمہ ہے

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عالم ذر میں نماز، روزہ، حج، خمس اور اس کے علاوہ دسیوں فروع دین کا ذکر کیوں نہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء کا مقصد صرف توحید، رسول اکرم(ص) کی نبوت، اہلبیت کی ولایت کی معرفت کروانا ہے۔ لیکن ان تین چیزوں کی بقاء اور حفاظت کیلئے ایک قانون کے مجموعے کی ضررت ہے۔ وہ قانون نماز، روزہ، حج، خمس اور باقی فروع دین ہے۔

اگر اللہ تعالی مجھ سے کہے تم پر مکہ جانا واجب ہے تو ہوائی جہاز کی ٹکٹ لینا اور ہوائی جہاز میں سفر کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ مکہ تک پہنچنے کیلئے یہ مقدمات انجام دینا ضروری ہیں۔

اسی طرح اصلی واجب تین چیزیں ہیں توحید، نبوت، ولایت ۔ لیکن ا ن تین چیزوں تک پہنچ کیلئے اور پہنچنے کے بعد ان کی حفاظت کیلئے اوران میں اور زیادہ مضبوط ہونے کیلئے فروع دین اور عبادت کی ضرورت ہے۔

اس بنا پر تمام عبادات اور اخلاقی مسائل کا فلسفہ ولایت تک پہنچنا ہے۔ اگر علی کی ولایت کسی کے پاس نہیں اس کے تمام اعمال اور عبادات باطل ہیں۔ اس طرح ہیں جیسے جل کر خاک ہوگئے ہوں اور ہوا میں اڑ گئے ہوں ۔اس کا فلسفہ بھی روشن ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اصلی واجب تین چیزیں ہیں توحید، نبوت، ولایت باقی تمام اعمال ا ن تین چیزوں کیلئے مقدمہ ہیں۔ اگر تمہارے پاس ولایت نہیں ہوگی تمہارے اعمال کس کام کے؟ تمہارے اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں، وہ باطل ہیں اگر ولایت نہ ہوتی تو اللہ تعالی نماز، روزہ اور دوسرے اعمال واجب نہ کرتا۔

امام صادق (ع) ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

نَحْنُ الصَّلَاةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ نَحْنُ الزَّكَاةُ وَ نَحْنُ الصِّيَامُ وَ نَحْنُ الْحَجُّ وَ نَحْنُ الشَّهْرُ الْحَرَامُ وَ نَحْنُ الْبَلَدُ الْحَرَامُ وَ نَحْنُ كَعْبَةُ اللَّهِ وَ نَحْنُ قِبْلَةُ اللَّهِ وَ نَحْنُ وَجْهُ اللَّهِ وَ نَحْنُ الْآيَاتُ وَ نَحْنُ الْبَيِّنَاتُ؛

بحار، ج۲۴، ص۳۰۳۔

قرآن میں نماز سے مراد ہم ہیں، زکات ہم ہیں، روزہ ہم ہیں، حج ہم ہیں، عزت والے مہینے ہم ہیں، کعبہ ہم ہیں، قبلہ ہم ہیں، اللہ کا چہرہ ہم ہیں، اللہ تعالی کی آیتیں ہم ہیں، اللہ تعالی کی روشن نشانیاں ہم ہیں۔

یعنی اللہ تعالی نے احکام اور عبادات کیلئے ایک ویٹامن رکھا ہے اگر وہ ویٹامن حاصل نہ ہوا تو ان احکام اور عبادات کا کوئی فائدہ نہیں اور وہ ویٹامن ولایت ہے۔

سولہویں مجلس

سابقہ امتوں میں علی کی ولایت

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔)

سورہ حجر، آیہ ۸۷۔

اور ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔

امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

آتَاكُمُ اللّهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدا مِنَ الْعَالَمِينَ

خدا نے آپ کو وہ مقام عطا کیا ہے جو عالمین میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔

سب سے پہلی بات جو اللہ تعالی نے ائمہ معصومین کو عنایت فرمائی وہ اللہ تعالی کے علاوہ تمام موجودات پر ان کی ولایت کو پیش کرنا ہے۔

ساتویں امام حضرت موسی کاظم ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں :

وَلَايَةُ على مَكْتُوبَةٌ فِي جَمِيعِ صُحُفِ الْأَنْبِيَاءِ وَ لَنْ يَبْعَثَ اللّهُ نَبِيّاً إِلَّا بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ وَ وَصِيَّةِ على صَلَوَاتُ اللّهِ عليهمَا ؛

کافی، ج۱، ص۴۳۷۔

اللہ تعالی نےامیرالمومنین (ع) کی ولایت مطلقہ کو تمام کتابوں اور تمام ا نبیا کے صحیفوں میں لکھ دیا ہےاور اللہ تعالی نے کسی نبی کو مقرر نہیں فرمایا مگر ولایت رسول اکرم(ص) اور ولایت وصی رسول اکرم(ص) حضرت علی (ع)پر۔

حضرت علی(ع) کا نام قرآن میں

ہم یہاں ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں: اس حدیث اور اس جیسی سیکڑوں حدیثوں کا مطلب یہ ہےکہ عبری، سریانی اور دوسری زبانوں میں امام علی کا نام اور تذکرہ تمام آسمانی کتابوں میں آیا ہےاب سوال یہ ہےکہ کیا قرآن میں امام علی کا نام اور تذکرہ آیا ہے؟ ہم کچھ جگہوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جہاں قرآن میں امام علی کانام موجود ہے:

۱۔ اللہ تعالی نےقرآن میں ارشاد فرماتا ہے:
(وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعلی حَكِيمٌ)

سورہ زخرف، آیت ۴۔

اور یہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں نہایت درجہ بلند اور پر از حکمت کتاب ہے۔ یعنی بتحقیق جسکا نام ام الکتاب میں یعنی سورہ حمد میں آیا ہےہمارے نزدیک علی صاحب حکمت ہے۔حدیث میں آیا ہےکہ لعلی حکیم سےمراد امیرالمومنین (ع) ہیں کیونکہ سورہ حمد میں صراط مستقیم سےمراد بھی امیرالمومنین (ع) ہیں

معانی الاخبار، ص۳۲۔

ہم دعائے ندبہ میں امام زمانہ کےبارے میں پڑھتے ہیں :
يَا ابْنَ مَنْ هُوَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَى اللَّهِ علی حَكِيم؛

اس کےفرزند جو ام الکتاب آیا ہےہمارے نزدیک علی صاحب حکمت ہے۔

۲۔ دوسری جگہ جہاں قرآن میں حضرت علی (ع) کا نام آیا ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتاہے:
(قَالَ هَذَا صِرَاطٌ علی مُسْتَقِيمٌ)

سورہ حجر، آیت ۴۱۔

ارشاد ہوا کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔یعنی یہ میرا رستہ اور یہ میرا رہبر مستقیم ہیں ۔ حدیث میں آیا ہے کہ
صِرَاطٌ علی مُسْتَقِیمٌ

اس آیت سے مراد بھی امیرالمومنین (ع) ہیں۔

نور الثقلین، ج۳، ص۱۵؛ بحار، ج۳۵، ص۳۶۳۔

مرحوم آیت اللہ نجابت شیرازی جب اس آیت پہ پہنچتے تو مسکرانا شروع کرتے اور فرماتے :اس جگہ- ادبیات کےلحاظ سے علی زبر کےساتھ بلکل مناسب نہیں یہاں علی مولا کا نام ہونا چاہیے کیونکہ دوسری آیتوں میں مناسبت پائی جاتی ہے۔
(وَ أَنَّ هذا صِراطي مُسْتَقيماً فَاتَّبِعُوه)

سورہ انعام، آیت153.

حدیث کےمطابق اس آیت میں صراط مستقیم سےمراد بھی امیرالمومنین (ع) ہیں۔

نور الثقلین، ج۱، ص۷۷۹؛ بحار، ج۳۵، ص۳۷۱۔

۳۔ تیسری جگہ جہاں قرآن میں حضرت علی (ع)کا نام آیا ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں سورہ یاسین میں ارشاد فرماتاہے:
(إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ)

سورہ یس، آیت تا۳۔

آپ مرسلین میں سےہیں بالکل سیدھے راستے پر ہیں۔یعنی یہاں ہم علی پڑھتے ہیں او رہےبھی علی لیکن حدیث میں آیا ہےکہ- علی صراط مستقیم اس آیت سےمراد بھی امیرالمومنین (ع) ہیں یعنی علی صراط مستقیم ہے

کافی، ج۱، ص۴۱۷۔

ان توضیحات کےبعد کوئی کیسےکہ سکتا ہےکہ دوسری تمام آسمانی کتابوں میں علی کا نام اور تذکرہ ہےلیکن قرآن میں علی کا نام اور تذکرہ نہیں؟ بلکہ سوال یہ ہونا چاہیے کہ قرآن کس مقصد کیلیے نازل ہوا ہے؟قرآن خود جواب دیتا ہےکہ :
(انَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ)

سورہ اسراء، آیت ۹۔

بیشک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہےجو بالکل سیدھا ہے۔یعنی یہ قرآن محکم اور مستقیم راستے کی طرف انسان کی ہدایت کرنے کیلیے آیا ہے۔ امام صادق (ع) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

قَالَ يَهْدِي إِلَى الْإِمَامِ يَهْدِي إِلَى الولآيت؛

تفسیر صافی، ج۳، ص۱۸۰۔

قرآن جس محکم اور مستقیم راستےکی ہدایت کرتاہےوہ محکم اور مستقیم راستہ ہماری امامت اورولایت ہےان دومطالب کوملانے سےپتا چلتا ہےکہ قرآن، ولایت اور فضائل اہلبیت کی پہچان کیلیے آیا ہے۔ قرآن علی کی پہچان کیلیے آیا ہے۔ اب اس بحث کی جگہ ہی نہیں رہتی کہ قرآن میں امامت اور ولایت کاتذکرہ ہےیا نہیں۔

ولایت ہمیشہ سےہی اصول دین میں شامل ہے

تمام آسمانی کتابوں میں امیرالمومنین(ع) کا تذکرہ ہے۔اب ممکن ہےکوئی سوال کرےسابقہ امتوں کی کتابوں کارسول اکرم(ص) کی امت سےکیا ربط ہےاورکیوں وہ علی کی معرفت کےمحتاج ہیں؟ہم جواب میں کہینگےامیرالمومنین(ع) کی ولایت اورباقی ائمہ کی ولایت تمام انبیاءاورسابقہ امتوں کےاصول دین میں شامل تھی اورسب کیلیےضروری تھاان پراجمالی طورپرایمان رکھیں۔امام صادق(ع)ایک روایت میں ارشادفرماتےہیں:

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ وَلَآيتنَا أَهْلَ الْبَيْتِ قُطْبَ الْقُرْآنِ وَ قُطْبَ جَمِيعِ الْكُتُبِ ؛

تفسیر عیاشی، ج۱، ص۵

اللہ تعالی نےہم اہلبیت کوتمام آسمانی کتابوں اورقرآن کریم کامرکزی محورقرارکیاہے۔اگرتمام آسمانی کتابوں اورقرآن کریم سےہمارا ذکرمٹادیاجائےتووہ کسی کام کےنہ رہینگےاورکوئی فائدہ نہ دینگےاسلیئےجب جنگ صفین میں عمروعاص کےحکم پرقرآن کونیزےپرچڑھایا گیاحضرت علی(ع)نےفرمایا:ان صفحوں پرتوجہ نہ کرومیں قرآن ناطق ہوں،ان صفحوں کی کوئی قیمت نہیں۔وہ کلمات قرآن کےذریعےقرآن ناطق اور ولایت سےلڑنا چاہتے ہیں۔

ہر جگہ علی کا نام

رسول اکرم(ص) نےارشاد فرمایا جب میں معراج پر گیا اور جنت اور جہنم کو دیکھا میں نےدیکھا کہ:

الْجَنَّةُ فِيهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَاب؛

جنت کے آٹھ دروازے ہیں

عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْهَا أَرْبَعُ كَلِمَات؛

اور ہر دروازے ہر چار کلمے لکھے ہوئے ہیں جن میں سے تیسرا علی ولی اللہ ہے۔

بحار، ج۸، ص۱۴۴۔

ایک اور حدیث میں رسول اکرم(ص) نے ارشاد فرمایا: جب میں معراج پر گیا میں نے نہ کوئی پردہ دیکھا نہ حجاب، نہ کوئی پتھر دیکھا نہ درخت، نہ کوئی پتا دیکھا سوائے یہ کہ ہر چیز پر علی علی علی لکھا تھا۔

مدینہ المعاجز، ج۲،ص۳۹۰۔

یعنی تمام چیزوں کے باطن اور احساس میں علی اور مسئلہ ولایت ہے۔ ایک اورحدیث میں رسول اکرم(ص)نے ارشادفرمایا: چاند، سورج کے ماتھے پراورتمام آسمان پرعلی کانام لکھاہے۔اسی طرح ارشادفرمایا :

مَا اسْتَقَرَّ الْكُرْسِيُّ وَ الْعَرْشُ وَ لَا دَارَ الْفَلَكُ وَ لَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ إِلَّا بِأَنْ كُتِبَ عليها لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ علی أَمِيرُ الْمُؤْمِنِين؛

الیقین، ص۲۳۹۔

عرش اورکرسی اپنی جگہ پہ کھڑے نہ تھے زمین اور آسمان اپنی جگہ پہ کھڑے نہ تھے مگر یہ کہ اللہ تعالی نےان پہ تین جملے لکھے

لاالہ الا اللہ، محمّد رسول اللہ، علی ولی اللہ ۔

کیاان تمام باتوں کےبعد بھی اس سوال کی جگہ باقی رہتی ہےکہ ولایت اصول دین میں سےہےیا اصول مذہب میں سے؟

اللہ کی ولایت

ایک روا یت میں امام صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَآيتنَا وَلَايَةُ اللَّهِ الَّتِي لَمْ يَبْعَثْ نَبِيّاً قَطُّ إِلَّا بِهَا ؛

کافی، ج۱، ص۴۳۷۔

ماری ولایت اللہ تعالی کی لایت ہےاللہ تعالی نےکوئی نبی نہیں بھیجامگر ہماری ولایت پر۔

اب اس روایت کی ایک معنی تو یہ ہےکہ جس کا بھی اللہ تعالی نےامتحان لیااوروہ کامیاب ہوااسےاللہ تعالی نےنبی بنایااوروہ امتحان ائمہ معصومین کی ولایت پرایمان اوران کی پیروی کاتھا۔اوراس روایت کی دوسری معنی یہ ہےکہ انبیاء کوبھیجنےکامقصدولایت کی پہچان کرواناہےیعنی

اللہ تعالی نے نبیوں کو بھیجا تاکہ وہ اپنی امتوں میں امیرالمومنین(ع)اوراہلبیت کی پہچان کروائیں۔تمام انبیاء میں سےاولوالعزم نبی پانچ کیوں ہیں؟اور ۳۱۳رسول کیوں ہیں؟ ہماری روایتوں میں ایا ہے کہ تمام نبیوں میں سے جس نبی نے ہماری ولایت کو اچھی طرح قبول کیا وہ اعلی مقام پرفائزہوا۔اولوالعزم نبیوں نےائمہ معصومین کی ولایت کو اچھے طریقے سے قبول کیا اس لئے اللہ تعالی نےان کا نام الوالعزم رکھا۔ یعنی ائمہ معصومین کی ولایت کو قبول کرنے کا عزم کرنےوالے۔

ا ب سوال یہ ہے کہ حضرت ادم اولوالعزم نبیوں میں سے کیوں نہ ہوئے؟ اللہ تعالی قران کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

(وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا)

سورہ طہ، آیت ۱۱۵۔

اورہم نے آدم سےاس سے پہلے عہدلیامگرانہوں نےاسے ترک کردیااورہم نےانکےپاس عزم وثبات نہیں پایا۔

یعنی ہم نےادم میں عزم نہ پایا۔اللہ تعالی نےجنت میں حضرت ادم سےیہ فرمایاتھاکہ: تم اورحواجوچاہوجنت میں کھاولیکن اس ولایت کےپاک درخت کےقریب نہ جانا۔یہ درخت ائمہ معصومین سے مخصوص ہےاورکسی کااس میں کوئی حصہ نہیں،لیکن حضرت ادم نےاس درخت سے کچھ مقدارکھائی تواوازقدرت ائی: تیری اس نافرمانی اورترک اولی پر تمہیں جنت سےنکالاجاتاہے۔

ان باتوں سےیہ نتیجہ نکلاکہ ولایت اورامامت نہ صرف دین اسلام اوراس امت میں بلکہ تمام ادیان مسیحیت، یھودیت اورتمام کائنات میں عالم ذر سےاج تک اصول دین تھی ہےاوررہےگی۔

سترہویں مجلس

تمام کائنات پر ولایت کو پیش کیا گیا

اللہ تعالی قران میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ)

سورہ یس، آیت ۱۲

اورہم نےہرشے کوایک روشن امام میں جمع کردیاہے۔

امام علی نقی زیارت جامعہ میں ارشادفرماتےہیں:

آتَاكُمُ اللَّهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدا مِنَ الْعَالَمِينَ

خدانے آپکو وہ مقام عطا کیا ہے جو عالمین میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔

ائمہ معصومین کی ولایت کو تمام کائنات پر پیش کیا گیا ہے۔ابتدا میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالی نے اس کائنات (جس میں انسان زندگی گذار رہے ہیں) کے علاوہ کوئی اور کائنات پیدا کی ہیں؟اگر اللہ تعالی نے دوسری کائنات پیدا کی ہیں تو ان پر اللہ تعالی کی حجت اور ان کا امام کون ہے؟

امام صادق (ع) نے ایک روایت میں ارشاد فرمایا :

إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اثْنَيْ عَشَرَأَلْف عَالَمٍ كُلُّ عَالَمٍ مِنْهُمْ أَكْبَرُ مِنْ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ وَ سَبْعِ أَرَضِينَ مَا يَرَى عَالَمٌ مِنْهُمْ أَنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَالَماً غَيْرَهُمْ وَ إِنِّي الْحُجَّةُ عليهمْ؛

خصال، ج۲، ص۶۳۹۔

اللہ تعالی نے بارہ ہزار دنیائیں پیدا کی ہیں ان میں سے ہر کائنات ہماری کائنات (جس میں سات آسمان اور سات زمینیں شامل ہیں) سے بڑی ہے۔میں تمام کائناتوں کیلئے اللہ تعالی کی حجت ہوں اور ان کا امام ہوں۔

اب کوئی تعجب کا مقام نہیں!اگر قنبر مولا علی کے بارے میں فضہ سے پوچھے امیر المومنین کہاں ہیں؟ اور فضہ جواب میں کہے:

عرج المولى الى السماء ليقسم ارزاق العباد؛

میرے مولا بندوں کا رزق تقسیم کرنے آسمان کی طرف گئے ہیں۔قنبر نے سمجھا فضہ مذاق کر رہی ہیں۔قنبر مولا علی کو ڈھونڈتے ایک باغ میں مولا علی کو پاتے ہیں۔اور مولا علی سے یہ ماجری بیان کرتے ہیں مولا علی نے جواب میں فرمایا:قنبر آرام سے!گویا تم ہم پر اور ہماری ولایت پر حقیقی ایمان نہیں رکھتے!اے قنبر یہ دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے ہمارے لئے اس اخروٹ کی طرح ہے جو ہماری ہاتھ میں ہو۔

شرح زیارت جامعہ، حسین گنجی، ج۲، ص۱۸۲۔

اس سے پتا چلتا ہے فضہ کا مقام قنبر سے بلند ہے اور قنبر کو اتنا پتا نہیں جتنا فضہ جانتی ہیں کیونکہ قنبر باہر رہتے تھے اور فضہ گھر میں رہتی تھیں۔

ائمہ کی وسعت امامت

امام کے اس قول کا مقصد صرف اس دنیا کا امام نہیں بلکہ ان کا امام ہونا اور اللہ تعالی کی طرف سے حجت ہونا سب کو شامل ہے یعنی اللہ تعالی کے علاوہ سب پر حجت ہیں اور ان کی امامت تمام کائناتوں پر فرض ہے۔جیسا کہ:

(وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ)

سورہ زخرف، آیت84.

اور وہی وہ ہےجو آسمان میں بھی خدا ہےاور زمین میں بھی خدا ہے)اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ یہاں:
(وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ)

سے مراد ائمہ معصومین اور امیرالمومنین(ع) ہیں۔

تفسیر نور الثقلین، ج۴، ص۶۱۷۔

یعنی امام تمام کائناتوں پر حاضر اور ناظر ہیں ۔اور امام مسافت طے کرنے کا محتاج نہیں جیسا کہ قنبر نے سوچا۔ کیونکہ تمام کائناتیں امام کے سامنے اخروٹ کی طرح ہیں ۔اخروٹ کو الٹ پلٹ کرنے اور دیکھنے میں کتنا ٹائم لگتا ہے؟ ایک سیکنڈ یا اس سے بھی کم بلکہ۔ اخروٹ کو دیکھنے کیلئے ٹائم نہیں لگتا کیونکہ وہ ہمارے سامنے ہے۔

رسول اکرم(ص) کے دور میں ۳۹ انتالیس افراد میں اختلاف ہوا ان میں سے ہرایک کادعوی تھاکہ ہم نے رات امام علی کی مہمان نوازی کی ہےاوران میں ہرایک قسم کھارہاتھا کہ رات امام علی ہمارے مہمان تھے۔ وہ سب رسول اکرم(ص) کی بارگاہ میں آئےتاکہ اس مسئلے کو حل کریں۔جب رسول اکرم(ص) کواپنی بات بتاچکےتو رسول اکرم(ص) نے فرمایاعلی تورات میرے مہمان تھے۔لوگوں نے دیکھا کہ مشکل حل نہیں ہوئی بلکہ ایک اورفرد کااضافہ ہوگیا۔اب چالیس۴۰افراد ہوگئےجن کادعوی تھاکہ رات علی ان کے مہمان تھے۔اب تمام لوگ وحی کاانتظار کرنے لگےاسوقت جبرئیل نازل ہوئےاور فرمایااےاحمد! اللہ تعالی کاسلام قبول فرمائیں اللہ تعالی فرماتاہےکہ کل رات علی میرے پاس عرش پہ میرے مہمان تھے۔

صحیفہ الابرار، ج۲، ص۸۴۔

یعنی تمام کائنات میں علی تھےاورعلی کےوجود سے کوئی جگہ خالی نہ تھی۔

اسی طرح جب رسول اکرم(ص) معراج سے پلٹے تو حضرت علی (ع)، رسول اکرم(ص) کو آسمانوں کےبارے میں بتانے لگے اور معراج کا ماجرا بتایا رسول اکرم(ص) نےپوچھا اے علی! کیا تم عرش پر میرے ساتھ تھے؟امام نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں یہیں سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

بحار، ج۱۶، ص۳۱۸۔

یعنی حضرت علی (ع) عرش کی باتیں جاننےکیلئے عرش پہ جانے کے محتاج نہیں۔ اب یہ حکمت کا تقاضہ تھا کہ حضرت علی (ع) اس طرح بیان کریں کیونکہ ہم انسانوں کی ناقص عقلیں اس سے زیادہ کو سمجھ نہیں سکتیں۔ اگر اس سے زیادہ ہماری عقلیں سمجھ سکتیں تو امام علی کسی اور طریقے سے بیان کرتے کہ اللہ تعالی کے علاوہ تمام موجودات ہماری ولایت کے تابع ہیں۔

موجودات پر ولایت

اللہ تعالی کے علاوہ تمام موجودات پر ولایت کا پیش کیا جانا:

دوسرا قابل ذکر موضوع یہ ہے کہ ائمہ کی ولایت اللہ تعالی کے علاوہ تمام موجودات کو شامل ہے جس میں آسمان، زمین، جمادات اور نباتات ہیں۔

ایک روایت میں امام رضا فرماتے ہیں :

عَرَضَ اللَّهُ الْوَلَايَةَ عَلَى أَهْلِ السَّمَاوَاتِ؛

اقبال الاعمال، ج۲، ص۲۶۲۔

اللہ تعالی نے ہماری ولایت کو آسمان والوں اور زمین والوں پر فرض کیا ہے۔ آسمانوں میں سے ساتویں آسمان نے ہماری ولایت قبول کرنے میں سبقت کی تو اللہ تعالی نے اسے زینت دی کہ عرش بنا دیا۔ اس کے بعد چوتھے آسمان نے ہماری ولایت کو قبول کیا تو اللہ تعالی نے اسے بیت المعمور سے زینت بخشی۔ اس کے بعد دنیا کے آسمان نے ہماری ولایت قبول کی تو اللہ تعالی نے اسے ستاروں سے زینت بخشی۔

اس کے بعد ہماری ولایت کو زمین پر پیش کیا گیا جس زمین نے سب سے پہلے ہماری ولایت کو قبول کیا وہ مکہ کی سر زمین تھی تو اللہ تعالی نے اسے اپنے گھر سے زینت بخشی۔ اسکے بعد مدینہ کی سرزمین نے ہماری ولایت کو قبول کیا تو اللہ تعالی نے اسے رسول اکرم(ص) کے روضے سے زینت بخشی۔ اس کے بعد کوفہ کی سرزمین نے ہماری ولایت کو قبول کیا تو اللہ تعالی نے اسے حضرت علی (ع) کے روضے سے زینت بخشی ۔اس کے بعد ہماری ولایت کو پانی پر پیش کیا گیا جس پانی نے ہماری ولایت کو قبول کیا وہ پانی میٹھا ہو گیا اور جس پانی نے ہمای ولایت کو قبول نہ کیا وہ پانی کڑوا ہو گیا۔ اس کے بعد ہماری ولایت کو نباتات پر پیش کیا گیا جس نے ہماری ولایت کو قبول کیا وہ نباتات باارزش بن گئی۔

ایک اور روایت میں امام علی ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَرَضَ وَلَايَتَنَا عَلَى أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ أَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَ الثَّمَرِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ فَمَا قَبِلَ مِنْهُ وَلَايَتَنَا طَابَ وَ طهرَ وَ عَذُبَ وَ مَا لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ خَبُثَ وَ رَدِيَ وَ نَتُنَ؛

مستدرک الوسائل، ج١٦، ص١٣٤۔

اللہ تعالی نےہماری ولایت کوآسمان والوں، زمیں والوں، انسانوں اورجنوں پرپیش کیاجس نےہماری ولایت کوقبول کیاوہ اعلی اورپاکیزہ بن گیااورجس نےہماری ولایت کوقبول نہ کیاوہ پست اوربدبودارہوگیا۔حیوانات میں سےبھی جس نےہماری ولایت کوقبول کیاوہ خوش آواز بن گیااورجس نےہماری ولایت کوقبول نہ کیاوہ بدآواز بن گیاجیسے گدھاجسےقرآن میں سب سےبدآواز کہاگیاہے۔

سورہ لقمان، آیت ١٩۔

امام رضاعلیہ السلام ایک حدیث میں ارشادفرماتےہیں:
فِي جَنَاحِ كُلِّ هُدْهُدٍ خَلَقَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ آلُ مُحَمَّدٍ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ؛

کافی، ج٦، ص٢٢٤۔

تمام موجودات میں سےہدہدکےپروں پرسریانی زبان میں یہ لکھاہےکہ آل محمدتمام موجودات میں سےبہترین مخلوق ہیں۔اس وجہ سےہدہد کاخون بہانااورگوشت کھانامکروہ ہے۔

داؤد رقی نقل کرتےہیں میں امام صادق(ع)کی خدمت میں تھااتنےمیں ایک شخص داخل ہواجسکےہاتھ میں ایک ذبح شدہ پرندہ تھا،جس کا خون اس کےہاتھوں سےٹپک رہاتھا۔امام اس پرغضبناک ہوئےاوراسکےہاتھ سےوہ ذبح شدہ پرندہ لےکرزمین پررکھااورفرمایاتمہارےعالم یامجتہدنےتمہیں اسےذبح کرنےکاحکم دیاہے؟کیاتمہیں پتانہیں یہ پرندہ آسمان کیطرف پروازکرتاہےاورہمیشہ آل محمدکےمصائب پہ گریہ کرتاہےاور اس پرندے کی تسبیح سورہ حمد ہے۔ کیا جو پرندہ اہلبیت سے محبت کرےاور سورہ حمد کی تلاوت کرے اسےذبح کیا جائے؟

خصال، ج١، ص٣٢٦۔

اسی طرح ایک پرندہ ہےجسےقنابرکہا جاتا ہےاس پرندے کا ورد زباں یہ ذکر ہے:
الْعَنْ مُبْغِضِي على ع اللَّهُمَّ أَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ وَ أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ؛

علل الشرایع، ج١، ص١٤٣۔

پروردگارا!دشمنان علی پہ لعنت کر،جوبھی علی سےبغض رکھےتوبھی اس سےبغض رکھ جوبھی علی سےمحبت کرےتوبھی اس سےمحبت کر۔

اسکے علاوہ روایات میں آیا ہے کہ رسول اکرم(ص) نے فرمایا جبرئیل کے ایک پر پہ لکھا ہے:
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ

کوئی اللہ نہیں سوائے اس ایک اللہ کے اور محمد اسکا رسول ہے۔ اور دوسرے پر پہ لکھا ہے:
وَ مَكْتُوبٌ عَلَى الْآخَرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ علی الْوَصِيُّ؛

صراط مستقیم، ج۱، ص۲۴۳۔؛ مدینۃ المعاجز، ج۴، ص۴۰۸۔

کوئی اللہ نہیں سوائے اس ایک اللہ کے اور علی وصی ہے۔ یعنی قدرت نے جو جبرئیل کو طاقت پرواز دی ہے اور اتنی عظمت والا قرار دیا ہے اسکا سبب جبرئیل کا توحید، رسالت، اور ولایت کی گواہی دینا ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ یہ کہنا بھی ضروری ہے انسانوں میں اہلبیت کے فضائل سننے کی آمادگی نہ تھی۔ آپ دیکھیں مسلمانوں نے اپنی حدیث کی کتابوں میں سلمان سے کتنی روایتیں نقل کی ہیں؟ ابوذر سے کتنی روایتیں نقل کی ہیں؟ جابر بن عبداللہ انصاری سے کتنی روایتیں نقل کی ہیں؟ سلمان سے نقل کی ہوئی روایتیں شاید پچاس ۵۰ تک بھی نہ پہنچیں حالانکہ رسول اکرم(ص) کے قول کے مطابق سلمان اہلبیت میں سے تھا کیا رسول اکرم(ص) نے سلمان سے مطالب بیان نہ کئے ہوں گے ؟ جن مطالب کی تعلیم رسول اکرم(ص) نے سلمان کو دی وہ بہت بلند مطالب ہیں۔ بلکہ روایات میں آیا ہے کہ:
سَلْمَانُ بَحْرٌ لَا يُنْزَفُ وَ كَنْزٌ لَا يَنْفَدُ؛

بحار، ج۲۲، ص۳۴۸۔

سلمان اس سمندر کی طرح ہے جسکا کوئی کنارا نہیں۔ سلمان ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا؛ کیونکہ رسول اکرم(ص) نے ملاحظہ فرمایا کہ اکثریت ان مطالب کو نہیں سمجھ سکتی اسلئے بلند مطالب کی تعلیم سلمان کو دی اور باقی چھوٹے موٹے مطالب اکثریت کو بتائے۔

اٹھارویں مجلس

توحید، اسلام، ایمان اور ولایت

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ)

سورہ روم، آیت5.

اور اسی دن صاحبانِ ایمان خوشی منائیں گے اللہ کی نصرت و امداد کے سہارے کہ وہ جس کی امداد چاہتا ہے کردیتا ہےاور وہ صاحب عزت بھی ہےاور مہربان بھی ہے۔

امام علی نقی(ع) زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

آتَاكُمُ اللّهُ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدا مِنَ الْعَالَمِينَ

خدانےآپ کو وہ مقام عطاکیاہےجوعالمین میں سےکسی کوعطانہیں کیا۔

گزشتہ ابحاث میں بیان ہواکہ خداوندمتعال نےآئمہ معصومین کی ولایت کوتمام کائنات کےآگےپیش کیا، یہاں ہم یہ دیکھناچاہتے ہیں کہ ولایت اورتوحید، اسلام اورایمان میں کونساربطہ ہے۔

ولایت اورتوحید

جب ہم ولایت اور توحید کے متعلق حدیثوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہےکہ ولایت اور توحیددو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ حقیقت میں ایک چیز کےدو نام ہیں۔ ولایت اور توحیدمیں کوئی فرق نہیں۔ ولایت کا کام توحید کو پہنچانا ہےاور اس سےیہ نتیجہ بھی نکلتا ہےکہ جو ولایت کےدائرے میں نہیں وہ توحید کےدائرے سےباہر ہےجس کےپاس ولایت کی نعمت نہیں اسےموحد کہلانے کا کوئی حق نہیں۔

ہم اس مطلب کا اثبات دو ایسی حدیثوں سےکرتے ہیں جو سند کےلحاظ سےعلماکےدرمیان سلسلہ الذہب کےنام سےمشہور ہیں یعنی ان کےراوی آئمہ اور فرشتے ہیں اور یہ ان حدیثوں کی ہی خصوصیت ہےکہ اگر ان حدیثوں کی سند کو زعفران سےلکھ کہ پانی میں ملا کےکسی مریض کو پلائیں تو اللہ تعالی کےحکم سےشفایاب ہوگا۔

صحیفہ الابرار، ج۲، ص۸۴۔

ان دوحدیثوں میں سےایک تووہ حدیث ہےجو امام علی رضا(ع) نےہزاروں راویوں کی موجودگی میں نیشاپورکےمقام پہ ارشادفرمائی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ عَذَابِي قَالَ فَلَمَّا مَرَّتِ الرَّاحِلَةُ نَادَانَا بِشُرُوطِها وَ أَنَا مِنْ شُرُوطِها؛

بحار، ج۳،ص۷۔

کلمہ لاالہ الا اللہ، اللہ تعالی کامضبوط قلعہ ہےجوبھی یہ کلمہ زبان پرلاتاہےوہ اللہ تعالی کےمضبوط قلعے میں داخل ہوجاتاہےاور عذاب الٰہی سےامان پاتاہے۔

اس حدیث کےآخر میں امام(ع) فرماتے ہیں اللہ تعالی کےمضبوط قلعے میں داخل ہونےکیلئے اور عذاب الٰہی سےامان پانےکیلئے چودہ شرطیں ہیں جوکہ چودہ معصومین ہیں ان شرائط میں سےایک میری امامت اور ولایت کا عقیدہ ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَايَةُ علی بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ مِنْ عَذَابِي؛

بحار، ج۳۹، ص۲۴۶۔

کلمہ کی طرح حضرت علی(ع) کی ولایت بھی اللہ کا مضبوط قلعہ ہےجوبھی حضرت علی(ع)کی ولایت کا اقرار کرتا ہےوہ اللہ تعالی کےمضبوط قلعے میں داخل ہوتا ہےاور عذاب الٰہی سےامان پاتا ہے۔

اس مقام پہ سوال اٹھتاہےکہ کیااللہ تعالی کےدومختلف قلعے ہیں ایک کانام توحیداوردوسرے کانام ولایت ہے، یا اللہ تعالی کا ایک ہی قلعہ ہےجس کےتوحید اور ولایت دو نام ہیں؟ جواب یہ ہےکہ اللہ تعالی کا ایک ہی قلعہ ہےجس کےتوحیداورولایت دو نام ہیں۔ توحیدکےظہورکانام ولایت ہےاوراللہ تعا لی نےائمہ معصومین(ع)کی زباں میں کلام کیاہےاب جوبھی ولایت کاقائل نہیں وہ حقیقت میں توحید کامنکرہے۔

ایک شخص رسول اکرم(ص)کی بارگاہ میں کسی چیز کا سوال کرتا ہےتو آنحضرت (ص) جواب میں فرماتے ہیں : اگر اللہ تعالی نےچاہا اور امیرالمومنین (ع)نےچاہا تو ہوجائے گا۔

القطرہ من بحار مناقاب النبی والعترہ، ج۱، ص۱۹۳۔

یعنی اللہ تعالی کی مشیت اورامیرالمومنین (ع) کی چاہت ایک ہی ہیں۔ عالم امکان میں کسی چیز کےظاہر ہونےکیلئے ولایت کی چاہت بھی ضروری ہے۔ہم یہاں نمونےکےطور پر دومقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

پہلا نمونہ:

آپ حدیث کسامیں ملاحظہ فرماتے ہیں جبرئیل اللہ تعالی سے کسامیں جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں جب اللہ تعالی اجازت دیتا ہے تو زمین پر آتے ہیں اور رسول اکرم(ص) کی بارگاہ میں آسمانی ماجرا کو بیان کرتے ہیں اور عرض کرتے ہی :

یا رسول اللہ کیا آپ مجھے کسامیں آنے کی اجازت دیتے ہیں ؟ اگر اللہ تعالی نے اجازت دی ہے تو پھر دوسری اجازت کس لیئے؟ اس سے سمجھ میں آیا اللہ تعالی کی اجازت کے ساتھ رسالت اور ولایت کی اجازت بھی ضروری ہے۔

دوسرا نمونہ:

زیارت جامعہ میں ہم پڑھتے ہیں :

لا يَأْتِي عليها إِلا رِضَاكُمْ

سوائے آپ کی رضامندی کے محو نہیں ہو سکتے۔

یعنی اے میرے سردار! میرے اور میرے اللہ کے درمیان وہ گناہ ہیں جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں آپکی رضا کے علاوہ ان گناہوں کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔اللہ تعالی نے گناہوں کی معافی کیلیئے رضائے اہلبیت کی شرط رکھی ہے یعنی اللہ تعالی نے یہ اختیار اہلبیت کے سپرد کیا ہے۔

زیارت جامعہ میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

مَنْ أَرَادَ اللّٰهَ بَدَأَ بِكُمْ وَ مَنْ وَحَّدَهُ قَبِلَ عَنْكُمْ وَ مَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ

یقینا جس نے اللہ کا ارادہ کیا اس نے آپ سے شروع کیا اور جس نے اللہ کو ایک جانا اس نے آپ کی تعلیم کو قبول کیا اور جس نے خدا کا قصد کیا وہ آپ کے ذریعے متوجہ ہوا ۔

یعنی جو بھی اللہ تعالی کی معرفت چاہتا ہے آپ سے ابتدا کرتا ہے۔ اگر میں نہیں جانتا کہ کس طرح اللہ کے شہر میں داخل ہو جاؤں مجھے کہنا چاہیے اے امیرالمومنین (ع)! اے فاطمہ زہرا(ع)! اے ائمہ معصومین(ع)! اے صاحب الزمان(ع)! میں اللہ کے شہر میں داخل ہونا چاہتا ہوں اور مجھے پتا نہیں وہ کہاں ہے! لیکن اتنا پتا ہے کہ آپ جانتے ہیں اور آپ اس میں رہتے ہیں کیا ممکن ہے آپ میرا ہاتھ تھام کر مجھے بھی اللہ تعالی کے شہر میں داخل کریں؟

جس نے بھی اللہ تعالی کی وحدانیت کو مانا ہے یعنی اللہ کو واحد، احد، فرد، صمد مانا ہے اسکی ایک نشانی ہے وہ نشانی یہ ہے کہ وہ آپ لوگوں کو مانتا ہے اور آپ کے فضائل، کمالات، صفات اور کلمات کو مانتا ہے۔

جوبھی اللہ کے نزدیک ہوناچاہتاہےاوراسکادیدار کرناچاہتاہےاسے چاہیے آپ کوذریعہ قرار دے۔ کیونکہ جو بھی نمازپڑھتاہےیاروزہ رکھتاہےیاحج انجام دیتاہےہم قطعی حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ اللہ کی راہ کامسافر ہے کیونکہ ہم سے زیادہ ہمارے مخالف اوردشمن نمازی، روزہ دار اور حج کرنےوالے ہیں۔ اللہ کےراہ کی نشانی یہ ہےکہ وہ چہاردہ معصومین کی طرف سفر کرے۔

جوبھی اللہ تعالی کادیدار کرناچاہتاہےاسے چاہیےآئینہ خداکی زیارت کرےیعنی ائمہ کی زیارت کوجائےکیونکہ اللہ کی صفات، اللہ کی عظمت، اللہ کی رحمت سب ان میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

علامہ مجلسی تحفہ الزائرکی ساتویں زیارت میں حضرت علی(ع)کو اس جملے سےخطاب کرتے ہیں:

السَّلَامُ عَلَى نَفْسِ اللَّهِ تَعَالَى الْقَائِمَةِ فِيهِ بِالسُّنَن؛

تحفہ الزائر، ص۱۰۶۔

سلام ہواس نفس الہی پر جس کی بدولت اللہ کی سنتیں قائم ہیں۔ نفس الہی پرسلام کا مطلب کیاہے؟ یعنی اس پر سلام جس میں اللہ تعالی کی تمام صفات ہیں جس میں اللہ تعالی کےتمام کمالات ہیں ۔ جوخارج میں اللہ تعالی کےتمام افعال کووجوددیتا ہے، یہ ساری صفات امیرالمومنین (ع) کےوجود میں جمع ہیں۔

امام صادق (ع) سےمنقول ایک روایت میں امام ارشاد فرماتے ہیں:

بِنَا عُبِدَ اللَّهُ وَ بِنَا عُرِفَ اللَّهُ وَ بِنَا وُحِّدَ اللَّه؛

کافی، ج۱، ص۱۴۵۔

اللہ تعالی کی بندگی ہمارے ذریعے ہوتی ہےاللہ تعالی کی معرفت ہمارے ذریعے ہوتی ہےاور ہمارے ہی ذریعے خدا کو ایک مان کر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس جملے کی دو معنی ہو سکتی ہیں پہلی معنی: اگر اللہ تعالی ہمیں پیدا نہ کرتا تو کوئی اللہ تعالی کی بندگی نہ کرسکتا اور کوئی بھی اللہ تعالی کی معرفت حاصل نہ کرسکتا یعنی کوئی بھی توحید کی کلاس میں نہ بیٹھ سکتا۔ ہمارے سبب خدا کی پہچان ہوئی، اللہ تعالی کی یکتائی ہمارے سبب ہےورنہ لوگ اللہ تعالی کی معرفت اور بندگی میں ہزاروں چیزوں کو شریک کرلیتے۔

دوسری معنی یہ ہےکہ: اگر ہم معصوم امام نہ ہوتے لوگوں کےپاس اللہ تعالی کی بندگی اور معرفت کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا وہ اللہ تعالی کی توحید کو نہ سمجھ سکتے اسی طرح ارشاد فرمایا چاہےکوئی نبی ہو یا غیر نبی اس نےتوحید ہم سے سیکھی ہےہم توحید کےستون ہیں۔دعائے ماہ رجب میں امام زمانہ ارشاد فرماتے ہیں:

فَبِهِمْ مَلَأْتَ سَمَاءَكَ وَ أَرْضَكَ حَتَّى ظَهَرَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْت؛

مفاتیح الجنان، ماہ رجب میں ھر روز کی پانچویں دعا۔

پروردگارا! ائمہ معصومین کے اسما، کمالات اور صفات سے تو نے زمین اور آسمان کو پر کردیا یہاں تک کہ ہر چیز توحید کی گواہی دینے لگی۔

اللہ تعالی حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں :

كنت كنزا مخفيا فأحببت أن أعرف فخلقت الخلق لكي أعرف؛

بحار، ج۸۴، ص۱۹۹۔

میں مخفی خزانہ تھا کسی کو میری معرفت نہ تھی میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ اب میں کیا کروں کہ لوگ مجھے پہچان لیں کہ میں خدا ہوں؟ اس وقت اللہ تعالی نے اپنی صفات اور کمالات ائمہ معصومین (ع) کو عطا فرمائیں تاکہ وہ توحید کی پہچان کروائیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی توحید ذات کو چاہتا تھا یا توحید صفات کو؟ ذات خدا کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا، خداوند کریم کی ذات یکتا ہے ہم توحید صفاتی کے مکلف ہیں اور جس نے ہمیں توحید صفات اور توحید اسما سکھائی وہ ائمہ معصومین ہیں۔

جو بھی ولایت کو قبول نہیں کرتا وہ حقیقت میں اللہ تعالی کی توحید کو نہیں مانتا ہمیں حق نہیں کہ اسے موحد کہیں کیونکہ وہ اللہ تعالی کا منکر ہے۔

جو ائمہ معصومین (ع) کے علاوہ توحید تک پہنچنا چاہتا ہے اور کسی کو خدا کے نام سے پکارتا ہے اس کا خدا واقعی نہیں کیونکہ واقعی خدا تو وہ ہے جس کا تعارف ائمہ معصومین نے کروایا ہے۔

ولایت اور اسلام

احادیث متواترہ کے مطابق نہ صرف ولایت اسلام کا رکن ہے بلکہ اسلام کا بلند ترین رکن ولایت ہے۔ ہم نمونے کے طور اس آیت کا ذکر کرتے ہیں جو واقعہ غدیر کے بعد ولایت کی پہچان میں نازل ہوئی :

(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عليكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا)

سورہ مائدہ، آیت ۳۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کردیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے۔

یہاں مذھبکم نہیں آیا بلکہ دینکم آیا ہے یعنی ولایت صرف مذہب کو مکمل نہیں کرتی بلکہ ولایت دین کو مکمل کرنے والی چیز ہے؛ کیونکہ ولایت کے بغیر اللہ تعالی کی نعمتیں ناقص ہیں۔ آخر میں اللہ تعالی فرماتا ہے اب میں تمہارے دین اسلام سے راضی ہوں۔ یعنی اللہ۔

تعالی اس جملے کے ذریعے فرمانا چاہتا ہے ولایت اسلام کا جزء ہے، اسلام کا رکن ہے۔نہ کہ اصول مذہب اسلئے ارشاد ہوا : بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ الْوَلَايَةِ وَ الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ الصَّوْمِ وَ الْحَجِّ وَ لَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ مَا نُودِيَ بِالْوَلَايَة ؛

وسایل الشیعہ، ج۱، ص۱۸۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکات، روزہ، حج اور لایت جتنی تاکید ولایت کے بارے میں کی گئی ہے اتنی تاکید کسی چیز کے بارے میں نہیں۔

وہ ولایت جو نماز اور روزہ کے مقابل ہے وہ ولایت سے دوستی اور ولایت کی پیروی کی معنی میں ہے لیکن ولایت پر ایمان اور امامت، اصول دین میں سے ہے اور توحید اور رسالت سے الگ ہیں۔

ولایت اور ایمان

جو آیت غدیر کے دن نازل ہوئی اس کے آخر میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:
(إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ)

اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔

جو لوگ غدیر خم میں جمع ہوئے تھے کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ ظاہر میں سب مسلمان تھے اور حج کے اعمال انجام دے کر آ رہے تھے کیونکہ کوئی کافر مکہ نہیں جاتا اور حج کو قبول نہیں کرتا۔ اب یہ کون کافر ہیں جن کی اللہ تعالی ہدایت نہیں کرتا؟ پہلی ،دوسری، تیسری لسٹ میں وہ افراد ہیں جو ولایت کے منکر ہیں۔جو بھی ولایت کا منکر ہے ہم اسے مسلمان نہیں کہہ سکتے بلکہ حقیقت میں وہ کافر ہے جیسا کہ زیارت جامعہ میں ارشاد ہوتا ہے:
وَ مَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَ مَنْ حَارَبَكُمْ مُشْرِكٌ وَ مَنْ رَدَّ عليكُمْ فِي أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيمِ

اور جس نے آپ کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے آپ سے جنگ کی وہ مشرک ہے اور جس نے آپ کے حکم کو رد کیا وہ جہنم کے پست طبقہ میں ہے۔یعنی جس نے بھی آپ کی ولایت اور امامت کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے بھی آپ سے جنگ کی وہ مشرک ہے اور جس نے بھی آپ کے خلاف حکم لگایا وہ جہنم کے نچلے ٹھکانے میں ہے۔ حضرت سلمان نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم(ص) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی تیری مثال سورہ توحید جیسی ہے۔

امالی صدوق، ص۸۔

رسول اکرم(ص) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (ع) کو سورہ توحید سے شباہت کیوں دی؟ ایک جہت شباہت تو معرفت میں ہے، ولایت امیرالمومنین (ع) بلند معارف میں سے ہے اور اسے توحید کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس لئے فرمایا جو ایک بار سورہ توحید کی تلاوت ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ دوبار سورہ توحید کی تلاوت دو تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ اور تین بار سورہ توحید کی تلاوت پورے قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ جس نے حضرت علی (ع) کو دوست رکھا وہ ایک تہائی ایماندار ہے اور جس نے حضرت علی (ع) کو دوست رکھنے کے ساتھ زبان سے بھی اظہار کیا وہ دو تہائی ایماندار ہے۔ اور جس نے حضرت علی (ع) کو دل سے دوست رکھنے کے ساتھ زبان سے بھی اظہار کیا اور اس کا عمل بھی ولایت اور محبت کی نشاندہی کرنے والا ہو وہ پورا ایماندار ہے۔

اسی طرح ارشاد فرمایا :

يَا علی حُبُّكَ إِيمَانٌ وَ بُغْضُكَ نِفَاقٌ وَ كُفْرٌ؛

معانی الاخبار، ص۲۰۶۔

اے علی تیری محبت ایمان ہے اور تجھ سے دشمنی نفاق اور شرک ہے۔

اسی طرح رسول اکرم(ص) نے جنگ خیبر کے بعد ارشاد فرمایا :

يَا علی لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؛

بحار، ج۳۹، ص۲۸۷۔

اے علی(ع) قیامت تک تجھ کو کوئی دوست نہیں رکھے گا سوائے مومن کے اور کوئی دشمن نہیں رکھے گا سوائے منافق کے۔

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں جب سے رسول اکرم(ص) نے ارشاد فرمایا: اے لوگو اپنے بچوں کو علی(ع) کی محبت سکھاؤ۔ ہم اپنے بچوں کے سامنے علی(ع) کی محبت رکھتے ہیں جو علی(ع) کی محبت کو قبول کرتا ہے ہم سمجھ جاتے ہیں وہ ہماری اولاد ہے اور جو علی(ع) سے محبت نہیں کرتا ہم اسے اپنی اولاد نہیں سمجھتے۔

بحار، ج۲۷، ص۱۵۱

ولایت اورتقوی

اللہ تعالی سورہ بقرہ میں مومن کی پہچان کرواتے ہوئے فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ)

وہ ان تمام باتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جنہیں (اے رسول)ہم نے آپ پر نازل کیا ہے۔

یعنی جوکچھ تم پراے رسول نازل ہواہےاس پرایمان رکھتے ہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ رسول اکرم(ص)پرکیانازل ہواہے؟

ماانزل الیک سےکیا مراد ہے؟جو آیت غدیر کےدن نازل ہوئی اس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

(يَا آيتا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ)

سورہ مائدہ، آیہ٦٧۔

اے پیغمبر آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کےپروردگار کی طرف سےنازل کیا گیا ہے۔

یعنی اے رسول جو کچھ تم پر نازل ہوا ہےلوگوں تک پہنچاو۔ شیعہ سنی متفق ہیں کہ یہ آیت امیرالمومنین (ع) کی شان میں نازل ہوئی۔(ینابیع المودہ،)

یعنی قرآن انکی ہدایت کرتاہےجوولایت پرایمان رکھتےہیں اورجوکچھ رسول اکرم(ص)پرنازل ہواواس پرایمان رکھتےہیں۔کیونکہ ارشادہوتا ہےقرآن متقین کیلئےہدایت ہےاس بنابرنتیجہ یہ نکلتاہےکہ جسکاولایت پرایمان نہیں وہ مومن نہیں۔

٢۔ وہ ہدایت یافتہ نہیں۔ اب جو ہدایت یافتہ نہیں وہ قطعا گمراہ ہے۔

فہرست منابع

قرآن کریم

نہج البلاغہ، سید رضی، تہران، شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، چاپ چہاردہم، ۱۳۷۸ق۔

الاحتجاج، شیخ طبرسی، نجف اشرف، اصفہان ۱۳۸۴۔

احیاء العلوم، امام محمد غزالی، بیروت، دار المعرفۃ۔

اختصاص، شیخ مفید، قم، جامعہ مدرسین۔

اقبال الاعمال، سید ابن طاووس۔

امالی، شیخ صدوق۔

بحار الانوار، محمد باقر مجلسی، بیروت، موسسہ الوفا، تہران موسسہ اعلمی،۱۳۶۲۔

بصائر الدرجات،محمد فروغ الصفار، تہران، موسسہ اعلمی،۱۳۶۲ق۔

تاویل الایات، سید شرف الدین حسینی، قم، مدرسہ امام مہدی، جلد، اول،۱۴۰۷ ق۔

تحفہ الزائر، محمد باقر مجلسی۔

تفسیر برہان، سید ہاشم بحرانی، تہران، بنیاد بعثت، جلد، اول،۱۴۱۵ق۔

تفسیر صافی، ملا محسن فیض کاشانی، مشہد، دار المرتضی،چاپ اول۔

تفسیر فرات کوہی، تہران،چاپ اول، ۱۴۱۰ق۔

تفسیر قمی، علی ابن ابراہیم قمی، بیروت، دائرہ السرور،چاپ اول، ۱۴۱۳ق۔

تفسیر نور الثقلین، شیخ علی حویزی، قم، موسسہ اسماعیلیان، چاپ چہارم،۱۴۱۲ق۔

تہذیب الاحکام، شیخ طوسی، تہران، دار الکتب اسلامی۔

خصال، شیخ صدوق، قم، دفتر انتشارات اسلامی، چاپ چہارم،۱۴۱۶ق۔

درود، شمس الدین محمد ابن مکی، قم، موسسہ نشر اسلامی، چاپ اول، ۱۴۱۲ق۔

روضہ المتقین، علامہ محمد تقی مجلسی، تہران۔

شرح زیارت جامعہ، فخر المحققین شیخ الاسلام شیرازی۔

شجرہ طوبی، محمد مہدی حائری، نجف، منشورات مکتب حیدریہ، چاپ پنجم، ۱۳۸۵ق۔

شواہد التنزیل، حاکم حکانی، تہران، موسسہ وزارت ارشاد اسلامی، چاپ اول،۱۴۱۱ق۔

صحیح مسلم، ابو الحسن ابن مسلم، بیروت، دار الفکر۔

صحیفہ الابرار۔

صحیفہ نور، امام خمینی۔

صراط مستقیم، علی ابن یونس عاملی، چاپ حیدری، چاپ اول ۱۳۸۴ق۔

طرائف، سید ابن طاووس، قم، خیام، ۱۳۹۹ق۔

علل الشرایع، شیخ صدوق، نجف، مکتبہ الحیدریہ،۱۳۸۵ق۔

عیون الاخبارالرضا، شیخ صدوق، بیروت، موسسہ اعلمی، چاپ اول، ۱۴۰۴ق۔

الغدیر، علامہ امینی، بیروت، دار الکتب العربی، چاپ چہارم،۱۳۹۷ق۔

غر ر الحکم و درر الحکم، عبد الواحدآمدی، قم، دفتر تبلیغات اسلامی، چاپ اول۔

فیض الغدیر، محمد عبد الروف المناوی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ق۔

قادتنا کیف نعرفہم، سید محمد ھادی سیلانی،قم، موسسہ آل البیت، چاپ دوم، ۱۴۱۳ق۔

القطرہ من بحار النبی و العترہ، سید احمد مستنبط۔

کافی، محمد ابن یعقوب کلینی، تہران، دار الکتب اسلامی، چاپ سوم، ۱۳۸۸ق۔

کشف الغمہ، ابن ابی الفتح اربلی، بیروت۔

کنز العمال، علامہ محمد تقی ہندی، بیروت، موسسہ الرسالہ،۱۴۰۹ق۔

کمال الدین، شیخ صدوق، قم موسسہ نشر اسلامی، ۱۴۰۵ق۔

مجمع البیان، شیخ طبرسی، بیروت، موسسہ اعلمی، چاپ اول،۱۴۱۵ق۔

مجمع النورین، شیخ ابو الحسن مرندی۔

مدینہ المعاجز، سید ہاشم بحرانی، قم، موسسہ معارف اسلامیہ، چاپ اول، ۱۴۱۳ق۔

مراۃ العقول، محمد باقر مجلسی۔

المزار، شیخ مفید۔

مستدرک سفینہ البحار، شیخ علی نمازی شاہرودی، قم، موسسہ نشر اسلامی، ۱۴۱۹ق۔

مستدرک الوسایل، حسین نوری، قم، موسسہ آل البیت، ۱۴۰۸ق۔

معانی الاخبار، شیخ صدوق، قم، دفتر انتشارات اسکامی، ۱۳۶۱ق۔

مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی، اسوہ، چاپ اول۔

مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، نجف، الحیدریہ، ۱۳۷۶ق۔

مناقب امیر المومنین، سلمان کوفی، قم، مجمع احیاء الثقافہ الاسلامی، چاپ اول،۱۴۱۲ق۔

من لا یحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق، جامعۂ مدرسین، چاپ دوم۔

نوائب الدہور فی علائم الظہور، حسین میر جہانی، مکتبہ الصدر، چاپ اول، ۱۳۸۶ق۔

نور البراہین، سید معمت اللہ جزایری، قم، موسسہ نشر اسلامی، چاپ اول، ۱۴۱۷ق۔

وسایل الشیعہ، شیخ حرعاملی، قم، موسسہ آل البیت، چاپ دوم، ۱۴۱۴ق۔

ینابع المودہ، قندوزی، قم، اسوہ، چاپ اول، ۱۴۱۶ق۔

یقین، سیدابن طاووس، قم، موسسہ دارالکتاب، چاپ اول۔ ۱۴۱۳ق۔

فہرست

اس کتاب کے بارے میں چند باتیں.......... 4
مولف کا مقدمہ.......... 5
پہلا مورد:.......... 7
دوسرا مورد:.......... 7
پہلی مجلس.......... 10
زیارت جامعہ، امام کی معرفت کا درس.......... 10
زیارت جامعہ کی سند.......... 11
۱۔ قوت متن.......... 11
۲۔ معتبر کتابوں میں نقل ہونا.......... 12
ائمہ معصومین(ع) کی تائید.......... 13
حکایت سید رشتی.......... 14
دوسری مجلس.......... 15
پہلا نکتہ: فضائل کا مجموعہ.......... 16
دوسرا نکتہ: تکبیر کا فلسفہ.......... 16
زیارت جامعہ میں تدبر.......... 17
تیسرا نکتہ: بے انتہا فضائل.......... 19
پہلا مقام: اس عبارت میں.......... 19
دوسرا مقام:.......... 19
چوتھا نکتہ: ائمہ معصومین (ع) کی توصیف سے انسان کی عاجزی.......... 21
تیسری مجلس.......... 22

اہلبیت نبوت 22
ائمہ معصومین(ع) میں رسول اکرم(ص) کی خوبیاں 24
پہلی روایت: 24
دوسری روایت 27
لقمان اورنبوت 27
تیسری روایت : 28
چوتھی مجلس 29
رسول اکرم(ص)اورامیرالمومنین(ع) کی مشترک خصوصیتیں 29
اخلاق حسنہ اورصفتوں میں برابری 30
خلقت میں برابری 31
اخوت اوربرادری 32
مدت عمر میں برابری 33
بشر کی بنسبت اولی ہونا 33
پہلے مسلمان 35
علی سے جدا ہونا 37
ولایت علی 37
پانچویں مجلس 38
رسول اکرم(ص)اورعلی کے مشترکات(۲) 38
قدرت بینائی اورشنوائی 38
عصمت: 46
چھٹی مجلس 47

رسول اللہ کےنزدیک،مولا علی کا مقام 47
علی اورہارون کی شباہتیں............ 48
پہلی شباہت............ 48
جنگ احزاب میں 50
جنگ خیبرمیں 50
جنگ ذات السلاسل میں............ 50
دوسری شباہت: کاموں میں آسانی 51
تیسری شباہت: جانشینی............ 52
ساتویں مجلس............ 54
اہل بیت اور مقام رسالت............ 54
مطلق اورمقیدولایت............ 54
تبلیغ ولایت، پیغمبر اکرم کی بعثت کا راز 56
مقام عصمت،نبوت وامامت کامحافظ............ 58
حکومت انبیاءپرولایت 59
امیرالمومنین(ع)اورعلم الکتاب............ 61
انبیا کا خلاصہ 63
صفوۃ المرسلین............ 63
سلالۃ النبین 63
صفو ۃ المرسلین............ 63
تقرب کا برترین مقام 63
آٹھویں مجلس 64

قرآن کی نظر میں اہلبیت کا باب اللہ ہونا....................64
اہلبیت کو باب اللہ سے تشبیہ دینے کا سبب....................65
قرآن کی سب سے افضل آیت....................67
گناہوں کی معافی کا دروازہ....................67
بنی اسرائیل حطہ کی جگہ پہ حنطہ....................69
نویں مجلس....................70
روایات میں ائمہ معصومین کا باب اللہ ہونا....................70
ایمان اور کفر....................71
اللہ تعالی کی معرفت کا دروازہ....................72
پہلا : امام کی معرفت۔ دوسرا : امام کی اطاعت۔....................73
دسویں مجلس....................76
ائمہ معصومین، تمام کمالات کے لحاظ سے باب اللہ ہیں(ا)....................76
معصومین سے فیض پانا....................78
کلام کے امیر....................79
کلامکم نور؛....................79
نماز کی روح....................79
تمام نیکیوں کا آغاز....................81
تمام نیکیوں کی جڑ....................81
نیکی کی معدن....................82
نیکی کا مقام....................82
گیارہویں مجلس....................83

اہلبیت واسطہ فیض ہیں.......... 85
عرفان میں انحراف.......... 87
بارہویں مجلس.......... 88
علم اورحکمت کا دروازہ.......... 88
تیرہویں مجلس.......... 93
اعمال کی قبولیت.......... 93
چودہویں مجلس.......... 97
اہلبیت اور کائنات کی تربیت.......... 97
معصومین کی الہی تربیت.......... 99
ایک ناصبی پر حضرت علی (ع)کی عنایت.......... 100
پوری کائنات کی تربیت.......... 101
پندرہویں مجلس.......... 103
تمام کائنات سےولایت کا سوال.......... 103
عالم ذرمیں ولایت.......... 104
انبیاء کا وعدہ.......... 105
ولایت کےتوسل سےبارش کی درخواست.......... 106
عبادت، ولایت کا مقدمہ ہے.......... 107
سولہویں مجلس.......... 108
سابقہ امتوں میں علی کی ولایت.......... 108
حضرت علی(ع) کا نام قرآن میں.......... 109
ولایت ہمیشہ سےہی اصول دین میں شامل ہے.......... 111

ہر جگہ علی کا نام........ 111
اللہ کی ولایت........ 112
سترہویں مجلس........ 113
تمام کائنات پر ولایت کو پیش کیا گیا........ 113
ائمہ کی وسعت امامت........ 114
موجودات پر ولایت........ 116
اٹھارویں مجلس........ 119
توحید، اسلام، ایمان اور ولایت........ 119
ولایت اورتوحید........ 119
پہلا نمونہ:........ 121
دوسرانمونہ:........ 121
ولایت اور اسلام........ 123
ولایت اور ایمان........ 124
ولایت اورتقوی........ 126
فہرست منابع........ 127